

خطبات حکیم الامت

حکیم امت الاجتہاد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
کی موثر اور انقلاب فرائی تقریر کا اہم مجموعہ

دنیا و آخرت

صحیح مقصد

دنیا

دنیا کی مسافرانہ زندگی

دنیا پسندی

دنیا پر مطمئن ہونا

دنیاوی ساز و سامان

فانی

باقی

دنیا اور آخرت

فکر آخرت

تجارت آخرت

آخرت کی یاد

دنیا پر آخرت کی ترجیح

سعادت مند کا مقام

نَمَزْ مَرَبِّكَ يَوْمَ يَبْدَأُ

خطبات حکیم الامت جلد نمبر

دُنیا و آخرت

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ
کی
مؤثر اور انقلاب آفریں تقریروں کا اہم مجموعہ



زَمَزَمُ بَلَدِ پُورِ یُونِیْد



نام کتاب ----- دُنیا و آخرت
مصنف ----- حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی
باہتمام ----- اسعد واجدی
سَن طباعت ----- اپریل ۱۹۹۵ء
قیمت



ناشر

زُہزَم بکد پود یوبند

وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي
الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ

لوگ دنیوی زندگی پر اتر آتے ہیں
حالانکہ دنیوی زندگی آخرت کے
مقابلہ میں ایک حقیر سودا ہے۔

ترتیب مواعظ

۱۲	پیش لفظ	۱۲
۱۶	۱۔ المراد	صحیح مقصد
۵۶	۲۔ الدنیا	دنیا
۶۶	۳۔ غریب الدنیا	دنیا کی مسافراں زندگی
۱۲۶	۴۔ الرضا بالدنیا	دنیا پسندی
۱۴۶	۵۔ الاطمینان بالدنیا	دنیا پر مطمئن ہونا
۱۶۳	۶۔ شغاع الدنیا	دنیاوی ساز و سامان
۱۹۰	۷۔ الغافی	غافی
۲۱۹	۸۔ الباقی	باقی
۲۳۹	۹۔ الدنیا والاخرة	دنیا اور آخرت
۳۲۵	۱۰۔ تمم الآخرة	تکمیل آخرت
۴۰۵	۱۱۔ تجارت آخرت	تجارت آخرت
۴۴۳	۱۲۔ تذکیر الآخرة	آخرت کی یاد
۴۶۱	۱۳۔ تزیج الآخرة	دنیا پر آخرت کی ترسیح
۵۲۵	۱۴۔ دار المسعود	سعادت مند کا مقام

تفصیل عنوانات

۶۶	انسان کی بے بسی	۱۔ المراد، صحیح مقصد	مقصود بیان
۶۸	انسان کی مختلف حالتیں	۲۰	تدبر فی القرآن
۶۹	سہ چیز امانت ہے	۲۱	نکسالی تراجم
۷۰	اولاد کا فتنہ ہونا	۲۲	ضرورت استاد
۷۱	شرود کا حشر	۲۳	فوائد تلاوت
۷۲	اولاد کا نعمت ہونا	۲۶	اہمیت اعمال
۷۳	اولاد کا وبال جان ہونا	۲۷	شرعیہ نیت
۷۵	کم گوئی کے فوائد	۳۲	ہمت و قدرت
۳۔ غریب الدنیا، دنیا کی مسافر اندر زندگی	۳۵	۳۷	ظاہرہ مصیبت
۸۰	اس موضوع کے انتخاب کی وجہ	۳۷	اہمیت نیت
۸۲	دنیا کے مقیم مسافر ہیں	۴۰	دنیا و آخرت
۸۲	مرنے کا ہر ایک کو یقین ہے	۴۵	رموز و نکات
۸۳	مگر علم کے مقتضا پر عمل نہیں	۵۱	ترکیب تعلق
۸۵	قوی القلب بزرگوں کی مثال	۵۵	۲۔ الدنیا، دنیا
۸۶	قاسی القلب لوگوں کی حالت		دنیا کی محبت
۸۸	شیخ چلی کا واقعہ	۶۰	عورتوں کی خوبی
۸۹	شیخ سعدی کا واقعہ	۶۲	گھر کی اہمیت، ملکیت کی حقیقت
۹۰	موت کو قریب سمجھو	۶۳-۶۴	

۱۳۲	۹۱	دنیا کے گھر کی حقیقت
۱۳۲	۹۲	زہد فی دنیا کے درجے
۱۳۳	۹۳	ابلیس کی غلطی کا راز
۱۳۵	۹۴	انسان مختار و صاحب ارادہ ہے
۱۳۵	۹۶	امید ورجا کی حقیقت
۱۳۸	۹۸	انسان طبعاً حریص ہے
۱۳۹	۱۰۰	حضرت موسیٰ کا واقعہ
۱۴۰	۱۰۰	زہد فی دنیا کی تفصیل
۱۴۱	۱۰۳	علم پر ناز نہ کرو
۱۴۲	۱۰۵	ضرورت کے موافق دنیا سے تعلق رکھو
۱۴۳	۱۰۶	غلط توکل کی مثال
۱۴۳	۱۰۷	حضرت ہزارہا کی حیثیت
۱۴۹	۱۰۹	عارفین زبان شناس رسول ہیں
۱۴۹	۱۱۱	زائد از ضرورت سامان کی ممانعت
۱۴۹	۱۱۲	عورتیں زیادہ حریص ہوتی ہیں۔
۱۵۰	۱۱۶	ایک مرض غورتوں میں زیادہ ہے۔
۱۵۱	۱۱۸	دنیا میں بے وطن کی طرح رہو
۱۵۲	۱۲۰	مقصود و حال نہیں اعمال میں
۱۵۳	۱۲۳	تین ضروری اسباق
۱۵۴	۱۲۴	اسلام کی ابتدا اور انتہا۔
۱۵۵	۱۳۰	۳۔ ارضیا بال دنیا، دنیا پسندی
۱۵۵	۱۳۰	تنبہ
۱۵۶	۱۳۱	صفات حمیدہ بنا و رضایں
۱۵۶	۱۳۱	صفت الی الاخرت کی اقسام
۱۵۶	۱۳۱	صفت الی الاخرت کی اقسام

۵۔ اطمینان بال دنیا، دنیا پر مطمئن ہونا

۱۴۹

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۶

۱۹۵	کثرتِ سماں و مشاہدہ کا اثر	۱۶۳	تفکر اور اس کے موانع
۱۹۶	فنائے دنیا سے غفلت	۱۶۴	وقت بڑا بیش قیمت ہے
۱۹۷	یغائے آخرت سے غفلت	۱۶۵	آج کل کی مجالس کی حالت
۱۹۸	سر و کامل کی ضرورت	۱۶۶	خلوت اور اس کی حقیقت
۱۹۹	آفتابِ طریقت کی ضیا باری	۱۶۷	مخلوق کے مقابلہ میں خالق کی رضا
۲۰۱	اللہ سے مانگنے کی ضرورت	۱۶۸	ضروری ہے
۲۰۲	خدا سے مانگنے کا نتیجہ	۱۶۹	مسلمان کا ہر فعل عبادت ہے
۲۰۳	ہماری ہر چیز پرانی ہے	۱۷۰	ایک قابل عمل بات
۲۰۵	موت لوگوں کو یاد نہیں	۱۷۱	۴۔ متاع الدنیا دنیا کی ساز و سامان
۲۰۶	شوقِ لقاء میں موت کی تناء جائز ہے	۱۷۲	تہیہ و تعین مقصود
۲۰۷	اعتقادِ قنات دنیا میں علمی کوتاہی	۱۷۳	مسلمانوں کا منکرانہ برتاؤ
۲۰۹	ناکامی بھی موجبِ اجر ہے	۱۷۴	درستیِ آخرت کی تدبیر کی ضرورت
۲۱۲	حورِ توں کے دنیاوی انہماک	۱۷۵	دنیا سے زیادہ آخرت کا اہتمام
۲۱۳	بزرگوں کی نظر کا اثر	۱۷۶	ضروری ہے
۲۱۴	طریقِ عملِ طالح	۱۷۷	دنیا اور دارِ آخرت
۲۱۵	۸۔ الباقی باقی	۱۷۸	دنیا دار کو موت کا خوف
۲۲۲	اعلانِ فناء کی ضرورت	۱۷۹	دنیا کی حقیقت کے استحضار کا اثر
۲۲۳	عبادت کی فطری دلیل	۱۸۰	الدنیا بھن المومن کے معنی
۲۲۶	موجود کے کان میں اذان کہنے کا نکتہ	۱۸۱	دنیا سے کتنا تعلق رکھنا چاہیے
۲۲۷	اریابِ بصیرت کی ہنسی	۱۸۲	دنیا کی محبت کم کرنے کا طریقہ
۲۲۸	دینداروں کی خود فریبی	۱۸۳	۵۔ الخالق قانی
۲۳۰	اہل اللہ کی عدم پریشانی	۱۸۴	قرآن و حدیث کا کمال
۲۳۱	طور توں کی دریدہ دہنی	۱۸۵	عدمِ تدبر کا نتیجہ

۲۷۶	دنیا بجز ابو ولعب کے کچھ نہیں	۲۳۳	دنیا کی محبت کی حقیقت
۲۷۷	محض اعتقاد کافی نہیں	۲۳۵	حب اللہ کی ضرورت
۲۸۰	اہل فیشن کے شبہات معطل	۲۳۶	باقی رہنے والی چیز
۲۸۳	شیوخ کے فرائض	۲۳۸	عمر کا بے بہا ذخیرہ
۲۸۴	اناری شیوخ کا طرز عمل	۲۴۰	دنیا اور دنیا دار کی مثال
۲۸۶	شیخ کامل کا طریق عمل	۲۴۱	آخرت کی نعمتیں
۲۸۸	احمال میں عزیمت و رخصت	۲۴۲	ایک عمل کی خاصیت
۲۹۱	شکر کی توفیق اور طریقہ	۲۴۲	ایک اعرابی کی حکایت
۲۹۲	مصائب کی قسمیں	۲۴۵	موت کا متنی
۲۹۴	عزیمت و رخصت کی واضح مثال	۲۴۶	دنیا کا جیل خانہ
۲۹۶	شرعی آسانوں کا اثر	۲۴۷	غفلت کا علاج
۲۹۷	عمل بالسننہ کے معنی	<div style="border: 1px solid black; padding: 5px; text-align: center;"> ۹۔ دنیا والاخرۃ، دنیا اور آخرت </div>	
۲۹۹	علم سے مقصود عمل ہونا ہے		
۳۰۰	سننہ تقدیر	۲۵۲	سننہ معاد
۳۰۱	سننہ تقدیر بے سبب ہوگا	۲۵۴	فناء دنیا و اثبات آخرت
۳۰۳	اسرار خداوندی کا تجسس	۲۵۸	عدم استحضار فناء دنیا
۳۰۶	مشیت و مصالح خداوندی	۲۵۹	انسان ہر وقت سفر میں ہے
۳۱۵	قرآن حکیم ایک تجلی ہے	۲۶۲	ہر ساعت انسان کی عمر گھٹتی ہے
۳۱۹	تجلی کے اثرات	۲۶۳	سفر آخرت کا اہتمام
۳۲۰	فناء بقا کا اعتقاد ضروری ہے	۲۶۴	نفس کی جیل بازی
۳۲۵	دنیا کی کوئی چیز بیکار نہیں	۲۶۸	عبادات پر غیبتوں کا اثر
۳۲۷	استغناء حق تعالیٰ کی حقیقت	۲۷۰	سود پر اصرار اور زکوٰۃ سے گریز
۳۳۱	دنیا و آخرت کی حقیقت سمجھ	۲۷۳	عملی اور دائمی مراقبہ کی ضرورت
		۲۷۴	وعدہ خداوندی

۳۸۵	اہل اللہ موت سے نہیں بگھڑتے	۳۳۲	تزکیہ نفس کے طریق
۳۸۷	دولت ایمان قابل قدر ہے	۳۳۶	شیوخ کے حلقہ و توجہ کی حقیقت
۳۸۹	توجہ آخرت کا طریقہ	۳۳۹	دنیا کی قسمیں
۳۹۲	دوزخ اور جنت کی وسعت	۳۴۱	طریق وصول الی اللہ
۳۹۷	آج کل ہر جاہل مجتہد ہے	۱۰۔ جنم الآخرة، فکر آخرت	
۳۹۸	تبلیغ کے آداب	۳۴۷	عظیم الشان پیشینگوئی
۳۹۹	طلب آخرت کا طریقہ	۳۴۹	لہ کا وعدہ خلاف نہیں ہوتا
	۱۱۔ تجارت آخرت، تجارت آخرت	۳۵۱	عبادت اور اسکا اثر
۴۰۷	مسلمانوں کی ایک کوتاہی	۳۵۳	اللہ کا کلام صوت سے منزہ ہے
۴۰۹	تاریخ اور حدیث کا فرق	۳۵۴	بچوں کے لئے متحرک عالم ہونا چاہیے
۴۱۰	ترقی دین صحابہ کا مطمح نظر تھا	۳۵۴	اضطراری اعتقاد معتبر نہیں
۴۱۱	ہمدردان قوم کی نمائندی ہمدردیاں	۳۵۵	معجزات کی حقیقت و ضرورت
۴۱۳	علماء پر اعتراض کی حقیقت	۳۵۶	عظیم الشان پیشین گوئی کی تفصیل
۴۱۵	ایثار کی حقیقت	۳۵۹	عطائی طبیعوں کا طریق علاج
۴۱۷	دین کے تجزیہ کی صورتیں	۳۶۲	شیوخ کی پہچان
۴۱۸	آیہ یتہ برون القرآن کے معنی	۳۶۴	حب دنیا اور نبیان آخرت کا رخص
۴۲۰	عبادت بدنیہ و مالیہ میں تفریق	۳۶۸	کسب دنیا و حب دنیا کا فرق
۴۲۳	شریعت سے دوری	۳۷۰	دنیا کی محبت و حرص کا درجہ
۴۲۵	اسراء کے پھر حیلے	۳۷۲	حب رسول کا مبیار
۴۲۶	کوتاہی متعلق انفاق	۳۷۶	عورتوں پر حب دنیا کا غلبہ
۴۲۸	قبولیت ہدیہ کی شرائط	۳۷۹	تفکر کی ضرورت
۴۲۹	پیران باطل کی تشکیل	۳۸۲	دنیا دار پریشانی سے خالی نہیں
۴۳۰	ہدایا کے آداب	۳۸۳	مطلوبیت دنیا کے درجات

۴۴۴ (۱) شریعت کی روشنی میں
 ۴۴۵ تاریخ توحید، دہلی، حضرت کی ترجمہ

چند ہی شخصوں کی شریعت
 پندرہ مشہور آدمی کی ترمیم
 حبس دین کی ترمیم
 اور ظلم کے مسائل
 صدقہ جاریہ کے مسائل

۴۴۶ حق تعالیٰ کا شہود
 ۴۴۷ منہ شے کے اہیات
 ۴۴۸ اہلیت کو
 ۴۴۹ اہلیت فحش کا سد باب

۱۲۔ تہذیب و تمدن کی تاریخ

تہذیب
 عارف اور ماہر کی عبادت کا فرق
 صحابہ کے علم کی حقیقت
 بنیاد سے عارف کی زندگی
 دنیا و مافیہ کی فہم
 خدا تک پہنچنے کا صحیح راستہ
 سب کو علم پر موقوف نہیں
 تقدیر کی تغیر کا اثر
 سائنس و فلسفہ کی حقیقت
 صحبت علم کی ضرورت
 کسب دنیا و حب دنیا
 صغیرہ گنہ پر جہت کا اثر
 مذہب اور ترقی
 دینداروں کی کوتاہی
 صوفیوں کی کوتاہی
 ذکر و شغل کی ضرورت
 بیعت کی حقیقت

۴۴۵ حضرت سے بے فکری کا نتیجہ
 ۴۴۶ توحید کامل کا اثر
 ۴۴۷ تقدیر کی حقیقت
 ۴۴۸ شریعت میں عقائد کا درجہ
 ۴۴۹ توحید کے چار درجہ پرگاہ کی حقیقت
 ۴۵۰ مال و جاہ کے شعبے
 ۴۵۱ بدن نامہ مذہبی کسی پر کا استعمال
 ۴۵۲ جائز نہیں
 ۴۵۳ جہد ان کی سرے و قدم دیئے کا نتیجہ
 ۴۵۴ چندوں کا مہینہ
 ۴۵۵ عین کو مصالح کے تابع بنا دیا گیا ہے
 ۴۵۶ خواص کی خرابیاں
 ۴۵۷ اصلاح اخلاق کی ضرورت
 ۴۵۸ جاہ مال سے زیادہ مرغوب ہے
 ۴۵۹ حب جاہ کے نتائج
 ۴۶۰ محض صورت دین کا نام دین نہیں
 ۴۶۱ اروج اور جہر کا تعلق

۵۲۰	آخرت سے خوشی کی وجہ	۵۰۸	خدا ص کی مدد سے
۵۲۱	نکاح سے آخرت سے بڑی کامیابی	۵۰۹	نفس کا یہ بھی
۵۲۲	مردہ کو یہ دن کا ثواب پہنچتا ہے	۵۱۰	مصدق طلب دنیا کی فضا سے نہیں
۵۲۳	دینا و آخرت کی نعمتوں کی مشرکت	۵۱۱	مادیات پروردگار کا تبار
۵۲۴	جنت کے میراث انگیز چل	۵۱۲	شیوخ کا عین کی حالت
۵۲۵	آخرت دنیا سے بہت سے	۵۱۳	مردہ دنیا کی قسمیں
۵۲۶	جنت کفایت سے نال ہے	۵۱۴	عہد دنیا کا نکتہ
۵۲۷	روح کی حالت	۵۱۵	آخرت کی صفات
۵۲۸	سعادت و شہادت کی حقیقت	۵۱۶	آخرت کا قیام
۵۲۹	عمل صالح کی توفیق	۵۱۷	دوسروں سے دعا و دعا کا مقام
۵۳۰	دوسری نکتہ	۵۱۸	تنبیہ
۵۳۱	آخرت کی حقیقت	۵۱۹	قبر و روح کا تعلق

پیش لفظ

سماں میں طرے چاندیوں کا کرب سے سین طہاں سے کی جان بھی پناہ وصول
مشکل سے جس کا ہر حصہ دوسرے حصہ کا بیاد پناہ دوسرا دوسرا سے سب سے پہلے سے
شکم مادر کے درشتی کی سے گزرتا تھا ہے اور وہ ایک پاک دنیا اور میرا نظر آت ہے ہا
سفر کی تلاش سے اس کی زندگی میں کی یہ اس سے پہلے شروع ہو چکی ہوئی ہے
○ اگر سے سے وہ اس میں ایوں کی تحریکات سے علق اس سے پیدا

سے وہ دوقل میں کے قلب کی حرکت شروع ہو جاتی ہے

○ وہ دوقل میں کی علیا و سورت اور ہم کی شکل اپنی میں سے

○ وہ دوقل میں کی بالکل وہی شکل ملو پر کیا وہاں سے

○ وہ دوقل میں کی حالت تو وہاں میں اس سے قی کوئی بریکٹ میں سے پہلے میں
ترتیب و علیا و سورت وہاں میں تقابل منال کے دوران میں علیا و سورت درہ
ہر ایک سے میں سے وہاں میں اس سے کے مطابق یہ اس سے میں میں مدد سے لگتا ہے
اور جس وقت وہ پیدا ہوتا ہے اس وقت میں کی گردانی اعتبار سے لوہا کی ہو چکی ہوتی ہے
یہ ایک بھی مانی حقیقت ہے کہ سماں میں اس میں خود و خوش کے تصور معروف

طریقہ میں اس کے پیشہ کے دریاں میں سے کسی کا بھی تصور میں ہونا مگر اس کے ہونے
میں کا قیاس اس سے اس سے ایک کوٹھڑی کے اندر خامو پناہ ہے وہ پیدا ہونے سے قبل
مردہ یعنی جس سے نہ ہو سکتا کا ڈھانچہ نہیں ہوتا بلکہ وہ اس کے اندر ہی رہتا ہوتا ہے ہا
پاؤں سکینز ہے پیدا ہوتا ہے اور کوٹھڑی میں رہتا ہے جسے ہر حال میں عورت ہسانی ٹھوس کرتی ہو

تو وہ پھر بتی کم فصل و باغی کا ثبوت دیتے ہوئے یہ باتیں مائے سے کام کر ایت سے ہمیں
تھنڈا ہے و انکا تسخیر آتا ہے۔ انکے قدرت لئے شب و روز برقی و حروئی زندگی کا
موسم اسی ناسوتی زندگی میں اٹھاتی رہتی ہے۔ مگر یہ اس طرف جہاں کرکھی دھیں ہیں لیت
اور کسی خارجی اور فانی زندگی کوئی حاصل نہ کی سمجھتا ہے۔

۳۔ برقی زندگی کا دور موت کے بعد شروع ہو کر قیام قیامت پر ختم ہوتا ہے اس
مقام کی مثال اعلیٰ ماہر خواص کی سی ہے مولانا محمد جہاں آبادی دیکھتے ہیں کہ

”موت میں جو تمام سب دیکھتے ہیں۔ ان کا خلاصہ کیا ہے، یہی ہے
کہ ہم بیٹے تو یہاں موت میں۔ لیکن اپنے کو چلتے پھرتے، ہولے چھاتے،
بکھتے پڑھتے، بستے کھتے، اٹھتے بیٹھتے، لڑتے کھڑکتے، روتے چھاتے،
کہیں اور جی پاتے ہیں۔ اور دور بہت دور کسی سینکڑوں اور کبھی ہزاروں
میل دور جہاں میں پڑتا ہے اور وہ جی بے حس و حرکت و بظاہر
طرح مائل اور بے نہ لیکن ہم کہیں اور ہی اپنے آپ کو بے تکلف ہضم
کے جہاں میں مشغول پاتے ہوتے ہیں کہیں کسی اکاں پر حریفی
کر رہے ہیں کہیں کسی مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں کہیں کسی ملک میں سفر کر
رہے ہیں۔ ریل سے، جہاز سے، جونی بہار سے اور یہ سب بالکل اور بعینہ
اسی طرح جیسے بیماری میں کرسے ہوتے ہیں

خواب کو بھی چھو بیٹھتے۔ خیال کے تصرفات بھی کچھ کر عجیب اور کچھ کم
غیر واقع میں بیٹھتے ہم تکنویں ہیں اور خیال کلاتے کا آگے بس ہیں
گوکہ وہاں پہنچ گئے اور اب سارا کاروبار وہیں کر رہے ہیں۔ لندن، نیویارک
لوکیو کا وہ صلا خیال کے آگے کوئی دھند ہی نہیں اور نیچے جہنم تصور سے
اودھ کا مریں اور اودھ کا مریں و مشرق و مشرقی چاند و سورج و گردش و کمری
کے مقامات پبلک چھپنے میں ملے کر ڈالے۔

یہ تجربے آخر دوزخہ اور ہم وقت کے ہیں یا نہیں! پھر یہ کیا سارے

تجربہ حاصل رہے وہ سالہا لاپٹے جائے واسے ہیں باہر سائنس متقیں
کار بر فطرت کی طرف سے رنگ کی ایک دوسری سرس کے سنے
کرنی جاری ہیں اس ناساتی رنگ کے معا بعد جس عالم سے سابقہ
پڑنے دوسرے اس ناساتے لطیف میں جسروہ مادہ کی یہ کثافت کام
نہ تھے وہ جسم سی مادی مام میں پڑ رہے جاتے گاہ یہاں خاک میں
مل جائے گا یہاں کے پانی میں تحلیل ہو جائے گا باقی اس کے اندر جو
جو سر لطیف روت کے دوسرے مقید سے وہ برزخ کے مام لطیف
دبر فنی زندگی میں دوسرے پھر سنے کے سنے تمام تر رہا جائے گا اس
کے سنے یہ فاصلہ کوئی معنی رکھے گا نہ حد سافت وہ ایک ہی وقت میں
یہاں بھی ہو سکے گا وہاں بھی پل جرم میں وہ مشرقی بھی ہو سکے گا وہ
مغرب بھی روت کے سنے اس کے کوئی معنی نہ رہوں گے

صدقہ جدید اسلامی سلسلہ

اس ناساتی زندگی کا حائرہ بھیجیہ یہ قدم قدم پر مروی اندی و حقیقی زندگی کی کھٹ
رہنمائی کر رہی ہے سب ایک جہت میں کہ اس ناساتی ایسا میں نہ کوئی اپنی مرضی سے کتابت و نہ
اپنی مرضی سے جانا ہے او خوشنم بھی یہاں آتا ہے ————— وہ کچھ مرض
یہاں کی حواکھاب کے بعد رانی طہ بر ایک وقت مقررہ پر یہاں سے موت کے راستہ ایک اور
دنیا کو جلا ماتا ہے گویا یہ دیا ماند رہے ہے جس میں سر شخص کا قیام وقتی و عارضی ہے
لیکن حضرت ابن یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود ناقبت و بدعتی و نفس پرستی
کے تحت یہاں مستقل رہائش کے سامنے کھڑے ہیں اسی ناساتی زندگی پر حصہ کئے ہوئے
ہے مئی سے دن لگاتے سوئے و جب اس کے سامنے کوئی دوسری دیا کوئی ہاوتاسے تو
وہ بڑا ہی حال میں کہتا ہے کہ یہ موت کا حام تلخ گویا صرف اسی کے لئے تھا جو اسے پہنچے
نہ و درست جا رہا ہے اور اس کا اس کے کوئی تعلق نہ ہو مطلق نہیں لیکن جب اسے ایک جگہ
سے دوسری جگہ کا سفر پیش آتا ہے تو سب کچھ و بدعت کے مطابق صرف چند چیزیں اپنے

المراد صیح مقصد

مکتبہ

تیسرے المربعہ من المربعہ
اندیشہ ناک اور مرغوب اشیا میں امتیاز

ان، احوال کو سامنے رکھ کر، حکام کے متعلق یہ وعظ و نصیحت بہار
مورخہ و تاریخی، ان امور کو سامنے رکھ کر، ان کے معنی میں کھنڈ، ہرگز
پاک و صاف کو سامنے رکھ کر، ان کے معنی میں کھنڈ، ہرگز
مورخہ و تاریخی، ان امور کو سامنے رکھ کر، ان کے معنی میں کھنڈ، ہرگز
کے ساتھ تو تہ کے، ام سے بہت، درلقب کی نسبت یک فرد کے
مست بہت، اس کے کنار کی تخریب پر یہ، وعظ و نصیحت، ہرگز
بخت کے عقد کی، یعنی یادگار سے، اس وعظ کا کچھ حصہ، ہرگز
سے قبل، ہرگز، کچھ حد نماز

فی ہر مہینہ سے یہی سہ ہفتہ میں آتی ہیں سپنے
 منصف یہ جو رہا یہ موقوف ہے کہ اپنے کام کا قصہ کیا جلتا
 تو وہ ارادہ ممدست و بڑے کام کا قصہ کیا جلتا تو وہ وہ ہر سے
 کسی عمل پر نہ اس نہ وہ اس کے مرتب ہیں ہوتی اور وہ پہلے
 عمل سے جی گاہ و توبہ تک جاتا ہے یہی گہروں وہ سے کول
 گہ وہ ہوں چوک سے توبہ تو وہ معاف سے جس کے سنے حق مٹا
 سنے یہ دعا تعلیم فرمائی۔

رَبِّ لَا تُؤْخِذْ دُنَا نَفْسًا وَ حَظًّا

خطبہ ماثورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله حمده واستغفره ونستغفره ونؤمن به و
 نتوكل عليه ويعود بنا منه من شرور انفسنا ومن يمينه
 له فلا مضل له ومن يصلح له فلا هادي له ويحكم له
 نه لا يته وحده لا شريك له ويحكم له يستدركه
 محمد عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى
 واصحابه واولاد وسلالة ما بعد فاعودنا الله من الشيطان
 الرجيم - بسم الله الرحمن الرحيم - ان الله ساريت وتعالى من
 كان يريد لعل حلة عجلاله فيهم ما شاء لمن يريد ثم
 جعلناهم حنيفة يصلحها مدموما مذخور ومن ردا لاجرة
 وسعي لهم سعيهم وهو مؤمن فاولئك كان سعيهم
 مشكورا - كلا بعد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما
 كان عطاء ربك محظورا - فطركم فصب دعائهم
 على بعض ولاخرة كبر رحمتك واكرم قضايتك -

مقصود بیان

اس وقت روایتیں ہیں سے تلاوت میں سب کا یہ کہ ملاحظہ نہیں مقصود
صرف اس کی آیتوں کی است کہ جو عربی زبان سے اس آیتوں میں حق تعالیٰ کے لئے
وہ آیتوں کا ذکر ہر پانچ سے ایک رہا دیا اور اس آیت اور ساتھ ساتھ دونوں
کے تحت بھی مذکور ہیں یہ مضمون گرچہ بارہا کاوں میں پڑا ہوگا مگر اب تک اسکو نہ سہی طو
ر سے سنا گیا اور یہی وجہ ہے اس کے کوثر نہ ہو سکے کیونکہ گہ موز و موزوں اس کے تلاوت
و تکرار ہو جو ہوتے اس وقت اس مضمون کو کسی نے اختیار کیا گیا ہے کہ جو اثر اس کا ہونا
چاہیے تھا وہ بھی تک نہیں ہو اور اس کے بعد وہی موصوف میں کسی کو کلام میں ہو سکتا
اس سے اس کو یہاں کیا جاتا ہے۔

اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اس کو نہ سہی نہ سمجھنا حاد و اس میں سابق
حیات کے اس کو نہ سمجھنا سے رہنا جانتے کیونکہ اس طرح اس نے سنا ہے اسے کسی مضمون کا
کاوں میں چنچا اس کا امر میں ہے کہ اس کو نہ سمجھنا کے ساتھ اس نے کیا جاتا ہے کیونکہ قرآن کریم
میں خدا کے بارے میں جابجا بتا رہا ہے کہ یہ قرآن کو سنتے ہیں یہ سے میں علامہ دارقوتی کے
کاوں میں بھی پہنچی تھی بلکہ سننا اس کا ہوتے کہ مضمون میں اس میں تدریک مانے چرچا کیا
جانتے سورہ ص میں صاف صاف مذکور ہے کہ تم نے قرآن نہ سنا کہ یہی کے واسطے نہ رہا
کیا ہے۔ قال تعالیٰ۔

کتب نزلہ الیہ مشارک لبدنہ و
یتہ ولیتہ ذکر لوالدہ

کرتے کہ کون سا ترجمہ ہمارے پاس ہے کہ میں کہہ سکوں کہ میں نے یہ کیا کیا ہے۔ اور
 یہ سب کچھ کہ اس سے کتاب کیا جاتے۔ گو یہ وہ کیسے ہی، لیکن میں نے جو یہ کہہ مقصد وہ
 عمل سے اور اس میں رہنمائی حاصل ہوگی۔ اصل میں یہ کہہ نہیں سکتے۔ مگر جو کہ قریب قریب مقصد یہاں کی کتاب
 سمجھ کر دیکھتے ہیں۔ اس کی تو ان کی زبانوں کی وہ ہوتی ہے۔ مگر ترجموں کے یہ مطالعہ سے تصور
 عمل ہوتا تو جتنی سہولت ہوتی۔ بلکہ مقصود یہ نظر ہوتا کہ یہ ہیں مہارت دیکھنے کا شوق ہے تو
 اس کے لئے ترجمہ قرآن کا اس کتاب کیا جاتا ہے۔ مگر یہ اس مقصد پر ہمارا ارادہ نہیں کہ اس
 کا مطالعہ کریں۔ بلکہ یہ ترجمہ قرآن کو جاننا ہو، کیوں کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو ہر آدمی کے لئے ہے
 یہ ہمیں تو اس کی ضرورت ہے۔ اور اس کی وجہ سے ہمیں یہ سہولت ہے کہ یہ ایک ایسا ہے کہ ہمارے
 کا ترجمہ یہاں اس حد تک کہ اس سے سب سے سہولت ہو۔ اور اس کے
 ترجمہ دیکھا جائے

اسی طرح ترجمہ دیکھنے کے لئے اس کی کاپی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں یہ بھی مرقی
 کوہن سے کہ اس میں مرقی قدر کہتے ہیں جو اس میں تفسیر و تشریح ہے۔ اور اس کو
 کہاں سمجھتے ہیں۔ مگر قرآن سمجھنے کے لئے اس کی کاپی نہیں ہے۔ اور اس میں اس کو ایک مثال
 سے واضح کرتے ہیں۔ اگر قانون کی کتاب ایک کتاب سے پرچی جائے جس کی یہ بہت حد تک
 مرقی قانون سے اس کو سمجھیں۔ اور ایک دوسرے شخص سے جواب دہی میں حصہ کر سکتے ہیں۔ مگر
 قانون سے پورا وقت سے کہ اس کتاب قانون کی کسی مہارت میں دونوں کا اختلاف ہوگا
 کچھ مطلب یہاں کہ اس میں قانون کی ایک کچھ وقت غلطی سے تصدیق سے کہ اس
 صورت میں کہ اس میں قانون کی ایک کچھ وقت غلطی سے تصدیق سے کہ اس
 قانون ایک کچھ وقت غلطی سے تصدیق سے کہ اس

ضرورت استاد

اس میں ترجمہ پڑھنے کے لئے کسی کی مرقی تفسیر جاننے سے مرقی کو کتاب کی جانے
 اور اس سے کہ ترجمہ پڑھ لیا جائے۔ ورنہ نہ سمجھ پائیں گے کہ جب قرآن کا رو میں ترجمہ ہو گیا

تو اب الفاظ کا تو نہیں بڑا مقصود وہی ہے کہ معنی کو سمجھ کر اس کے موافق عمل کرنا۔ اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ صرف ترجمہ بھی کافی نہیں۔ جب تک کہ اس میں تدریج نہ ہو کیونکہ سمجھنا یہی ہے۔ جس پر اصل مقصود یعنی اس میں موقوف ہے۔

اسی طرح نیتوں کا مضمون بھی اگرچہ کان میں پڑ سوا ہے مگر جب تک کہ تدریج نہ ہو۔ وہ سننا مفید نہیں۔ ترجمہ قدر تو کفار بھی سمجھ جاتے تھے اور ہم سے زیادہ سمجھتے تھے۔ مگر ان کو کچھ نفع ہوا؟ کچھ بھی نہیں کیونکہ اس میں تدریج نہیں کیا تھا جس پر عمل مرتب ہوتا۔ سرسری طور پر نہایت سس سسے اس مضمون کو انتہا سے دواہ اس لئے بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں تدریج نہ ہو۔ اور اس کے موافق عمل کرے کی کوشش کی جائے۔

ثمرہ نیت

نیتوں میں جس کو میں نے تدریج نہ کیا تھا ایک بہت بڑی چیز کا ذکر ہے۔ اگرچہ وہ بظاہر چھوٹی معلوم ہو۔ مگر اس میں دنیا و آخرت کے ساتھ ارادہ کو متعلق کرنے کا شہ ہوتا ہے۔ گناہ ہے کہ دنیا کا ارادہ کیا جائے تو اس کا کیا ثمرہ ہے۔ در آخرت کا ارادہ کیا جائے تو اس کا کیا نفع ہے۔ ہر ایک کو الگ الگ حق تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے غرض ان نیتوں میں ارادہ کا ذکر ہے۔ اس امر کی تعمیل کے بعد آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ واقعی یہ ایسی چیز ہے جس کو ہم بہت ہی معمولی اور سرسری سمجھتے ہیں۔ مگر یہ سرسری چیز ایسی ہے۔ جیسے گھڑی کی بالائی کی دیکھنے میں تو ذرا سی چیز ہے۔ مگر گھڑی کے چلنے کا در و مدار اسی پر ہے۔ اور وجہ اس بے قدری کی ہے کہ ارادہ ایک موجود غیر حسی ہے۔ اس لئے ہم کو اس کی قدر نہیں۔ مگر واقع میں فکر و ارادہ وہ چیز ہے۔ جس کے ترک کر دینے سے ہمارے سب جان بچ جائیں اور بہت سے امائد والوں کے حالات و مقامات اس کی بدولت درست ہو گئے۔ صاحبہ ارادہ بہت بڑی چیز ہے۔ اس کو حقیر نہ سمجھ جاوے۔ دنیا کے حسی سارے کام اس کی بدولت چلتے ہیں۔ یہ بہت بڑی قوت ہے جو انسان میں رکھی ہوئی ہے۔ ایک مثال سے آپ کو واضح طور پر سمجھ سکتے ہیں۔

فرض کیجئے کہ ایک شخص کو جائزے کے موسم میں اس حاسہ میں کہ بارش بھی ہو رہی ہے

اس کے ثامن اعمال میں لکھا گیا۔

میں وہ بڑے شخص فہر سے ملے کہ اس کی کوئی سہیلہ میرے توفیق میں اس صوم
سے نجات دے دوں میں نے کہا کہ بہل کی قید سے تو یہ مسئلہ غیر متناہی چنے گا آج آپ صوم کے
زیر کی بہل تہیہ پوچھتے ہیں کل کو اس تہیہ کو سہل کرنے کے تہ اگر وہ بہل نہ معلوم ہوئی
دوسری تہیہ پوچھیں گے اس میں کچھ توفیق پیش آئی تو ہر اس کی بہولت کے تہ اوتہیہ
پوچھیں گے اس طرح تو مرنے کا طلع نہیں ہو سکتا۔ بس بہولت کی فکر نہ کیجئے۔ بجز بہولت
کے اس کا کوئی طلع نہیں ایک دفعہ پختہ عزم کر لیجئے کہ چاہے کتنی ہی تکلیف ہو مگر نہجاء
و پر کو نہ اٹھاؤں گا اور جو کبھی اٹھ جائے تو فوراً پیچ کر لیجئے۔ اس ترکیب سے اٹھ اٹھ مرنے کی
موجاں گے۔ اس کے بدون زواں ممکن نہیں۔ وہ کہنے لگا کہ میں چھوٹے پر قادر ہی نہیں
بہولت کیسے کر سکتا ہوں؟ میں نے کہا کہ یہ آپ غلط کہتے ہیں۔ آپ یقیناً چھوٹے پر قادر
ہیں و دلیل سے میں نے ان کو کہیں دیا کہ آپ قادر ہیں۔ وہ دلیل یہ تھی کہ حق تعالیٰ شانہ
کا ایک طرف تو یہ ارشاد ہے:

لا تکلف لله بما لا
وسعہما۔

کہ حق تعالیٰ طاقت سے زیادہ کسی کو
تکلیف نہیں دیتے۔

دوسری طرف یہ ارشاد ہے۔

قل للمؤمنین
ابصارہم و یحفظوا
فروجہم۔

کہ مسلمانوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں
کو نیچے رکھیں اور تہم گاموں کو محفوظ
رکھیں

ان دونوں آیتوں کے طالع سے معلوم ہوا کہ نگاہ نیچے کرنے پر بہت قور ہے۔ ایسے
کہ اس کے متعلق حق تعالیٰ کا حکم ہے و ان کا کوئی حکم طاقت سے زیادہ نہیں ہوتا۔ میرے
سامنے تو وہ اس دلیل میں تو ویلیں نکالتے رہے۔ مگر تھہ جا کر جو انہوں نے اس میں غور کیا تو غلط
یا کہ واقعی میں غلط پر تھی۔ انسان ہر گز اس سے بچنے پر قادر ہے۔ البتہ پہلے پہل تکلیف ضرور
ہوتی ہے۔ اس کے بعد یہ تکلیف کم ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کچھ عادت ہو جاتی ہے۔

کیا جانے کا اور دونوں سامنے مل نہیں سکتے تو تھوڑے سے دور سے اس صورت میں کیا کیا ہائے نگاہوں سے کہ کوئی بے وقوف سے بے وقوف بھی اس ویران کو غیب نہ کرے گا اس وحشت میں سب کا اتفاق ہے کہ وہ عمدہ ہی لکھ لینا چاہیے گو بعد مدت ملے صاحب اس سے کوئی بات نہ کر رہی فیصلہ سائیں گے کہ ویران لکھ کو نہ گزرا خیر نہ رہے مگر جب یہی منہ نہ آپ کے ساتھ ہو تو اپنے سے فیصلہ کو کھول گئے

صاحب حق تعالیٰ شانہ نے آپ کے سامنے دو لکھ پیش کر دیئے ہیں یکساں کیا ہو کہ سہی وقت مل سکتی ہے مگر بعد چھوڑے نہیں دے مانے گی اور دستہ دہانی بھی ہے دوسرا لکھ آخرت ہے جو عمدہ ہے اور باقی رہنے والا ہے یہاں آپ نے آخرت کو کیوں اختیار نہیں کیا مگر مشقت میں تو یکساں مادی بھی "ملت تھی او یہاں تو کچھ بھی پیدا نہیں کیا" ہمیں نفس نفس واپس ہیں دو "زندگی کا کیا مقبرہ سے ایک سنٹ کا بھی جبر و سب نہیں ظالموں کا حال معلوم ہے کہ کس طرح دفعہ مطلق کا مسیحا کر دیتے سے کل کا مرنے والا جی کہ جائے کہ میں کہہ دوں گا دو وقت بہت کچھ امیدیں ہیں یہاں کہیں کہیں ہوگا مگر اسے موت کی کچھ بھی نہیں کہہ رہے ہیں کہ یہ تو بھی ہے تو یہاں کیا کی امید تو ایک "میں کہ ایک وقت ایک دن بھی نہیں ہے ہر ممکنہ میں خطر ہے کہ اسی وقت نتر رہا ہے تو کس قدر حق کی بات ہے کہ یہاں لکھ جس کی اتنی کر مینا اور فنا ہوئے اور جس کی کوئی راحت بھی تکلیف سے خالی نہیں آپ نے اختیار کیا اور آخرت کو جس کے سنے کے سنے بہت کمال کی میرت و دروہ ہمیشہ کے سنے رہنے وار اور اس میں راحت ہی راحت ہے تکلیف کا نہ بھی ہیں آپ نے چھوڑ دی خارجہ اگر ایسی صورت کوئی اور شخص آپ سے پوچھتے آتے تو آپ اس کو بھی سنے دیں گے کہ غریب خستہ خالی چیز ہر گز لینے کے ہی نہیں میرا یہ مطلب نہیں کہ آپ دنیا کو بالکل چھوڑ دیجیئے تسکین اور فوسس تو اس کا ہے کہ اس کو آخرت پر ترجیح دے رکھی ہے۔

معنی یہ بھی طرح ثابت ہو گیا کہ دنیا کے سنے کا اگر پختہ وعدہ بھی ہوتا تب بھی وہ لینے کے قابل نہ تھی چہ جائیکہ اس کے دینے کا پور وعدہ بھی نہیں پھر حجت یہ ہے کہ

محض یہ بات وضع ہو گئی کہ آخرت کے لئے کوشش سے ۱۰۰ کو دنیا ہی بقدر ضرورت
 و آب نیش ملتی ہے گویا وہ نہٹ مگر وہ اس تھوڑی سی انیس سے وہ بظرف حاصل کرتے ہیں
 کہ طباہوں دنیا کو باوجود کثرت مال کے ۱۰۰ اعلیٰ حاصل نہیں ہوتا مگر طلب دنیا کے ساتھ
 اس طرح میں مل سکتی تو بہ تولا سکتے کہ ناب دنیا نہ مقلند ہی ہے یا طالب آخرت جو
 حالیکہ آپ بھی معلوم کر پڑتے ہیں کہ آخرت کے مقابلہ میں انیس ہی قدر ہے کہ کثرت
 محو کی صورت میں اس کے لئے کاہل نہ ہو سکتی ہو۔ بسبب ہی دینے کے قیام ہی
 چہ بیکہ آخرت چہ بیکہ دنیا کے لئے کاہل نہ ہو سکتی ہو۔ بسبب ہی دینے کے قیام ہی

من کان یزید ان جلقه یخلف له فیہ ماتۃ الحسن برید
 ثم یخلف له خمسۃ فسلیمۃ مدحور ومن اذ
 لا حرد و سعى لیس سعیمہا و هو مومن و ناس
 کان سعیمہ مشکورا۔

یعنی جو کوئی انیس ماحولہ کا ارادہ و طلب کرے ہر اس کو دنیا ہی
 میں فی الحال جس قدر چاہتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں اسے دیتے ہیں
 پھر اس کے لئے منہ مقرر کر دیتے ہیں جس میں وہ بڑائی و دست کیست
 و عمل ہو گا و عروج و کثرت کا ارادہ کریں اور اس کے لئے سب سے
 خواہ اس کے لئے ہوا کرتی ہے دراصل عینیکہ وہ مومن ہی ہوں تو ان کو
 کی کوشش کی قدر کی جائے گی

دنیا و آخرت

اب در دو عالم سموتوں میں جو کریم جاتے کہ طلب دنیا و طلب آخرت دونوں کے
 ثمرات کو کس طرح یا کیا گیا ہے طالب دنیا کی ہمت تو اس سے بخل لہ فیہا
 فتا الحسن و بدیعہ طالب دنیا میں جس کو چاہتے ہیں اور جس قدر چاہتے ہیں دے دیتے
 ہیں معلوم ہو کہ نہ سب کا کامیاب ہو نا ضروری ہے اور نہ یہ ضروری کہ جو وہ چاہتے ہیں وہی مل

ہاں، مہر عقیقہ کا پانی پینے کے لئے بہت ہے

ہاں ہاں تمہارے شکوک و شبہات میں مشہور ہو گا یہ دعویٰ

وَالطَّلَبُ اسْتِغْنَاءٌ عَنِ الْمَالِ وَالْمَالُ اسْتِغْنَاءٌ عَنِ الْمَالِ وَالْمَالُ اسْتِغْنَاءٌ عَنِ الْمَالِ

سستی، قیہ، قیہ سے نہ بچاؤں و یہاں سے اس کے لئے دلچسپی کا

وہ جس شخص سے مل جائے گا وہ اس سے ملے گا یہ اس کے چاہنے والے ہیں

مُتَقَلِّبُونَ فِيهَا حُسْنًا بِمَا كَانُوا بِهَا كَارِهِينَ

مجھے یہ مگر یوں صاف نہیں کہہ سکتا، ص۔ وہ صاحبِ اُمرت تو میں۔ طلبِ گئے

علامت حق چاہیے۔ مذہب۔ شہنشاہی حکومت حق سب کے لیے اور عمل صالح اختیار کیا جائے

دریں ساریوں میں پہلی یہ ہے کہ وہ جو قید واقعی سے اس سے بیاں بہانہ

یہ شعر مایا خاصہ کہ جس پر شاعر نے جو کلام لکھا ہے، اس کے متعلق یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ شعر

کاترہ کہاں سے نکلتی دریاں و دریاں سب شہر کاترہ ہیست ورا ملوثی ہیں

خیرت کے لئے دعا ہے تو اس قدر سے یہ سب ریل جو یہ کہو میں نے تلو دیا کہ یہ قید و انہی

بے اور یہ ۱۵ کا پیر اور اس کی سب سے زیادہ سوائے کہ چھ اس کے مقابل ۱۵۰۰۰

ہیچے میں۔ پیاسا کی کسی سے کچھ بے شمار۔ اور آخرت میں اس ہیچے سے مدد ملے گی۔

ہے کہ زوہ حرت کا سہل ہو، مصلوبہ عورت کے راستے میں گھمبوں کی اور ایمان کا طرہ

ہے تاکہ اس کے بعد امت کو ملک کے سے رحمت الہیہ پہنچا سکے۔ اور دنیا سے کہ

اس کی تعریف مکتوبہ میں۔ اس سے اس کی حسیہ نیت میں وراثی طور پر یہی سہ

۱۱

طریقہ کو اس نے مس و عیسیٰ - و س کی اور یہ اپنی دلوں میں جیت سے اصل سے

بیان کی حاجت نہ تھی۔

[illegible]

سرورِ ایشیاء کے اس سہولت حاصل بنی ہو چکا ہے اور یہ سرکاری ہے نہ ایک نجی و تجارتی

وَالْعَلْبُ اسْمٌ لِلْهَيْئَةِ الَّتِي يَتَّخِذُهَا الْفَرَسُ إِذَا تَوَلَّى سَبِيلًا يُؤْتِي فِيهِ السَّيْرَ بِطَرَفٍ مِمَّنْ يَكُونُ فِي الْأَمَامِ

یہ ساری باتیں اس آیت میں وہی سے ہوئی وقت کچھ میں تیار ہے اور حتی تک
اس آیت کی تفسیر میں غلط سے میں گزر ممکن سے کسی نے لکھا بھی ہو۔ وہ کہ اس جگہ دو
بنت سرٹیں ہیں اور ہر ایک میں تعلق شرط کا تکرار کے ساتھ مختلف معنی سے بیان کیا
گیا ہے۔ ارادہ دنیا کی بابت تو شاید ہے

من کان يريد لاحظه فضل فيك فليكن
كان يريد۔

یہ عیدہ ائمہ سے ترجمہ یہ ہوا کہ کوئی ایسا کو طلب کرتا رہے اور ہمیشہ طلب
میں نہ ہو کہ جب تک کچھ متا ہے وہ ارادہ آخرت کے متعلق میں رد ہونے لفظ
کان کے ساتھ دہرایا گیا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ ثمرہ حروف کا صل ہونے کی طلب
میں رہا کھینچنا نہیں چاہیہ کچھ کہ کرنے سے بھی وہ ثمرہ کا صل ہو جاتا ہے۔ اس کا یہ تو
مطلب ہیں کہ اس بخت کا ارادہ طلب ستم نہیں ہوتا۔ نہ ہوں کہ بعد ارادہ طلب
ازل ہو جاتا ہے میں۔ حقیقت میں تو وہ بھی ستم رہتا ہے۔ مگر تھوڑی سی سعی و طلب
کے بعد وہ ستم میں ستم کے ہو جاتا ہے کیونکہ محبت ہی یہ ہو جاتا ہے کے بعد وہ ارادہ خود
بجوا پیدا ہوتا رہتا ہے۔ مگر یہ پیدا اختیار سے ہوتا ہے مگر بوجہ امانت میں کے یہ مظلوم
ہوتا ہے کہ خود بخود مدون اختیار کے پیدا ہو جاتا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ آخرت کی
طلب محبوبہ کا رہے اس میں سعی کمرے واسے اس حرف سے مدد ہوتی ہے جس
سے وہ بالکل صل ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے

من تقرب فی شئ رجعت الیہ ذرات من تقرب لی ذرعا

تقربت لیسہ ذرعا ومن اتالی بعسی تیسہ ذرعة

وردیہ مردودہ گام نہی ہے اس میں ہمیشہ وقت و تعب ہی رہتا ہے اس
کے لئے ہمیشہ استقامت و انصاف اور خود گزرا پڑتا ہے اور یہ طلب ہمیشہ شکستہ رہے نوید کرنا
پڑتی ہے۔

پس حقیقت تو دونوں ارادے ستم ہوتے ہیں مگر بوجہ سہولت و امانت نبی کے ارادہ آخرت

گوئی ستم میں رہا نہ ایک معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا خود کچھ اس کے دل میں ان اعمال کا تقاضا پیدا کر دیتا ہے ورا دہ دنیا حقیقتہً ورحمہ دونوں کے اعتبار سے مستعد ہے۔ اس لئے اُس کے ساتھ کان ستمرا کے لئے بڑھایا گیا ورا دہ آخرت کے بیاں میں کھن نہیں بڑھایا گیا، اور شرح اس مہرست و اعانت کی یہ ہے کہ طب آخرت میں قدرے سنی کرنے سے جب نسبت مع اللہ پیدا ہو جاتی ہے تو اس سے ایک کیف ورحاں ایسا پیدا ہوتا ہے جو ہر شکل کو آسان کر دیتا ہے اسی کو عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

صنارہ قلندر سزاوار من نمانی

کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسی

وہ قلندر سے یہی طریق عشق و نسبت مع اللہ مراد ہے، اور رسم پارسی سے وہ طریق عبادت جو بدون نسبت و محبت ہو مراد ہے جس میں محال کی یہ حالت ہوتی ہے جو بعد میں مذکور ہے :-

لطواف کعبہ رفتم بحسرم رحم نہ دند

تو برون درچہ کردی کہ درون خانہ آئی

من میں چوسجدہ کردم زان میں نہ بزم

کہ مخراب کردی تو بسجدہ ریائی

وہ کیف نسبت مع اللہ کا ایسا ہوتا ہے کہ اس کے بعد کام نہ کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ کام کرنا کچھ دشوار نہیں رہتا اور اس طریق میں کچھ باطنی مشقت بھی پیش آتی ہے مگر وہ اس سے بدرجہا نہیں ہوتے، بلکہ اس میں بھی اُن کو بڑا لطف آتا ہے۔ اسی کی بابت ارشاد ہے :-

از محبت تلخا شیریں بود۔

اور ارشاد ہے :-

ناغوش تو خوش بود برحسان من؛

دل فدائے یار دل رنجبان من۔

ہر گناہ سے

نہ سب سے بڑا گناہ ہے
مرد و ستاں سلامت کہ تو خیر از مالی

و نہ ہا سے

نہ سب سے بڑا گناہ ہے
نہ سب سے بڑا گناہ ہے

و نہ سب سے بڑا گناہ ہے
نہ سب سے بڑا گناہ ہے
نہ سب سے بڑا گناہ ہے

نہ سب سے بڑا گناہ ہے
نہ سب سے بڑا گناہ ہے
نہ سب سے بڑا گناہ ہے

نہ سب سے بڑا گناہ ہے
نہ سب سے بڑا گناہ ہے
نہ سب سے بڑا گناہ ہے
نہ سب سے بڑا گناہ ہے
نہ سب سے بڑا گناہ ہے

ان کا مدد ہی فی جہد کہ

ماقد رایت فقد ضیعت ایام

کہ اگر میری میں جہت کی ہیں قدر تھی جو میں دیکھ رہا ہوں کہ جہتیں میرے سامنے
کہ وہی نہیں تو میں نے اپنے دین تو سامنے کئے یعنی میں نے آجہت میں کے واسطے نہیں کی
تھی میں تو کسی، زچہ کا طالب ہوں یہ کہتے ہی انھوں نے جہتیں چھپا دی گئیں و یکہ نام

تخلی حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے توفیق کہی کے ساتھ اس پر ذکر لکھی سی مضمون کو قلمند
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عزت انہ پرتو بر روئے تو ایہ ندم

گویش را یہ حدیث تو سفید ندم

گر بیای ملک الموت کہ حاضر نہ د

تا نہ غیمت تو روح میسدن ندم

یعنی اگر ملک الموت یہی حال قبض کرنے آئے تو جب تک تجلی ناس کو نہ دیکھ
وں گا جان نہ نکلے دوں گا حق تعالیٰ بخود اسے بن فرماں بر مہوں نے اس حالت
کو کر کے اکھڑا یا کہ بدون تجلی خاص کے پہلے پر رخصی نہ ہوئے۔ اسی لئے میں کہتا تھا کہ کلا
تخت کا راہ اگرچہ مستمند و جوتا ہے مگر وہ موت و حیات نہیں کے کو یا وہ بالکل
ارادہ ہی میں کہتا سب کام بدوں اس کے ارادہ کے ہوتا رہتا ہے اور یہ مطلب یہ نہیں
کہ ان سے کہی کہ نہیں تو یہ یہ معصوم ہیں نہیں بلکہ تعالیٰ معصیت کا ان کو بھی ہوتا
ہے۔ کیونکہ نفس ان کے ساتھ ہی لگا ہوا ہے۔ مگر ان کے تقاضے کی و دوسرے دوسرے
تقاضے کی ایسی مثال ہے۔ جیسے کہ ایک تو تاشٹ گھڑا تاشٹ کرے کہ اس کو درامی
چمکار میں سیدھا کر لیتے ہیں اور ایک یہ تاشٹ گھڑا تاشٹ کرے کہ وہ نہ ماننے سے
سیدھا ہوتا ہے نہ چمکارنے سے وہ جب تاشٹ کرتا ہے سوار کو ہنگ دیت و زمین کو
جی چھینک دیتا ہے تو یہ بات بالکل طرہ ہے کہ گھڑا تاشٹ ہونے کے بعد بھی
کبھی تاشٹ کرنے پر آتا ہے۔ مگر وہ سیدھا ہوتا ہے۔ اس نسبت کی ایسی ہی مثال
ہے میں لوگ ہیں جو پہلے طرہ پر حق تعالیٰ جانیں گے کیونکہ پہلے طرہ میں اس شے نے کہا
ہے تہذیب کی صورت میں ہے جو گ دنیا میں تہذیب پر بہولت پہنچتے تھے و تہذیب
پر چنانہ کو یہ تسان اور خوشگوار ہو گیا تھا۔ جیسا کہ وہ سوار کو کوئی ماہینہ سونا یہ لوگ
پہلے طرہ پر بھی با آسانی گویا جانیں گے پس مضمون مقصود حتمہ کوچکا اب اس سیت میں چند
نکات سمجھئے خواہ وقت دہن میں ہیں۔ ان کو بیان کر کے بس بیان کو حتمہ کرنا چاہتا ہوں۔

رموز و نکات

ایک نکتہ یہ ہے کہ طالعین دنیا کے بارے میں پہلے یہ فرمایا ہے محض
 یہ مدت۔ جس میں کہ طالعین دنیا میں سے جس کو چاہیں اور جس قدر چاہیں مٹا کر
 دیتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس کے مقابلہ میں طالعین آخرت کے لئے یہ فرمایا جا
 عطا ہوا ہے کہ تمام اسب آخرت کو جو کچھ وہ چاہتے کا وہی اس کے کیونکہ جب
 دنیا والوں کے لئے یہ فرمایا گیا کہ ان کو جو چاہیں گے وہ دیں گے۔ تو بظاہر اس کے مقابل
 طالعین آخرت کے لئے فضیلت پوری اس طرح معلوم ہوئی کہ ان کی طلب کے موافق
 سب کچھ دیا جائے مگر محض اس کے اس سبب میں حمایت نہیں فرمایا گیا بلکہ
 بچانے اس کے دنوں کا سبب مستحکم و مزید تو بات یہ ہے کہ اگر اس بلکہ
 حق تعالیٰ نے آخرت کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ ان کو جو کچھ وہ چاہیں گے۔ وہی دیا
 جائے گا تو اس میں درحقیقت کچھ زیادتی نہ ہوتی بلکہ وعدہ دھت نہ ہو کہ عات آخرت
 کی شان یہ ہے۔

عالمین ذات ولا دی سمعت ولا خطر علی قلب بشر
 یعنی نہ ان کو کھوں نے دیکھا نہ کان نے سنا نہ کسی ہمت کے قلب پر خیال گزرا
 تو بتلائیے کہ حسب ویاں کی خستوں کا یہ حال ہے تو یہ فرمایا جاتا کہ طالعین آخرت
 کو جو کچھ وہ چاہیں گے دیا جائے گا۔ اس سے زیادتی ہوتی ہوگی بہت کی ہو جاتی کیونکہ دنیا
 کی نعمتوں کا تم کو دہر ہی نہیں ہو سکتا چہ ہماری خواہش کے موافق جو ہم کو ملے۔ وہ تو بہت
 ہی کم ہوتا حق تعالیٰ نے کی کتنی رحمت ہے کہ ہمارے واسطے اسوں نے یہی نعمتیں
 تیار کر رکھی ہیں۔ جن کا ہم کو غلطہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اور ویاں کا جواب ہماری خواہش پر
 موقوف نہیں۔ فرمایا بلکہ اپنی رحمت سے خواہش سے بہت زیادہ عطا فرمائیں گے۔
 ہی کے بارہ میں مولانا کا ارشاد ہے :-

تھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹہ مل سے ست میں شریف نہ ملے گاویں
 گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہاں ہیں۔ یہ سب میں سوں پر تصور عملی نہ طریقہ
 برہوت ماب ہو گیا۔ وہ آپ نے سر مبارک پر ہاتھ رکھ کر دیا ولا مالا ان یتبع
 اللہ مرحمت کر میں ہی مل سے جنت میں نہ ہاؤں کا سگریہ کہ نہ اور مت پر
 دست گیری کرے۔ صاحب اس کی امت سے روپے مل کو کچھ بھیجے ہو یا تو وہ مثال
 سے جو کسی بزرگ سے بیان وانی سے ہے۔

پوچھ کر سے کہ در گئے مانت

میں۔ تمہارے سے مانت

۱۰۱۱۔ اس کی مثال میں ایک و تہیت بیان و مانت ایک ہادی کی جس
 نے جو اپنے گاہ کے راحوں کے کھی وانی نہ ایک ہی در قوت میں اس کے شک ہوئے
 سے دیا سے پانی کو یہ بخت تھا کہ وہی بیٹہ ہی دانی سے اس کے شک ہادی
 ایک گھڑی یہ دانی کا سے گیا تھا۔ زنی اور مسافت سے وہ گھڑی پر گئے ہوئے
 جب پہنچا تو فیض سے اور میں اس کو پہنچا دیا گیا۔ حیدر کے پونچے پر اس سے کہا کہ لے
 امیر المؤمنین یہ جنت کا پانی سے حیدر نے بہت قدر دانی سے وہ گھڑی سے یا و تکرک
 کہ سوت سے پر کرت میں گھڑی کو پس کر دیا جات و تکرک کہ میں کو نہ جلد کی
 طرف آ پس کیا با سے نہ کہ سے معلوم ہو جاے کہ یہ سوتے میں اس کی محنت کی قدر کی ہے
 اور اب تیرے ہی کی ہا سے یہاں کی نہیں

کی تہن قیامت میں جب تیرے ہاں کی در گئیں گے کہ اس قدر بے شمار
 موت سے تو معلوم ہو جاے کہ یہ سب شخص قدر کی بہت چہا پچہ ریٹ میں ہے کہ قیامت کے
 روز حق قیامت سے نہ اپنے مومن نہ سے کا حساب چہا کریں گے و در مایش گے کہ کرنے
 تو پر یہ غلام و مانے تھے۔ تمہارے چہا چہا دانی کی قدر نہ ہو گیا کہ تمہارے
 کام کی تھا۔ اس دن یہ کیا تھا۔ غنہ گاہوں کی بہت شمار دیش گے ہیں۔ تک نہ ہوں
 یہ کچھ گاہوں میں دس جو در ہر طرف سے اپنے کو جہنم کے قریب دیکھے گا۔ اس وقت حق

یہاں ہو، میں نے اسے مدد کر سکتا تھا۔ یہ صحت کھل کی طرح
ترک کرتی تھی جس کا تریبہ ہوتا ہے کہ وہاں سے دس کیسو اور آخرت کی طرف راغب ہو
جاتا ہے

اور سوئے کے وقت دن کھڑے کے تر د کاموں کا حساب کیا کرو چھٹے گن و چوتھے
میں اُن پر نام نہ کر سکتا کرتے سوئے

اور کچھ وقت سمائی کا لکھنے کی یاد سے دسٹے نکالو

یہ پانچ باتیں ہوئیں ان پر عمل کر کے ایک کھٹے رات، اللہ حق تعالیٰ کے ساتھ
دعا کو پورا کاؤ ہو جائے گا اور اتنی سہولت کے بعد کبھی حوائج نہ کرے تو یہ نادر قدرت کو
سہارا دیتی ہے۔ یہ باتیں کبھی کہیں کہیں تو ملتی ہیں تو ملتی ہیں۔

والحمد لله رب العالمین وصلى الله على سيدنا

محمد وآلہ وصحبہ وسلم

الدنیا

یہ وہ خارِ حیا میں عافیتِ طریقت کی نوا ہے
مکانِ پرہیزگاری کا وہ جہانِ کعبہ ہے
ایک گھر میں حرمِ حرم۔

توں میں یہ بُری غویٰ ہے کہ ان کو خدا و رسولؐ
کے حکام میں شبہ نہیں ہوتا جب سن میں گی کہ یہ
خدا و رسولؐ کا حکم ہے، تو گردن جھکا دیں گی چاہے
عمل کی توفیق نہ ہو لیکن اس میں شک و شبہ اور
وجہ و علت کا سونے سے صادر نہیں ہوتا۔ بھلا
مردوں کے کہ ان میں یہ مادہ اس خاص انقیاد کا
کہ ہے خاص کر آج کل کہ اتنی عقل پرستی بلکہ اکل
پرستی غائب ہے کہ وہ ہر بات کی وجہ پوچھتے
ہیں۔ ہر مسئلہ کو اپنی عقل کی میزین میں جانچتے
ہیں اور رائے زنی کرتے ہیں کہ عقل کے موافق ہے
یا نہیں، اور غور توں کی سمجھ میں غواہ آئے یا نہ آئے وہ
تسلیم کر لیں گی۔

خطبہ ماثورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله محمدہ ومستعینہ ونستعبرہ ونؤمن به
وتوکل علیہ ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن
سئات اعمالنا من یمده الله فلا مضل له ومن
یضیقه فلا هادی له ویتهدن لا اله الا الله وحده
لا شریک له وشہدان سیدنا محمد عبده و
رسوله وصلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه
وبارك وسلم۔ اما بعد فقد قال لتي صلى الله عليه
وسلم بعدني ادر من لا دار له ولها يحكم من لا
عقل له الحديث۔

کبھی جس بھی اُنتے ہیں کہ بیٹے کی شادی کے حد تک سو جائیں گے دنیا کے دھندلے سے کچھ واسطہ نہ رکھیں گے۔ اسی کا، مرید کریں گے۔ لیکن جو بے تعلق ہیں جن کے کوئی نہیں ہوگا یہ توقع بھی نہیں۔ کیا ان کو مرنے کا انتظار ہے۔ بعض ایسے بھی باہمت ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ قصے تو جان کو لگے ہوئے ہیں، مرنے کے سبب دھند سے چھوٹ جائیں گے یا دیکھو! مرنے کو چھوٹنا کارآمد نہیں، چھوٹنا وہ نافع ہے جو زندگی میں دنیا کے دھند سے دس سے نکال دے۔

بہر حال مختلف وجوہ سے اس مرض کے اندر مرد اور خصوصاً عورتیں مبتلا ہیں۔ چونکہ عورتوں کے اندر یہ مرض زیادہ ہے۔ اس لئے خطاب میں ان کی رعایت زیادہ ہوگی، لیکن یہ نہ ہوگا کہ مردوں کو نفع نہ ہو۔ اس لئے کہ مرض تو مشترک سہی ہے، لیکن چونکہ عورتوں میں زیادہ ہے، اور نیز عورتوں ہی کی درخواست سے یہ بیان ہوا ہے۔ اس لئے ان کی مصلحت کی رعایت زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے بڑھ کر کسی کا ارشاد نہیں ہے، اس لئے اصل میں تو حق تعالیٰ کا ارشاد سب سے بڑھ کر ہے، لیکن چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بعینہ حق تعالیٰ کا ہی ارشاد ہے۔ اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے بڑھ کر کسی کا قول نہیں اس لئے میں اپنے مقصود کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو نقل کر دینا اور اس کا ترجمہ کر دینا کافی سمجھتا ہوں اور نیز اس سے کہ اس وقت میری جنی طلب عورتیں، اور عورتوں کی جہاں میں نے بیعت مسمیٰ مذمت کی ہے۔ اسی طرح ایک مدح بھی ان کی بیان کئے دیتا ہوں۔ بقول شاعر

عیب می جملہ جھگڑتی ہنر ش نینہ جگو

عورتوں کی خوبی

وہ بات مدح کی ان میں یہ ہے کہ ان کو خدا و رسول کے احکام میں شبہ نہیں ہوتا، جب سن لیں گی کہ یہ خدا و رسول کے احکام ہیں۔ مگر دن جھکا دیں گی، چاہے عمل کی توفیق نہ ہو۔ لیکن اس میں شک و شبہ اور وجہ و علت کا سوال ان سے صادر نہیں ہوتا، بخلاف مردوں کے کہ ان میں یہ وہ اس خاص انقیاد کا کم ہے۔ خاص کر تاج کل کہ اتنی عقل پرستی بلکہ کل پرستی

نائب ہوئی ہے کہ بات کی وجہ پوچھتے ہیں اپنی عقل کی بین میں ہر مسئلہ کو جانچتے ہیں اور رائے اپنی کہتے ہیں کہ عقل کے کوافق سے یا نہیں اور عورتوں کی خواہ کچھ میں تو سے یا نہ تہیہ تسلیم کریں گے ابھی ایک تارہ وقفہ تو سے کہ ایک معاملہ میں ایک بی بی کو بہت جوش و خروش تھا میں نے کہلا بھیجا کہ شریعت کا حکم اس کے متعلق یہ ہے منتہی گردن جھکاؤ اور اس کے بعد ایک حرف افس کے خدشہ ربان سے اس کی نہیں نکلا اور جس بات پر انکار تھا فوراً اس کو قبول کر لیا۔ پس عورتوں میں یہ خوبی بھی ہے تو اس نے بھی زیادہ مناسب ہو کر نہ سچی اس کے کہ میں پہلے مضمون کے عقلی دلائل بیان کروں یہ کہہ دوں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں تقریب فہم یا مشاہدہ کرنے یا اسی حدیث کے اندر عورتوں کی ضرورت سے اور کچھ کہہ دوں وہ دوسری بات سے لیکن حجت اور استدلال کی رو سے اس حدیث کے قریب کو کافی سمجھتا ہوں۔

پس بغور سنو کہ اس حدیث میں دنیا کی خدمت ہے اور دنیا کی خدمت ایسی متفق علیہ ہے کہ تمام حکماء و علماء قدیم سے کرتے پڑے آئے ہیں اور مختلف مملکتوں اور مختلف تعبیریں اور تاج طرز سے خدمت بیان کی ہے مگر ہر ایک نے ایک خاص خاص پہلو سے گفتگو کی ہے جس نے جو پہلو خدمت کا اختیار کر لیا ہے۔ اُس سے دوسرے وجوہ چھوٹ گئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد جامع ہے۔ تمام مذمتوں کو کوئی خدمت ایسی نہیں رہی جو اُس کے تحت میں داخل نہ ہو۔

گھر کی اجمینیت

چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دنیا گھر اُس شخص کا ہے جس کا گھر نہ ہو یعنی دنیا گھر بنانے کی جگہ نہیں ہے یاد رکھو کہ گھر سے سب کو محبت ہوتی ہے اور محبت کی وجوہ مختلف ہیں بعض کو تو خود گھر ہی سے بانہ تعلق ہوتا ہے خاص کر عورتیں بچہ راستہ دن اسی میں رہتی ہیں۔ اس لئے اُن کو گھر سے شدید تعلق ہوتا ہے ہمارے بزرگوں میں ایک بی بی تھیں سب سے بڑی ہو گئی تھیں۔ جب کبھی ان سے عرض کیا جاتا کہ تم ہمارے یہاں

میں لیکن وہ سوں کو بھی سھلاتی ہیں پناہ پر ہو مٹیوں کو گتتی ہیں کہ مٹی اچھوٹ گھر پر تباہ
سب ہار گھٹاں میں سے مانا کرتے ہیں۔ ان کو تو اپنی زبان پر بہت شکر رہا پاپے سے تھا
کہ اللہ تعالیٰ نے سب قسموں سے ان کو اپنا شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے باب ۱۲ کی جہاں
لکھی ہے رحمت اللہ علیہ میں پیا ہوا ہے۔ اچھا وہ یہ تہہ پڑھتا تھا

نہ برائے سوار نہ چوہا نہ شیر بار

نہ خداوند رعیت نہ غلام شہر باد

کہ میں نہ وٹ رسواروں و نہ وٹ کی طرح نہ مہمانوں و نہ بیت و
میں و نہ بائشہ کا خدمتوں بڑا خوش قسمت ہے۔ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے اولاد سے
تیار رکھا جس کو کائنات کی اور ان سے تو بخیر اس کے کہ باب ۱۲ میں وقت نہایت ہو
کچھ نفع نہیں ہے

اولاد کا نعمت ہونا

ہاں اگر دنیا میں مادیات تو کسان اللہ ایک برکت تھے ایمان نہ کرتے
تھے ایک مرتبہ سو رہے تھے دفعتاً چونک پڑے اور کہتے تھے کہ ملکہ کی کوئی لڑکی روئے ایک
مخلص مرید رہے تھے۔ ان کے ایک بڑی کنواری تھی، درگورٹ صرک کی سی وقت کاج ہوا نہ
تعلیٰ نے ایک چوہا دیا اور وہ مر گیا۔ بی بی سے کہا کہ جو میرا مطلب تھا، چوہا ہو گیا اب تجھ کو
اختیار ہے اگر تجھ کو دنیا کی خواہش سے تو میں تجھ کو آزاد کروں کسی نے کاج کرے اور
گراہ کی یاد میں ہی مہر تم کرنا ہو تو یہاں ہو چو کہ وہ بی بی کے پاس پہنچتی تھی اور بہت
کاٹھ اس کے درگاہ تھا اس نے کہا کہ میں تو اس کیسے نہیں جانتی چاہئے دونوں میلاں
بی بی سے کہی ہیں وہ رہے۔ ان کے بعض خواص نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا بات تھی

فرمایا کہ بات یہ تھی کہ میں سو رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ سیدان محشر ہے اور پس صراہ
پر ہو گیا کہ رہے ہیں۔ ایک شخص کو دیکھا کہ اس سے پہلا نہیں جاتا لڑکھاتا ہوا چل رہا ہے
اسی وقت ایک بچہ آیا اور ہاتھ پیر کرنا، خاں میں اس کو ملے گیا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ

کوں سے۔ اٹھو کہ یہ اس کا پتہ ہے نہ چین میں دیکھا تھا یہاں اس کا ہر گویا اس کے بعد یہ نئی آنکھ کھل گئی اور مجھے نیاں تاباں کمر میں نصیحت سے نہ رہنے رہیوں شاید کچھ ہی میں ہی نجات کا باعث ہو جائے اس لئے میں نے جان کیا تھا اور یہ مقصود اس میں ہو گیا ہے۔

تلاش اب بھی کوئی ایسا ہے کہ پتہ کے دست کو مقصد کا حاصل ہو، سمجھتا ہوں اب اگر کسی کا کوئی پتہ نہ جاتا ہے تو بہت چار چار کمرہ رستہ میں یہ بل لگتی ہے نصیحت ہے پس اگر وہ دیکر یا زندہ رہ کر آخرت کا خیر ہو تو ایسی وہ تو بہت نصیحت ہے وہ وہاں جان ہے

حضرت خضر علیہ السلام، مومن علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک بچہ کو قتل کر دیا تھا تو مومن علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے یہ کیا کیا کہ ایک سے لے کر پتہ کو مار ڈالا، افس خضر علیہ السلام نے مومن علیہ السلام کو اپنے ساتھ رکھنے کی یہ شرط کر لی تھی کہ میرے کسی فعل پر اعتراض نہ کرنا۔ اس لئے انہوں نے فرمایا کہ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم سے صبر نہ ہو سکتا گا اس کے بعد اس واقعہ کی یہ حکمت بیان فرمائی کہ اس لڑکے کے والدین مومن میں اور یہ لڑکا بڑا ہو کر کافر ہوا اور اس کی محبت میں اس کے ماں باپ بھی کافر ہو جاتے اس لئے وہ مومن بن گیا کہ اس کا چاہنے کا کام تمام کر دیا جاوے اور اس کا بہرہ نیک اور اس کو ملے۔

اس قصہ سے معلوم ہوا کہ جو بچے بچوں میں رہ جاتے ہیں ان کا رہنا ہی بہتر ہوتا ہے اسی واسطے جو امیدار ہیں ان کو ورد کے مر جائے کا لازم ہوتا ہے بیکس پریشان نہیں ہوتے۔ جو شخص صلاح کو چیکر چکے گا۔ وہ کسی واقعہ سے کبھی پریشان نہ ہوگا۔ ہاں جس کی اس پریشانی نہیں اس پر اگر کوئی واقعہ ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی بچہ مر جاتا ہے تو اس کو زنا اتار چڑھا ہوتا ہے کہ اگر زندہ رہتا تو ایسا ہوتا اس کے در سے شے ٹھٹھتے ہیں اور ان آتے ہیں نہ رہتا ہوتا ہے کہ اسے ایسی بات کا تھا ایسا تھا ایسا ہو جاتا۔ عبادہ پریشان ہے کہ وہ ایسا ہوتا۔ نصیحت محمد سی میں منسلک تھی لیکن سے کہ مر جاتا ہے۔ وہ کو بھی یاد

۱۰۔ جس میں اس کے دوست و مخالف اس کے لئے ہوں۔ وہ خود
 ہیں یا ان کے آپس میں دوستی کے لئے ہیں، وہ اپنے عقائد ہیں۔ اس
 یا وہ مخالف ہوں وہ خود ہیں وہ مخالف ہیں۔ یہ ہیں تو وہ آپس میں
 ہیں تو عقائد، اس میں اس کے نتیجے میں آپس میں اس میں یہ عقائد نظر آتے ہیں
 یہ ہیں کہ آپس میں آپس میں یہ عقائد ہیں یہ عقائد ہیں یہ عقائد ہیں
 ان کے نزدیک ایک عذر بھی ہو سکتا ہے، اس کے لئے وہ ہیں کہ یہ ہیں اس کے لئے
 تو یہ ہیں نہیں اس کے لئے یہ عقائد ہیں اس کے لئے یہ عقائد ہیں
 کے مخاطب ہیں۔

اس میں سمجھنا کہ اس وقت خود ہیں، انہیں ہے کہ اس میں
 اس میں سمجھنا کہ اس میں سمجھنا کہ اس میں سمجھنا کہ اس میں
 کہ اس میں سمجھنا کہ اس میں سمجھنا کہ اس میں سمجھنا کہ اس میں
 ان میں سمجھنا کہ اس میں سمجھنا کہ اس میں سمجھنا کہ اس میں
 کہ اس میں سمجھنا کہ اس میں سمجھنا کہ اس میں سمجھنا کہ اس میں

دنیا کی مسافرانہ زندگی

غریب الدنیا

تعلقاتِ غیرہ۔ یہ کوکرہ کے سلسلہ میں یہ وظیفہ
۲۴ خرم الخرامہ ۲۴ کوکرہ درخشندہ حضرت
حکیم دمت نے پشتِ دولت خانہ پر قیام جوڑنے
میں مستورات کی درخواست پر تعمیر مکان کے شکریہ
کے طور پر پیش کر دیا جس پر ۲ لکھنے دے منٹ
کے سامعین میں پچاس روپے مستورات ملائے
تھیں۔ یہ وظیفہ ۱۰۰۰ روپے صاحبِ عثمانی نے قبضہ
فرمایا۔

دنیا میں رہ کر اس سے بے تعلق ہونا، شور سے
 اس لئے دنیا میں رہ کر ہموں گمان پائے کی نکر نہ
 کرو مگر دنیا سے اتنا ہی مدد رکھو جتنا مناسب
 کو راستہ پائے سے مدد ہو اگر سب سے بے بالکل
 تہہ کہ دنیا ہو جاؤ نہ بالکل فنا فی دنیا ہو جاؤ
 بلکہ دنیوی تعلقات میں اختصار پیدا کرو۔

خطبہ ماثورہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله حمده ونسبته واستغفره
ونؤمن به ونستوكل عليه ونعوذ به من
شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا
من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل الله
فلا هادي له وشهد أن لا إله إلا الله وحده
لا شريك له وشهد أن سيدنا
محمدًا عبده ورسوله صلى الله تعالى
عليه وعلى آله وصحبه وبارك وسلم
ما بعد فقد قال النبي صلى الله عليه وسلم
كر في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل

اس موضوع کے انتخاب کی وجہ

یہ ایک حدیث ہے یعنی استاد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نفاذ نہایت مختصر ہے مگر اس میں ایک علم عظیم اور ضروری مضمون پر متنبہ کیا گیا ہے جس کی ضرورت ہر شخص کو واقع ہوتی ہے۔ یہیں لفظی حتماء پر نظر نہ کی جائے بلکہ معنی کی عظمت پر نظر کرنا چاہیے۔ یہ مضمون نہایت ضروری ہے توجہ سے سننا چاہیے اور تو یہ مضمون نیا نہیں بلکہ اس کو ان لفظوں سے یا ترجمہ سے، دہرائنا ہو گا اور اس وجہ سے موجب ہمیں کہ کسی کو یہ نہیں ہو گا کہ یہ فرسودہ مضمون بیان کے ساتھ خفیہ کیا گیا ہے بلکہ کوئی نئی بات بیان کرنا چاہیے تاکہ ہم کو معلوم نہ ہو۔

حاصل اس خیال میں تو گویا اپنے اعتقاد ذہیل کی درخواست سے کہ ہم کو باطل سمجھ کر نیا مضمون کیوں نہ بیان کیا کیونکہ بہت عرصہ علم پر موقوف ہے اور علم علم جس سے سوسکا جواب یہ ہے کہ میں آپ کو جاہل نہیں سمجھتا بلکہ ماد سمجھتا ہوں اس لئے نیا مضمون اختیار نہیں کیا کیونکہ اہل علم کے لئے کوئی مضمون نیا نہیں ہے نیا مضمون تو وہ خفیہ کرے جو پہلے مخاطبوں کو جاہل سمجھے کہ ان کو یہ بات معلوم نہیں اس کی بیان کرنا کہ ان کا جاہل کر ہو اور جو پہلے مخاطبوں کو عالم سمجھے گا وہ اس کا اتمام نہ کرے گا اور یہ محض میری خوش اعتقاد ہی نہیں بلکہ واقعہ ہے کیونکہ شریعت محمد و دست غیر متناہی نہیں ہے کوئی تھوڑے سے وقت میں

۱۷۱ یعنی نیا علم توجہ بیان کیا جائے جب آپ کو پہلے اس کا علم نہ ہو اور آپ اس سے جاہل نہ ہو

میں نے تو میری تحقیق کے موافق سے کہ بدیدہ کا نکتہ نہ کرنا چاہیے۔ جدید کچھ کر سکتے ہیں آپ
کے مذاق کے مطابق سے غرض یہ سنوئی مگر اس سے مزید سے سن لی جی ہاں ہے۔

۵۔ بہارِ بدست دل و جان کا راز تھا

ہنگامہ صورتِ دل و جان کا راز تھا

میں نے جس کی بہار کا دوسرا دن کو تازہ کرتا ہے صورت دیکھنے

دونوں کو رنگ سے درمیں تجھے ہاتھوں کو ہاتھوں سے

دنیا کے مقیم مسافر ہیں

ترجمہ بیت کا یہ ہے کہ سوال اللہ علی اللہ دینے میں دیا میں تو ایسے ہو جیسے
مسافر ہا کرتے ہیں آگے ترقی دہائے میں کیونکہ مسافر کی باتیں میں ایک اور سفر
کو کے کہیں کہیں ہاتھوں کے سے ٹھہر گیا اور مسافر سے خود مرید آہستہ کہیں
ایک دوسرے کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ تو وہ بہت بہت ہیں سن وقیم نہیں کہتے۔
مگر مسافر چلتا چلتا کہیں تو اپنی اور کو دے سے تو میں تو غیرتیں کہیں گے اور کہتے
کہیں گے اور جو مسافر میں پہنچا ہی تو کہہ جاں سن کہ تو کہہ آہستہ میں ضرورت میں
ان دونوں حالتوں میں وقت ضرورت سے مسافر کی تسکین سے نہ کہتے اور پر ٹھہر تو
ہتے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ترقی کر کے فرماتے ہیں وہاں میں میں (فیہ)
یعنی میں (میں) میں مسافر میں جو کہتے کہ یہ تو کہیں نہیں تو یہ تو
ترجمہ حدیث کا ہے یہ مسافر میں کہتے کہ یہ تو کہیں نہیں تو یہ تو کہیں نہیں تو یہ تو
میں ہم اپنے کو کہتے کہ مسافر میں کہتے کہ یہ تو کہیں نہیں تو یہ تو کہیں نہیں تو

مرنے کا ہر ایک کو یقین ہے

اس پر سنا کہ کوئی کہتا کہ حق اللہ ہے کہ ایک دن زمانہ دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۵۔ تھکے ہوئے مسافر ہونے کے ٹھہرنا ہوتا ہے

کا قائل ہے جو نہ سب کا قائل ہے۔ زمین و آسمان پر ہر قسم کی باتوں کی سستی میں تو بعضوں نے شک ہی کیا ہے مگر میں کسی کو شک نہیں کیا ہے چاہے اس کا مسلک ہے ملحد ہی اس کا قائل ہے بلکہ وہ تو ایسی موت کا قائل ہے جو ملحد مذہب کے متقدموں سے بھی زیادہ ہے کیونکہ ملحد مذہب تو موت کے بعد بھی حیات کے قائل ہیں اور ان کے نزدیک یہ موت دائمی و ابدی نہیں بلکہ منقطع ہونے والی ہے تو وہ موت کا قائل کے نزدیک نہیں بلکہ ناقص کے قائل ہیں اور ملحد حیات نامیہ کا قائل نہیں ہے تو اس کے نزدیک یہ موت ٹھوس ہے جو کامل موت ہے تو وہ ایسی موت کا قائل ہے تو موت کی سستی بڑی فریب ہے گو وہ مقدس سے درمحقق نہیں غرض میرے مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ ملحدوں سے زیادہ موت کے قائل ہیں بلکہ تمنا ہے کہ وہ کے منکر موجود رہیں نہ منکر موجود فرشتوں کے منکر موجود مگر موت کا منکر کوئی نہیں ہے۔

تو نے صاحبو جس پر اسے ملحدین تک بھی منکر نہیں کرتے تھے اس کے انکار کی کوئی امارت و علامت پائی جائے تو یہ افسوس ہے کہ یہاں یہ قائل نہ ہو سکتے کی بات ہے شاید تم یہ کہو کہ ہم کہاں منکر ہیں تو منکر کہ مان سے تو اس کا کوئی بھی منکر نہیں ہم ہی کیسے منکر کر سکتے ہیں۔

منکر علم کے مقتضا پر عمل نہیں

مگر یہی حالت تو دیکھو کہ تمہاری حالت سے کیا ہوتا ہے یہاں تو منکر ہے اور منکر ہے اور علامت انکار میں یا نہیں اس کو اس مثال سے سمجھو۔

دیکھو اگر کوئی شخص لگ کا انکار اٹھائے سے سے تو یہی کہا جائے کہ یہ شخص حراق نار کا منکر ہے اگر کوئی شخص سانپ کو بچرانا چاہے تو یہی کہتے ہیں کہ شاید سانپ کو بچاتا نہیں ہے پنا بچر اس پر وجہ بلاغت و زکات معنی متفرد ہوتے ہیں کہ سانپ

بہ میر جا رہا تھا جس کے لئے سنا ہوا جس چیز کے لئے تھی سنا ہوا میں نے
 ہے کہ تو اس کے لئے ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا
 باطل الہی و جاہل و کفر و کفر میں کیوں نہیں سنا ہوا سنا ہوا
 پر کوئی کوئی سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا
 ہم تمہارے سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا
 علم پر علم سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا
 اس لئے سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا
 سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا

ماں باپ سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا
 اور سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا سنا ہوا
 ہے

نصرت و نصرت و نصرت و نصرت و نصرت و نصرت

نصرت و نصرت و نصرت و نصرت و نصرت و نصرت
 نصرت و نصرت و نصرت و نصرت و نصرت و نصرت
 نصرت و نصرت و نصرت و نصرت و نصرت و نصرت

قوتی القلب بزرگوں کی مثال

اس لئے قوتی القلب بزرگوں کی مثال
 تھا قوتی القلب بزرگوں کی مثال
 قوتی القلب بزرگوں کی مثال
 قوتی القلب بزرگوں کی مثال
 قوتی القلب بزرگوں کی مثال
 قوتی القلب بزرگوں کی مثال

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

قسم کا خیال پایا، پکار رہا۔ یہ میں سعدی سے تھا کہ آپ بھی کچھ بڑی دلچسپی اور مٹی باتیں سنائیں۔ سعدی نے یہ جواب دیا کہ

آں تنیدی کہ درخوائے نور
سازد رست بیعت از ستور
گفت پست رنگ دنیا را
یقین است پر کند یا ناک گور
تو نے نور کے نکل کا قصہ سنا ہو گا کہ ایک تاجر کا سامان سودی سے
گر گیا تو دہر کہ دنیا، رزمیں کی آنکھ کو یا تو قناعت جاتی ہے یا
قبر کی مٹی۔

موت کو قریب سمجھو

دینی دنیا کی دین سمجھی تو نہیں ہوتی بس مادی متوہی ہے حدیث میں
بھی آیا ہے کہ انسان کی حسیں شکم و مٹی ہی سمجھتی ہے۔ وذا بعد احواف من آدم لہ
الغراب ویسوس۔ اللہ علی من سب۔ اس طوں ال اور فضول دینی خیالات سے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ صبح آتے تو شام کی فکر نہ کرو، شام تو صبح
کی فکر نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو بل قبور میں سے شمار کرو یعنی یہ سمجھو کہ گویا آج ہی کا حق سنا
وقت زندگی کا باقی ہے پس وہ کام کرو، نور مدنی سے مایوس ہو جانے و آدمی یہ میں کیا
کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے کو ایک دن یا ایک گھنٹہ کا مہمان سمجھتا ہو وہ غیر غافل و غی
کاموں میں وقت کو ضائع نہیں کی کرتا، اس کو تنے دو درز کے منصوبوں کی کہاں دست
پس یہ حال انسان کا مگر بھڑو ناچنے لگتا کہ دن کے بعد جہاں یہ حالت سے کہ گر
کوئی مہمان سے مہمانے آج کل رہ بھی جاوے تب بھی تم کو یہ خطرہ درمیان میں ہوتا کہ تم
بھی اسی جگہ آؤ گے جہاں ہم رہ رہے۔

اس کی دین یہ ہے کہ قہر کے اوپر سب قہر دینا بھوکے جوتے رستے ہیں قبرستان
ہے اور لوگ ادھر ادھر کی حکایتوں و مقدمہ بازی کی باتوں میں مشغول ہیں۔ گویا انہوں سمجھتے ہیں
کہ یہ مہرہ سب کی طرف سے کٹا رہے ہو گیا پس سب کی طرف سے اسی کو موت ملے گی ورنہ کسی

کوہ سنے گی جیسے خضائی کا تیاں بہت کہ جیسی حیدر سوہن ہوا است و حوت سے کفار
 ہو گئے۔ یہ تو چاہیں مدد دہی کریں کسی سے کچھ نہ ہو۔ تو ان خوش ہوت کا جوں پر
 جی تیاں نہیں تو وہ ماہر کرتے ہیں جیسے تہتہ ہیں میں نے ان کا پلٹ کر کے
 متعلق وہ اتفاق ہوتا، خوشنیشن دہرائے کے متعلق سے تو کھر کے ان کا دارا، اس وقت
 کا اس وجہ تہا ہر کرتے کیونکہ اسے میں کوئی دیو یا کوہستہ تو نہیں کی کوئی
 مددست نہیں کرتا، کیونکہ اس کو اپنا گھر نہیں سمجھتے، بات جی کی ایک وہاں کی قیام گاہ
 سمجھتے ہیں اس لئے اس کی تسکلی سے کچھ جی فکر میں ہوتا، تو مددست میں تہا نہ ہوتے
 تو یہاں کے کھر کو اپنا گھر نہ سمجھتے چنانچہ مددست میں سے اللہ دیا، اس کا دل لگنا
 اس کھر کے گھر سے جس کے گھر یہ وہاں میں دیا، کو، کما کر اس سے اس وقت
 یہ نظر آتا ہے کہ وہ کھر کے گھر سے تو مطلب یہ کہ اس سے کہ، ماہریت میں کھر
 کی ہیں اس وقت جی قیاس کرے۔

دنیا کے گھر کی حقیقت

ایسا ہے جب حق تعالیٰ سے دیا ہے و ما ہذا لحدہ و حدہ لالہو
 و حب و لآخرہ لہیٰ لہیوں لوگوں بندوں میں یہ نیات دینا کچھ
 نہیں صرف ایک لبو لہی ہے، اس میں ایک مثال کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا کا
 گھر یہ گھر ہے، جب پہلے کھیں میں گھر بنایا کرتے ہیں، اس کے آواز سے اس کو گھر ہی
 سمجھتے ہیں چنانچہ اس کو دہی، او تو دتے چلاتے ہیں کہ ہمارے گھر دیا
 ہے، مگر حق تعالیٰ پر کھڑا بنایا کرتی تھیں، اس میں لوگوں کے سے ٹھانی
 رہتی تھیں نہ پہنچیں ایک قبر بھی مٹی تھی و روزہ و رند و دیو، اس میں ہر قسم میں ہوتا
 تھا، رات کو چرخ بھی جلا سے جاتے تھے۔ یہ دھر پر راؤں نے دنیا کی تہی کاہ میں
 پہنچن ہی سے پہر پرستی اور قبر پرستی پہر اسو جلائے عیاں مقولہ سے کریں کا کھیر
 لئے ایجاد کیا تھا، کہ لڑکیوں کو لڑکیوں کے پر سے سیسے میں سیسہ پر، کھانے سے قیاس

ہرگز خود پر غیور و سرکہ خود پر غیور
روئے و در حب و در باں و در کاه

جس کا حق پاس سے آئے وہ جس کا حق پاس پہنچا جاوے اس دگاد
بیک وقت کرنے و بیک وقت نہیں۔

مگر تو خود اپنے لیے توجہ دے بھی کہیں نہیں گے کیونکہ وہ ذرا دینی اپنی امتوں کو کسی کے
نہیں سیکھتے۔ یہاں پر تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ یہی سیتہ ہی میں نہایت سے
میں نے دیکھا ہے کہ وہ اس وقت سے معصوم ہوئے کہ اس کو شریعت
کہہ دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس سے ترک طلاق کی مسند سے تو ابھی نہ گئے کہ
کو پیچ مانی سہنے کی سے حدیث میں اس کی ممانعت کی سب غصہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا
نہایت سے اس کی ممانعت میں اس کا یقین میں اس سے ترک
سے حدیث میں اس کی ممانعت میں اس کا یقین میں اس سے ترک
قبول میں کہ ترک کر دیا

اس سے معصوم ہوتا ہے کہ تصور میں نہ دیکھتا کہ اس کی حالت پر کیا تھا بھی تو
نہایت سے اس کی ممانعت میں اس کا یقین میں اس سے ترک
سے حدیث میں اس کی ممانعت میں اس کا یقین میں اس سے ترک
تساوی میں اس کی ممانعت میں اس کا یقین میں اس سے ترک
برتاؤ کرتے ہیں

بہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ایک ایسی روزگار ہے جس میں یہاں چھوڑ دے تو ہم
کو اس سے انقباض ہو جائے۔ یہی برتاؤ دھڑکے ہی تو ہے۔ اس پر شاید کسی کو شک
نہ ہو کہ تو کو تو کسی سے متاثر نہ ہے۔ اس سے اس سے انقباض ہوتا ہے کہ تو کو ہم غیب میں
تو تار و عنایت سے ہی استدلال کرتے ہیں تو لگتا ہے کہ اس دوست سے نہ تھا چھو
دیا ہے۔ حقیقت میں اس کی محبت کم نہ ہوئی ہو۔ مگر ہم نے ترک آمد و رفت سے قدرت
محبت پر استدلال کر دیا اور اس سے مستفیض ہو گئے۔ مگر حق تعالیٰ کو تو ہماری حالت کا علم

ہے کہ ہر کو محبت ہے گو عمل میں کمی آگئی پھر وہاں سے یہ پرتاؤ کیوں ہوا
جواب یہ ہے کہ کُن کو یہ بھی معلوم ہے کہ بہت گناہ لپٹنے کے بعد عمل کو وہی چھوڑتا
ہے تو خود بھی پس حاشہ بدون کسی قدر خیر کے پہلے پرتاؤ میں کمی نہیں ہو سکتی۔ ہاں خدایہ
و مرض کی وجہ سے سو تو اس صورت میں عمل کی کمی اور کوتاہی معاف سے۔ بشرطیکہ ضروریات
میں خلل نہ آوے۔ اس وقت تو حق تعالیٰ یہاں سے فرماتے ہیں کہ تم سے چاہتے عمل کم نہ
مگر وہی اتنا ہی کام رکھا ہوتا ہے۔ بہت صحت میں رکھا جاتا تھا۔ باقی بدون خد کے کوئی
کرم بدون غیر حالت کے نہیں ہو سکتا

انسان طبعاً حریف ہے

طبعاً انسان میں ستیلا کی حرص رکھی ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ مظہر صفت الہیہ ہے و
استیلا۔ حد تعالیٰ کی صفت ہے۔ انسان اس صفت کا بھی مظہر ہے تو جس چیز کی اس کو
طلب ہوتی ہے۔ اس پر استیلا کا حرص ہوتا ہے۔ پس اگر اس کو حق تعالیٰ کی مدد سے
محبت مطلوب ہوگی تو طبعاً اس میں بھی استیلا کا حریف ہوگا کسی مطلوب میں نقص اور
تنگنہ کو انسان کبھی گوارا نہیں کرتا۔ جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب سمجھئے کہ جس مطلوب
میں انسان سے استیلا کے خلاف تنزل اور کوتاہی کا ظہور ہوگا وہی نہ وہ مطلب جس سے
کوتاہی ہوگی۔ بدون اس کے یہ کبھی تنزل ہوگا اور انہیں کرتا کیونکہ اس کی طبیعت کا اصلی
مقتضیٰ تو ستیلا ہے۔ بوجہ مظہر صفت الہی ہونے کے مگر چونکہ بعض دفعہ استیلا کا
کی طلب نہیں کرتا۔ اس اتنی ہی بات سے خواہش ہو جاتا ہے کہ مجھے تعالیٰ کی کیفیات پر استیلا
علی تو ہوگی۔ میں شوق و محبت کے پیدا کرنے کی ترکیب جان گیا ہوں دفع
وہاں اس کی تدبیر مجھے معلوم ہوگئی ہے۔ گو شوق و محبت اس میں راسخ نہ ہوتی ہو۔ اور
وہاں اس کے قلب سے دفع نہ ہوئے ہوں۔ اس وقت اس کی وہ مثال ہوتی ہے
جیسے ایک شخص بچہ کھینچنے لگے اور ہر لمحہ پرکھے، بچہ کو کھانوں کا۔ روٹی ختم ہو جائے
اور کھی باقی رہے۔ اس پر خوش ہو کہ بچہ کو کھانے کی قدرت ہے۔ اور جیسے

ایک جولاہے کی بھینس چورے لگنے تو وہ کہتا ہے، سے جاؤ رسی تو میرے ہی پاس ہے تم کا سہ سے باندھو گے۔ سی طرح احوال و کیفیات کے وارد کرنے کی ترکیب معلوم کر کے بعض سالکین بے فکر ہو جاتے ہیں کہ بس جب چاہیں گے، ان کو حاصل کریں گے چاہے توفیق کبھی نہ ہو۔ سی طرح بعض لوگ نماز شروع کر کے پھر چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ نمازی مشہور ہو گئے ہیں۔ استیلا، شہرت حاصل ہو چکا ہے۔ چاہے اب وہ عیدتی کے نمازی ہوں کیونکہ نمازی کی ایک قسم یہ بھی ہے

چنانچہ ایک داعی صواب گاہی میں پہنچے اور واعظ میں کہا کہ بے نمازی سوار ہیں یہ سن کر گاہیوں کے لوگ بکھر گئے اور راٹھیاں لے کر چڑھ آئے۔ سووی صاحب نے کہا، کیوں آئے خیر تو ہے۔ کہ تم نے تم کو سوار کہا تھا کہنے لگے میں نے تم کو چھوڑا تھا تم تو نمازی ہو کیا تم کبھی عید کی نما بھی نہیں پڑھتے۔ گاہیوں والوں نے کہا۔ ہاں عید کی نماز تو پڑھتے ہیں کہا پھر تم بے نمازی کہہ رہے ہو میں نے تم کو سوار نہیں کہا اس پر سب راضی ہو گئے۔

بعضے مچ کر کے ناخاندانہ افعال کرنے لگتے ہیں کیونکہ حاجی تو مشہور ہو گئے ہیں اب کسی عمل کی کیا ضرورت ہے۔ بعضے ایک کافر کو مار کر خوش ہیں کہ ہم نمازی مشہور ہو گئے ہیں یا خدا دم قوم کہانے لگے ہیں۔ پھر اعمال کی کیا ضرورت ہے بعضے کچھ دغوں خوب ذکر و شغل کر کے کچھ چھوڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ ڈاکر اور بزرگ مشہور ہو گئے ہیں اور اب اس نے نہیں کرتے کہ لوگوں کو یہ دھوکا دے رکھا ہے کہ ہمارا قلب جاری ہو گیا ہے اب ہم کو ذکر سانی کی ضرورت نہیں رہی۔

غرض انسان میں طعنا استیلا، کائنات خا تو ہے مگر بھی یہ استیلا، ضعیف و استیلا ظاہری کو کافی سمجھ لیتا ہے جو نقص عیب کی دلیل ہے کیونکہ جہاں اس کی طلب کامل ہوتی ہے۔ وہاں بدون استیلا، کامل کے اس کو صبر نہیں آتا۔ پس جب یہ عمل کر کے چھوڑ دیتا ہے تو حق تعالیٰ جی اس پر توجہ کر دیتے ہیں کیونکہ اُس نے خود ہی طلب چھوڑ دی یا کم کر دی ہے۔ پس خوب یاد رکھو کہ سدا، علم کافی نہیں بلکہ استیلا، تحقیق کی ضرورت ہے

س دھوکہ میں سوئیں سے اٹھ کر ایک سالک مائیں جو احوال و کیفیات و مقامات کا وہ سے ذوق حاصل کر کے پیدل سے بے فکر ہو جاتے ہیں۔ اس دھوکہ سے بچنا چاہیے طالب دوست جو تحصیل کے جذبہ میں مل سے بے فکر نہ ہو۔

حضرت موسیٰ کا واقعہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ کا رزمیک چھ پر ہو جو رہا تھا اس کی تصدیق وہ کر کے کہ جو قدرت خدا کا قائل ہے پوچھا کہ میں روٹا ہوں کیا جب سے میں نے سنا ہے کہ جہنم میں چھڑا بھی جائیں گے وہ خود ہمارے میں و لہجہ وہ اس وقت سے بوجہ خوف کے روئے پاؤں آپ سے امان کہ میں نے اس پر کو جہنم میں نہ ڈالا تھا۔ امانتوں ہو گئی۔ آپ نے اس کی تسلی کر دی جس سے کچھ دیر کے بعد اس کو سکون ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس گئے وہاں میں دیکھا کہ چھڑا ہوا ہے پوچھا اب کیوں رہتا ہے۔ بتاتے ہیں کہ تسلی کر دی گئی کہ وہ رہے گی و نہایت سے تو یہ بتاتے ہیں کہ تو میں ایسے نہیں لوگوں پر چھڑاؤں

ایسے ہی سے کہیں۔ اگر آپ کو مدد ملے گی بہت احوال و کیفیات اور مشاہدہ حاصل ہو گیا تو ذرا بھی آپ کو عمل و مجاہدہ ترس نہ کرنا چاہیے کیونکہ حق کی بڑت سے تو یہ دوست ملی اور اسی میں سے آپ ادا حق کرتے ہیں اس وجہ سے میں نے یہ چوتھی قسم کھائی کہ معلوم ہو جائے کہ امدادی لدنیہ حال غیر صالح کے درجہ ہیں جتنی نہیں بلکہ جتنی ہر سے کہ حال سے مقدم ہو جائے

زہد فی الدنیا کی تفصیل

ساتھ میں چاروں درجوں کی تفصیل کرتا ہوں کہ زہد فی لدنیہ کا ایک تو علم کا درجہ ہے کہ اعتقاد درست ہو جائے اور یہ جان لے کہ ہم کو ایک دن مرنے پڑے گا اور کیا بھی آنے والی ہے مگر اس میں ایک دھوکہ کا جو تھوہ ہے وہ یہ کہ بعض لوگ جو اہل حق کہلاتے

میں کو اپنے استقامت کی نعمت پر، سوچا، ہے بس وہ، مکتا دین کے جس مکتا
 فدا و حیا کا مصداق ہو جاتے ہیں کہ ہر ملحق میں ان میں سے کوئی غائب
 نہیں ہوگا چاہے کچھ ہی کرے ہیں بہت ہوگا یہ سمجھتے ہیں کہ رقی عشاء کے حد میں
 میں کوئی نہ یہ دوسرے نہیں اور اس کا مشا یہ ست کر نہ ہوگا نہ عقایدات میں بعض
 مکتا و تصود سمجھ یا ہے اور میں حلی پہلے ہی کہتے تھے کہ عقایدات میں مکتا و تصود
 مگر ہر سال کے حد باب ثابت سے بچے اس طرف رہتی کہ عقائد فی نفسہ ہیں
 میں و مل کے، پہلے ہی تصود میں ملحق تھاں فرماتے ہیں:

ما اعتدنا من معبود فی لا ص ولا فی لعلکم لا شک
 من قس لا معبود الا انہ لا یسیر لک
 تاسو ہو ماہ مکہ ولا تصرحو اح آت کھو واللہ لا یحسد

کل مختار فخور

یہ باتیں بس میں تو مسد تھیں کہ وہ مصیبت حلی قی سے زمین میں یا تھیں
 فوت میں وہ ایک کس میں لکھی ہوئی ہے جی و ح محفوظ میں اس مصیبت کے
 یہ وہ سے ہی پہلے شک بہات حق تھاں پر آسان سے اس کا، ہکا و بی کر لکھا
 سے جس کو قدرت یہ کا طرہ ہو، آگے تعار مسد کی تعمیل فرماتے ہیں کہ یہ بات مرنے
 تو کو کیوں بدلتی اس سے تاکہ کسی چیز کے فوت ہونے پر تم کو رنج نہ ہو، بلکہ اس سے
 تسلی حاصل ہو کہ یہ مصیبت تو لکھی ہوئی تھی۔ اس کا نام وری تھا ۱۲ اور کسی نعمت کے
 مٹنے پر تروڑ نہیں، بلکہ یہ سمجھو کہ اس میں ہمارا کچھ نہ نہیں حق تھاں نے پتہ ہے
 یہ نعمت ہمارے لئے مقدر کر دی تھی ۱۲

اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ تقدیر کی تعلیم سے حد ف اعتقاد کرین فی مقصود نہیں
 بلکہ یہ ملکی مقصود سے کہ مضائب میں مستقل رہے، اور یہ مصیبت کو مقدر سمجھ کر پریشان نہ
 ہو، اس طرح نعمتوں پر کجہ و بطر نہ ہو ان کو اپنا گماں نہ سمجھے جب نفس سے اس کا مقصود
 ہو، معلوم ہو گیا، قمار ہے کہ اتنی دھواں سے مسد بنی شے جسہ اپنی بات

سے صحت ہو تو وہ ناسد ہو جاتی ہے تو بھروسہ جس شخص کا مصائب و فتنے وقت یہ صحت ہو وہ گویا تھوڑے کا مقتدر ہے میں کوئی مقتدر نہیں اگر کامل عتد نہ ہو تو اس کی مرضی ہر دور مرتب ہو جاتی

سچی طرح تو یہ ناسد تعمیر کیا گیا ہے اس سے بھی صرف عزم مقصود نہیں بلکہ قوت میں مار کر اسے تہذیب کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ غیہ کا خوف اور اس سے طبع نہ ہے اب خوشی تو یہ کا قائل ہے مگر یہ سب سے خوف و طمع بھی رکھتا ہو وہ گویا تو یہ کامتقتی نہیں مگر شرک سے بے پناہ خوفی ہے اس پر شرک کا طلاق کیا ہے ورنہ وہ اس کی حق تعالیٰ سے اس کو شرک و بدعت سے پناہ پھر دیتا ہے میں

لعلی فان یرجو لقاۃ ربہ فلیصل علی صراطہ و لا یستدریک

بعسۃ ربہ احدہا۔

کہ جو کون نجات پسند کرے وہ ایک عمل کا ساتھ دے اور اپنے رب کی ممانعت میں کسی کو تھیک نہ کرے۔

حدیث میں لا تشوکل فی تغیر الذی راۃ فی سبے میں مطلب یہ ہے کہ عبادت میں پابند کرک اس سے معلوم ہو کہ یہ شرک ہے حالانکہ یہ دین پر یہ محبوب نہیں مگر چونکہ فی الجملہ مقصود ہے کہ اس کی نظر میں برائے کے لئے بنا سو کر عبادت کی جاتی ہے اس لئے اس کو شرک قرار دیا اور یہ بالکل عقل کے مطابق ہے کیونکہ عبادت پر یہ توجہ سے ہوئی ہے درجیب وہ شرک ہے تو قلب سے پرانہ تو مقصود نہ تھا کیونکہ شرک نہ ہو گا یہ تو قلمی عبادت ہے پس یہ اللہ سے خوف و طمع پر موقوفہ کا حفظ شرک اطلاق کرنا غلط نہیں کیونکہ اس صورت میں توجہ کی مایہ مقصود ہے کسی طرح تاہم عبادت پر یہ غور کرنا تو خاص سے معلوم ہو گا کہ ہر وقت اسے عمل بھی مطلوب ہے تنہا استقامت مطلوب نہیں ورنہ ہماری بات میں کبھی اعتقاد سے عمل بھی مطلوب تو ہے

چنانچہ ایک شخص نے کہا میں نے دو لڑکے ہیں ایک بڑا ایک چھوٹا ایک کو بیچتا ہے دیکھتا ہوں یہ پتا نہیں کیونکہ باپ اس کو یہ خوار قبضہ کر چکا ایک تھا

جب زکریا کے حد یہ گھر پہنچا تو قبو سے لڑکے نے بر سے سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔
 بڑے لڑکے نے بتایا کہ یہ تیرا میاں ہے۔ اس کے بعد قبو سے لڑکے نے باپ
 کے ایک کونسا، کہ تو ہمارے گھر میں کیوں آگیا۔ تو اس وقت نرلز کا پورا رس
 کم بخت: "ابھی تو بتایا تھا کہ یہ تیرا باپ ہے میں پوچھتا ہوں کہ بڑے لڑکے کا اس طرح
 دھمکانا سچ سے یا بے علم، یہ نیک چوٹا لڑکا کہہ سکتا ہے کہ تو نے باپ ہونا بتایا تھا
 تو میں نے انکار کیا۔ میں نے تو سنا ہے کہ اس سے مگر اہل زبان بڑے لڑکے
 کی بات کو سب سچ نہیں کہے اور اس کا مطلب یہ بیان کریں گے کہ اس طرح کا مقصود
 یہ تھا کہ تم اس کا اس کرتے ہیں کہ تم نے مقصود کے مدد کی وگرنہ تو کو
 مدد ہی حاصل نہیں معلوم ہو، اہل زبان بھی اعتقاد کے ساتھ عمل کو بھی مقصود کہتے
 میں اور جب عمل خود مقصود کے مدد سے تو علم کو کاندھ بھینتے ہیں

علم پر ناز نہ کرو

پس مادموا بعض علم پر ناز نہ کرو، بلکہ علم کا تمام کرو تو جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ
 ہم کو دنیا کافی ہونا معلوم ہے مگر عمل اور باتا دیا سے یہاں باقی ہتے ہوں سے
 کے ساتھ ہو کر ہے تو کیا یہ مستحق کافی نہیں مگر کاندھ ہتے اس کے بعد دوسرا
 درجہ علم کا ہے کہ وہی کے متعلق اعتقاد دار ہو کر عمل بھی اس کے ساتھ وہی سے خوفنا
 کے ساتھ ہو کر ہے مگر حالت یہ ہے کہ تکلف اور مشقت کے ساتھ تعلقات کو کرتے
 میں دل میں تعلقات سے غرت نہیں یہ درجہ بھی کافی ہے کیونکہ جب دل میں
 تعلقات دنیا سے غرت نہیں تو اندیشہ سے کہ گرن سے کسی وقت مجاہد ہیں کمی کر
 دی تو غرت سے دنیا میں بھٹس جائے گا اس سے دل کی لذت سے کہ دنیا نے لیا
 کا مقصد سے مشاہدہ ہو جائے اور دل میں تعلقات دنیا سے غرت سے پیدا ہو جائے چہ
 بھی نہیں کہ ایک دفعہ وہ سن کر یا ذکر میں شغول ہو کر غرت سے دیر کے لئے تعلقات سے
 غرت ہو جائے نہیں مگر غرت اس کی سے کہ یہ عالم رکھ ہوتا ہے وہ غرت کے

میں تعلقات ایسا سے قلب کو اٹھانے کے یہ تعداد رتوں پرستہ مطلوب
وہ بھی میں کو حاصل شدہ طبعی طور پر ہے کہ یہ اسے یہ بتا کر وہ عیب مسافر
یہ کہتا ہے یہی عیب بھی اور ساری جہاں میں تو میں نے کہ جسے مسافر سفر میں جس نے اسے
پہن کتنا کہتا ہے اسے اسباب ساختہ ہیں یہ کہتا ہے کہ یہ اسے ساری جہاں میں
کہ قدرۂ اہمیت پر اکتفا کرو۔ راز راز دولت سہاؤں کے گھر میں ہر فرد شکر قسمت سے
نہا۔ تو جو بھی شکر میں سے ہوتا ہے اس میں بھی فضول سہاؤں بہت ساتھ
ہوتے ہیں مگر کچھ بھی حق کی نسبت سے کہہ سکتا رہے وہ کہتا ہے کہ یہ آپ اتنا ہی کہ
میں کہ اپنے سہہ حیات میں سمجھا گیا کہ میں نے دیکھے، یہاں حضور علیؑ مدظلہ العالی نے
ترک تعلقات دنیا کی تعلیم میں وہاں میں میں سمجھا کہ اسے کی تعلیم ہی بہت

وہ سب گناہ مافیاں اور عقوبتوں سے بچ کر مافیہ میں اپنے مخصوص گویان
نہرے سے تو اس حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں کہ تو سب ہی کہتے ہیں کہ ہر گناہ مافیا
اور ترک کی تعلیم دے سکتے تو اس کی کوئی نفع نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وکیل
مذکورہ رکھنا چاہیے۔ قرآن مجید میں جو حکم ہے کہ وہ غلطیوں سے بچ سکتے
ہیں۔ ہر گناہ مافیا کو مل جائے۔

کس و نندپ کاوت عربیہ

جس میں یہ بھی بتا دیا کہ دنیا میں رہ کر اس سے بالکل بے تعلق ہونا تو دشوار ہے دنیا میں رہ کر آسمان پر رہنے کی فکر۔ رو بہ دنیا ہی میں رہو آگے کاٹھ صریح میں حد مقرر فرما دینی مگر دنیا سے اتنا ہی علاوہ رکھو۔ جتنے مسائل اور اسٹیجس سے عاقلہ چھو کر تباہ ہے پس غم ترک تعلقات کی تعلیم ہے نہ انہماک فی دنیا کی جرات ہے بلکہ تعلقات میں اختصار کی تعلیم ہے۔ اسی لئے عقلمند نے شریعت کو دیکھ کر کہا ہے کہ شریعت اسلام میں منع عمل کوئی چیز نہیں اور بھی تو بیاہنگ و عقوق کیا گیا ہے۔ یرید اللہ بکھولیسر ولا یرید کمکم لعسر اور ما جعل علیکم فی الدین من حرج اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ شریعت نے تعلق کی تعلیم کی ہے انہوں نے شریعت کو سمجھا ہی نہیں اور دیکھا

بہارِ رسولی مد علیہ وسلم کو حق تعالیٰ سے بلا واسطہ علیم ذی شہادت سے
آپ کے مرتبہ کی نعمت میں ہو سکتی سو آپ نے تک سبب کا ٹکڑا نہیں دیا کہ
یہ فرمایا ہے

کُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ

اس میں فقہ اسباب کی حالت ہے مگر ان میں غائب کر کے کی تعلیم ہے آپ
نے یہ نہیں فرمایا کہ فی الدنیا ہمیشہ صحت کہ دنیا میں مردہ کی طرح ہو کر رہیں
نے یہ لفظ کہہ دیا کہ اُن کی تعلیم یہ ہے موقوفہ اس لئے کہ یہ ممکن حضور علیہ السلام
سے یہ نہیں فرمایا ہو کہ یہ شخص یہ نہیں کہتے کہ ہر ایک کو آسان نہیں مگر کچھ تسلی
آپ نے ان ہی میں فرمائی کہ اُن پر موقوفہ اس لئے کہ یہ صوفی تھے انہی میں
کہاں سے کہتے ہیں بذاتیں نکالتے ہیں اپنا پتہ ایک حدیث میں مذکور ہے کہ وہ فقہ
وہ کو آپ سے فرمایا ہے۔ وعدہ حساب میں اہل القصد و گوداں بھی آپ سے
موقوف نہیں فرمایا مگر مل قبول کا لفظ تو کیا جس سے صوفیہ کی تعلیم بھی مست ہونے
سے نکل گئی کیونکہ اس کی اصل ہی موقوفہ ہے لیکن یہ تعلیم تو جس کے کٹ ہے چنانچہ
اس حدیث میں نام سے کر عہد اللہ ہے مردہ کی کو خطاب ہے مافی ما بعد الموت
کی یہی ہے کہ دنیا میں ایسے ہو جیسے مافرا کہ ہے

چرا آپ نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ فی الدنیا غریب کہ بالکل ہی مسافریں
کہ ہو کیونکہ اگر بالکل مسافریں جاتے تو محض دفعہ وقت پیش آتی مشقہ تم نے فراموش
خیرات کر ڈالیں اور مسافر کی طرح صرف دو وقت کا کھانا رکھ لیں کیونکہ مسافر عامۃً اس سے
زیادہ کھا نہیں رکھتے پھر اُن کے ان تم کو پریشانی ہوئی تو حدیث پر شبہ ہو گا کہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے ایسا حکم دیا ہے جس پر عمل کرنے سے پریشانی ہوتی ہے مگر اب حضور
صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کو عرف گریہ کا کیا منہ ہے آپ تو کُنْ فِي الدُّنْيَا غَرِيبًا
نہیں دہاتے بلکہ کائنات غریب فرما رہے ہیں یعنی شمس مسافر کے ہو

پڑے مگر ہر ماٹ کا شوق ہے کہ ہمارے گھر میں اتنے برتن اور تنے پتنگ ورتے لڑے
میں اس کو نہ بھلی لڑے عید و صومعہ فرماتے ہیں باقی قدر ضرورت کی ممانعت نہیں ورنہ
اس میں یہ ہے کہ زیادہ تر عید ضار ہی چیزیں ہیں دل کو پریشان کرتی ہیں اور جو ضرورت کے
موفق ہوں ان سے پریشانی نہیں ہوتی اور آج کل ہر گز زیادہ تر فضول چیزوں ہی سے
دہلے رہتے ہیں غبی کے جمع کرنے میں وقت صرف کر رہے ہیں ورنہ ضرور سامان تو
بہت جلد حاصل ہوتا ہے۔ ہر شخص اپنے کھڑکی اسٹیشن میں خبر کرے کہ روز اُس کے
استعمال میں کتنی چیزیں آتی ہیں تو معلوم ہو گا کہ دو چار دس پندرہ چیزوں کے علاوہ کچھ اور
یسا ہے جس کی ضرورت مہینوں و برسوں بھی نہیں ہوتی ہی سے صاحب کہتے ہیں
وہ جس کاغذ نیست صاحب ورنہ صاحب ہاں

سچی دادرکار و ایم اکثر ہی دادرکار نیست

حرص قنوت نہیں کرنے دیتی ہے صاحب ورنہ اسباب ضرورت
جتنا ہم ضرورت کے سے رکھتے ہیں کہ ہمارے کابھی نہ نہ ضرورت
اس سے معلوم ہو گا کہ حق تعالیٰ نے ہم کو کیا چیزیں دی ہیں اسی کو ضرورتیں
و ان بعد و ان بعد لا تخصوھا میرے خیال میں یہ صاحب استعمال سے
یعنی اگر تو نہ کی نعمتوں کو گنے لگو تو وہ اس قدر ہوں گی جن کو استعمال سے مراد نہیں
کر سیکے بلکہ بہت چیزیں ایسی ملیں گی جن کے استعمال کی نہایت ہی کم ضرورت
خواہ محوہ بے ضرورت چیزیں جمع کرتے ہیں جن میں بلا وجہ دل کی بے ضرورت سے

جیسے مولانا صاحب سے ایک مجذوب نے کہا تھا اس وقت مولانا صاحب کی دکان
کرتے تھے طابق کی برف متوجہ نہ ہوئے تھے حق تعالیٰ سے ایک مجذوب سے ذہن سے
ان کو بدایت کی دکان پر کھڑا ہو گیا اور ایک بوتل کی طرف شاہ کر کے پہنچا اس
میں کیا ہے کچھ شربت بتلایا دوسری طرف کو پوچھا کوئی نصیرہ بتلایا تیسری میں کوئی
لہو ق بتلایا گیا تعجب سے پوچھنے لگا سب چیزیں چپکتی ہی چپکتی ہیں تو ایسی حالت میں اتنی
چپکتی چیزوں میں سے تیری جان کیونکر نکلے گی مولانا نے ہنس کر کہا جس طرح تیری جان

کاتب مکہ سب می شامہ گاجتے

عورتیں زیادہ تر عیسیٰ ہوتی ہیں

میر حال سامان کے بارہ میں تو عورتیں بالکل اس شعبہ کا مصداق ہیں کہ عورتوں کے لئے ال بہت محنت کے باب میں تو یہ اس کی مصداق ہیں خصوصاً عورتوں کی عورتیں کہ یہ تو اپنے خاوند کے سو کوئی فیہ کی طرف تکتے تھاکر بھی نہیں بکتیں ان کے فلسفہ فیہ کا دوسرا سے باقی رہا وہ پاس میں تو ان کی بالکل ہی حالت سے کہ وہاں کوئی چیز بھی اور ان کی ان کی پاس ہے پاس کتنی ہو اور عیسیٰ ہی مدہ پڑا ہو مگر نئی وضع و ریاضت و دیگر کہ اپنی چیز سے معاذاں ترکتا ہے اور عورتیں بنو اسے کی فکر ہوتی ہے

مور، عبدالب صاحب کا طیفہ عورتوں کے متعلق خوب سے دہاتے تھے۔ عورتوں کی یہ حالت ہے کہ چاہے ان کے پاس کتنی ہی عورتیں مگر ایک پونہ پونہ کہیں گئی ہیں، چاہے ایک سے کتنی ہی عورتوں میں جو سے ہوں مگر ایک ہی عورت ہی کی ہیں۔ چاہے عورتوں کے جو سے چاہے کتنی ہی عورتیں مگر ایک پونہ پونہ کہیں گئی ہیں، اولیٰ سے قایدہ اب ملے ٹیکرے پتھر سے لیتے ہیں۔ ناولی کے طیفہ شیخ، واقعی عورتوں کی سے تو یہی حالت۔

ایک عورت نے خود اقرار کیا کہ تو تو ہمیں جیسے اس کا پیٹہ ہے جس کا ہل میں سر بستی رہے گی ایسے ہی ہمارا پیٹہ بھی ہیں کہ ہمارا پیٹہ صلی لہ علیہ و آلہ اس اٹھاک سے منع فرماتے ہیں جس کی دھڑ سے عورتوں کی چیزوں میں ان کا ہاتھ سے اور اس کا ہاتھ یہ سے کہ ہمارا پیٹہ ہوسے، ختم کرد متوا یک عورت پان چھوڑ سکتی ہے وہ پان چھوڑے، ایک چاہنے کی عادی سے جس میں وہ ان کا رہتا ہے وہ جاس چھوڑے ایک روپے گڑ کا کپڑا پہنتی ہے وہ ماہ آسے گڑ کا پہنے لگے ہیں۔ ہی، تمام تر جات اور سامانوں میں اختصار کرو یعنی قدر ضرورت پر اکتفا کرو۔ کچھ عورتیں

کے بھی دیتے ہیں۔

کے لیے جو کہ ان کے لیے ہے۔

یہ ایک ایسی چیز ہے جو کہ ہر انسان کے لئے بہت ضروری ہے۔

وہاں پہنچ کر ان کے ساتھ کچھ دیر بیٹھ کر بات کی اور پھر ان کو اپنے گھر لے آئے۔ ان کے گھر پر پہنچ کر ان کو اپنے گھر لے آئے۔ ان کے گھر پر پہنچ کر ان کو اپنے گھر لے آئے۔

سہارن کے تختہ پر بھی قائم ہے

میں نے فرمایا ہے کہ میں نے ان کو نہیں دیکھا۔ میں نے فرمایا ہے کہ میں نے ان کو نہیں دیکھا۔

یہ ساری باتیں کہیں کہیں لکھی ہیں۔

کئی سال تک اپنے استادِ اعلیٰ حضرت سے ملاقات میں رہیں اور

کے لئے جو کہ وہ اپنے لئے لے کر گیا تھا۔

عامتہ یہ غلام ہے۔

یہ خوش نصیب ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے بچے

ہم جو کہیں جاتے ہیں وہاں ہمیں یہ سب ملتا ہے۔

[Faint handwritten notes at the bottom of the page]

ہر ایک میں ایک مارت ہے۔ یہ کہہ کر وہ اٹھ کر چلا گیا۔

ہر ایک کے لیے ایک مخصوص مقام ہے۔

وہاں پہنچ کر میں نے ایک کھانسی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا۔

مجلسه ۱۰۰۰

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں اسے نہیں چاہتا، لیکن میری آنکھوں نے یہ سب دیکھا۔

... ..

یہاں کے رہنے والے ہیں۔

سید بن ابی طالب (ع) کے بارے میں

وہاں سے لوگوں کو سب سے پہلے خبر ہوئی کہ یہاں ایک نیا شہر بن رہا ہے۔

... ..

[illegible]

عزیز الدین و یوسف و محمد بن یوسف و محمد بن یوسف و محمد بن یوسف

...the ...

— 100 —

حضرت غوث غفر نے نورانی اہد ہر جواب دیا ہے

جواب شد اسباب خودیشی شکست

بہت عجب جواب عورتیں کو شکست ہوئی

یہ حال یہ وقت سے کہ ایک دفعہ ملک سبھ نے غوث کو کھاکہ میں آپ کی
جائگہ کے سے ملک نیمہ کی آمدنی مقدار کیا بتائی کہ ہزارت عطا فرمائیے آپ نے
یہ قطعہ جواب میں کچھ بھیجا ہے

چوں چہ سخن زنجیر جہنم سیاہ

در دل بود گر ہر مل ملک سخنم

اک کہ کہ یہ فقر بند ملک نیم شب

میں ملک نیمہ وزیر ملک جوئی خرم

”سخن کے باد کے پتے کی طرح یہ نصیب سیاہ ہو اگر چہ دل

میں ملک نیمہ کی ہوس تھی ہوس میں سے ملک نیمہ شب کی آواز

میں سے میں ملک نیمہ وزیر کا ایک دانہ ہوئے اس جہی نہ دیا رہیں ہوا

آخر حضرت مریدوں ہنرمیں یہ بات تھی تو انہوں نے ملک کے چھوڑ دینی مقصود اس کے

لئے کافی نہیں۔ اور اسے یہ بات ہو سکتی ہے ہزاروں آدمیوں میں میں تھی کہ سب سے

سلطنت نہ ہو، یہ سب کیونکہ اس میں نہ اسے خلیفہ سے اسے نہیں کہہ سکتے

کا جس سے خارجی سلطنت سے اس کی سلطنت اس سے ہوئی کوئی اور نہ معلوم

دین کا کیا کہ یہ اس کے منکر صاحب اس پر وہاں صاحب تھا جس سے سب آدمیوں

کا اور یہ کہ یہ صاحب اس کو نہیں ہو سکتی تھی ہزاروں عالم کے برابر کے تھے

دوسرے ہوتے ہیں۔

ایک انداز سے یہ کہ یہ خدیو صاحب وہ اس سے غوث کے تابع صاحب

ہو رہے تھے اس کے حاکم یہ کہ یہ غوث کے یہاں اس کے پاس تھے وہاں اس کے صاحب و مال

کو بھی صاحب تھی تو چاہیے اس سے کہ یہ اس کے اس سے اس کے اس کے

دُنیا پسندی الرضا بالذُنیا

آخرت سے غفلت اور دنیا کی مصروفیت کے متعلق
یہ وعظ مسجد علی حسن صاحب جلال آباد میں ۵ صفر
۱۴۴۰ھ کو تقریباً ۱۰۰ آدمیوں کے مجمع میں ہوا۔ وزیر
گھنٹہ میں ختم ہوا اور مولوی سعید احمد صاحب قلم بند
فرمایا۔

خطبة ماثوره

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله حمده واستغفره واستغفره ونؤمن به
وتمسك بسببه ونعوذ بالله من شرور نفسه ومن
سبب اتعنت من بعده الله علام الغيوب ومن يقينه
فلا هادي يد و شهيد ان لا اله الا الله وحده لا شريك
له و شهيد من سيدنا ومولانا محمد سدة ورسوله
من نده عسده و صلى الله و صلى الله و صلى الله و صلى الله
اما بعد اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
والله ان لا مرجع لقايا ورسول خيرة لذي و فضل
بهم و بان هم عن آيت عقول و نيت و هم
سار من كانوا يكسبون

منکر و کفر کی باتیں کر دیتے جو کہ ان کی شان میں سے اور مسلمانوں کے لئے بھی سب سے
فکر کر کے بہت روتا رہتا ہے مگر مسلمانوں میں کوئی شک ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ تو کفر
کی شان میں سے

صفات حمیدہ بناء رضا ہیں

ما سواہ میں سے کہ یہ کھار کی خدمت سے اور قرآن شریف میں کلمہ موقی پر کھار
ہوئی کی خدمت کی کہ یہ مسلمانوں کی خدمت قرآن شریف میں بہت کہتے مگر یہ تو فخر کرنے
کی بات سے کہ یہ بہت کہہ سکتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کی خدمت میں سے مطلب اس سے یہ ہے
کہ ان صفات کا مسلمانوں میں جو بہت زیادہ ہے اس سے یہ صفات تو نہ نکال سکتے ہیں
موتیں نکال سکتے ہیں کہ ان کی خدمت میں سے اس میں ان کی خدمت سے محبت میں کہ
صفات حمیدہ بناء رضا ہیں اور صفات حمیدہ بناء رضا ہیں تو ان کی صفات
ہمیں مسلمانوں میں بھی ہیں اور ان کی خدمت میں سے کہ یہ ان کی خدمت میں سے کہ یہ ان کی
کہ ان کی صفات بہت زیادہ ہیں ان کی صفات میں تو ان کی خدمت میں سے کہ یہ ان کی

گمراہی چاہیے۔
صفات حمیدہ بناء رضا ہیں اور صفات حمیدہ بناء رضا ہیں تو ان کی صفات
تو سب سے کہ یہ ان کی صفات میں سے کہ یہ ان کی صفات میں سے کہ یہ ان کی صفات
بہت خوب سے کہ یہ ان کی صفات میں سے کہ یہ ان کی صفات میں سے کہ یہ ان کی صفات
نہیں تو سب سے کہ یہ ان کی صفات میں سے کہ یہ ان کی صفات میں سے کہ یہ ان کی صفات
یا ان کی صفات میں سے کہ یہ ان کی صفات میں سے کہ یہ ان کی صفات میں سے کہ یہ ان کی صفات
تفاتی سے کہ یہ ان کی صفات میں سے کہ یہ ان کی صفات میں سے کہ یہ ان کی صفات
جو اس کے کہ یہ ان کی صفات میں سے کہ یہ ان کی صفات میں سے کہ یہ ان کی صفات
کہ اگر جو کہ یہ ان کی صفات میں سے کہ یہ ان کی صفات میں سے کہ یہ ان کی صفات

بد دین مسلمان کافر سے بہتر ہے

مسلمان نہ دیکھتا بد دین عمرہ منکر کے بارے میں جو کہ برہمنوں ہو سکتے تو یہ تو نہ بد اس کا کہ مسلمان سے جتنی ناشی ہو تو ایک اس پر تو تسلیم ہو جاتی ہے کہ بد سے کم نہ ہوتی ہے دیکھو اگر کسی محمد کو دس برس کی قید ہو دو سو کو پانچ برس کی تو کیا اس دو سو کو کٹ فکری ہوگی میرے خیال میں کوئی مقلد یہاں نہیں کہ وہ اس دور سے ہے فکر ہو اسے کہ میری سزا میں شخص سے تو تم سے قید ایک ایک بات یہ سے کہ بعض وقت بڑی دفعہ و بری سزائیں کرتی غفلت میں ہوتی جتنی جلدی اور جلدی اس کی ہوتی ہے کیونکہ بڑی سزائیں تو مایوسی دلاتی ہے و سزا دینے میں حد ہے نہ جس

ایک شخص کا واقعہ ہے کہ اس ایک روم میں جس سے سات برس کی قید کا حکم دیا گیا تھا اس سے کہا کہ کچھ نہیں نہ کرنا یہ تو کہو یہ وہ اسے پانچ برس سے تو کو بہت کم ہے اس سے منکر میں نہیں ہے پھر اس میں شاید ۱۰ برس کی ہو جاتی ۱۰ برس کا نام سن کر اس کو کھانسی ہو گئی کہ اب یہ بڑی کمزور ہو سکتا اور اس میں سے ہر صفت ہو

تو اس حیثیت سے دیکھو کہ اس کو چھوٹی سزا کرنا یہ قدر میں پڑنا چاہیے کہ اس کو تو اس بھی نہ ہوگی مگر اس حیثیت سے یہ تعادلات سے اگرچہ اسے نہ ہی حیثیت سے دو سو تعادلات جی ہیں مگر میں نے اس کو اس سے پانچ برس کہ ہے قید یہ بہت کیونکہ اس کو منکر کہ ایک نہ ایک دن دورج سے گل میں ہے کہ لوگ سے فکریں سو یہ بڑی مظلومی بات ہے کہ قہوڑی نہ کو سکرے فکر ہو جانے اس کا دور مسلمانوں کی کہ میں تعادلات کا شمار نہیں بلکہ وہ تعادلات ہے فکر نہیں کر سکتا کہ یہ ۱۰ مکرزوں یا سینے یا مری جی تو یہ کہ ہی فکر ہو

دین سے بے فکری کی سزا

مگر یہ تو دیکھتے ہیں کہ کچھ ہی بے فکر شخص ہیں بعض تو باطل ہی میں نہیں کرتے۔

سب تغاثر کے لئے ہوتا ہے۔

ایصالِ ثواب کا آسان طریقہ

صاحبِ محبت کے طریقہ کی دوسرے سوتے میں شاہ عبدالرحیم صاحب دہلوی
بین الاقوامی کچھ لکھا ہے کہ تقسیم کیا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ کو کچھ پیسہ ملا تو آپ نے پیسے
دو پیسے کے حصے میں تقسیم کر دیئے۔ خوب میں دیکھ کر حیرت مندی میں رہا کہ وہ ان پیسوں
کو تینوں فرما رہے ہیں دیکھنے محبت شدہ دلوں میں ہوتی ہے نہ سے بیکاروں و ان
کے طرزِ عمل پر جلو۔

میں اس واقعہ سے انسانی طریقہ نامہ میں سکر وہ طریقہ نفس کو گوارا نہ ہوا کہ وہ ہر
خفیہ خرچ کی کسر و بکری میں ان کے سینہ میں پیسے اور جن کو دیکھ کر کہہ دو ایک
ایک دیکھ کر ایک مسکین کو دے دو اگر واقعی ضرورت سے محبت سے تو اس طریقہ پر عمل
کر و گریں پتہ میں گون گرتی ہوں کہ کتنی ہو سکے گا جس سے کام میں آئے گا روپے جی
خرچ ہوتے اور کتنی شکر کی نہ ہونی

سچ کلی تو یہ حالت ہے کہ میں کانپوں میں تھا کہ اس کے ساتھ ساتھ مجھے ہر
سے گئے میں پڑ گیا تھا کہ یہ معلوم ہو کہ اسی جگہ جہاں ہر سال ہوتا تھا انسانی فائز
مواہبت سے کہنے عامہ مردم و تحقیقی سے معلوم ہوا کہ اس کے میں شاہی تھی و
اصل مقصود نہایت کہتا تھا کہ جس جگہ شہر باب کی خاطر سے اُس جگہ ہی رہا تھا تو یہاں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی دہشت سے تھیں وہ تھک تھک و متعلقہ سے وہ اس
سے بڑھ کر یہ کہہ کر کہ وہ سو و بان اسی جگہ جو حضور ہاتھ منہ چھو کر کہتے ہیں کہ تم
کو حضور سے محبت سے و ہر سب رسول میں

اور میں کانپوں میں سا کرتا تھا کہ آج فلاں فلاں کے ہاں وہ وہ ہے آج فلاں کے
ہاں ذکرِ رسول ہے جس سے کہ جب وہاں ضروری مصافحہ میں نہ کی بدست و نیز ذکرِ کوئی
بیان نہیں کرتا تھا تو نہ سے ذکرِ رسول سے کیا فائدہ کی توقع ہے۔ دیکھو اگر دسترخوان پر بڑی

چٹنی ہو تو کب کوئی اس دسترخون سے سیر ہو سکتا ہے کبھی نہیں۔ اب تہ اگر نہ کھانا ہو اور نہ چٹنی نہ ہو تو وہ کار آمد ہو سکتا ہے ورنہ دونوں چیزیں ہوں تو نور علی نور ہے۔

یہ اس پر یاد آگیا تھا کہ لوگ دعویٰ محبت کرتے ہیں تو دیکھ لیں کہ بڑا سب کی کیا حالت ہے کہ اگرچہ حضور کی بدست نہ ہوتے آگ کے پیر میں ہوں گے مگر حالت یہ ہوگی کہ یوں سمجھیں گے کہ محمد سے زیادہ کسی کو تکلیف نہیں۔ دنیا ہی میں دیکھ لو کہ اگر ہوں کا لانا بھی ملک جہاں ہے تو کیا حالت ہوتی ہے تو اگر یہ کوئی کہے کہ مجھے تو مکار عذاب ہو گا تو خوب سمجھئے کہ وہاں کا بیگناہی، قابلِ برداشت سے ترسنا میں ہرگز نہ رہتا چاہیے کہ مجھے تو تھوڑی سی بات پر یہ شتمانات تو رقی ہو گئے

بے فکری کی سزا کی تفصیل

۱۰۱۱ میں سن ۱۹۹۹ میں قرآن میں آیت میں قرآن کی سزا دہاتے ہیں کہ جو لوگ ایسے ہیں کہ جہاں سے پاس آئے لایق نہیں رہتے سو اس سے تو عمر بھر ہی ہیں لیکن اس سے بے فکری نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کے نہ ہونے سے گورنر کہ ہو لیکن ہوگی تو ضرور اور دوسری بات یہ فرمائی کہ

و صواب الخوة لدیب و طمأنینہ ولدین ہمہ عن
ایقنا غفلوں۔

کہ بویۃ لدیب پر رضی میں ورنہ اس پر مطمئن ہو گئے ہیں ورنہ ہمارے
احکام سے نافل ہیں۔

یہ کمال چار چیزیں ہیں۔ ان پر دہاتے ہیں و سب ما و ہم السار ترجمے سے معلوم ہوا ہو گا کہ ان چار چیزوں سے تو کچھ چاروں کا مجموعہ مونا ثابت ہوا اور یہ احتمال یہ ہے کہ شاید مجموعہ پر یہ نہ ہوں اور مجموعہ سے مراد ہیں۔ کیونکہ لا مرحول لقاء من۔ یہ جہر و ہم میں نہیں پایا جاتا۔ سو بات یہ ہے کہ یہاں قول تو اس احتمال کی کوئی دلیل نہیں اور عطف بالاف میں کبھی ہر واحد بھی مقصود بالافادہ ہوتا ہے اور شاید سے بے فکری ہو نہیں سکتی۔ دوسرے

اگر اس کو تعمیر می کر دیا جائے کہ حتیٰ ذرہ سے کتبہ نہ کرے اور دوسرے اعلیٰ کا بھی
 ذکر کرے نہ کرے کہ دست تو ہمیں سے اور کیا کتبہ نہ کرے چنانچہ اصل یہ تو محض سنت
 مولانا نے اس کا پس صوبہ کو اصل ہے پس سب اہل ہندو اور ہندوئی صورتوں سے کیا
 اس چارہ یہ کہ اس میں سے ایک تو ہندو نہیں ہیں اس وقت تو ہم یقیناً
 برہمن ہیں و ایک میں سب سے برہمن ہندو اس میں شک ہے کہ ہم میں سے یہ ہیں
 کیونکہ اس کی تعمیر میں وہیں ایک تو یہ کہ تیرہ وہیں اس سے عظمت سے اور انکساف
 نہیں ہوتا اس سے تو ہم پہلے اس سے مطلق عظمت ہے تو تو اس میں ہم متدین

رضا و اطمینان میں فرق

رسول پر ہے کہ اس میں برہمن نہیں اور وہ دونوں ایک مگر قدسیت ذات
 ہے یعنی ایک تو مرتبہ اعلیٰ کتبہ و ایک مرتبہ کتبہ رضا تو امر عقلی ہے و اطمینان
 طبعی سے تو بعض دفعہ تو ایک فعل کہ مقتضایہ است مگر دلچسپی نہیں ہوتی ہے کہ وہ
 یا شہادت کے لئے سفر و عقد تو یہ ہے کہ اس کے ساتھ دلچسپی نہیں دیکھی یہ تو اسے
 کہ دلچسپی تو وقتی سے مگر مقررہ پسند ہوتا ہے و امید اس کہی رضا تو ایسا اطمینان
 نہیں ہوتا اور کبھی بالکل یکن و دو حالت ہوتی ہے کہ رضا و اطمینان دونوں ہوں تو کفار
 کو تو علیٰ العموم یہ بات ہے مگر اگر مسلمانوں کو بھی ہے

چنانچہ پسند کی تو کھلی دلیل یہ ہے کہ وہ دین میں تو امر تو جیسے مقدمات
 میں یہ شہادت لینے میں یا جیسے مقدمات لینے میں ان کا اثر تو ان کے پاس ہے
 گناہ سے مگر اس سے پسند نہ کرتی ہوں تو مذہب اس کی اصلاح کی سے ان کی حالت
 ہے تو کہ جاتا ہے کہ یہ یا مست کے معاملہ میں یا جیسا کہ اس میں عقد پسند ہوتا ہے
 تفریح دیتے ہیں اگر یہ عقیدہ ایسا نہیں ہے علیٰ یہ خیر کے باب میں مانتے ہیں کہ تہ سے
 تعلیم نامہ حال میں مستعمل کرنے سے وہ اس سے بے خبر نہیں ہے مگر کہتے ہیں کہ ایسا
 کریں تو ترقی نہیں کر کریں یہ سب رضا و اطمینان بلکہ اسے تو یہ وہاں ایسی ہوتی ہے کہ اہل

علم اور درویشوں میں بھی یہ مرض سے آزاد نہ تھا۔ چاہے وہ درویش کو ریہہ محتاج ہوں چاہے
میں بچتوں کو کہتے تھے یہ تو وہی درویش ہیں کہ اس رضا بد دنیا سے ان کا
مذہب یہ ہو گیا ہے کہ مردہ جنت میں حاسنہ یا دوزخ میں ہمارے چار بیٹے سیدھے ہو
جائیں اور یہی وہ حاکمیت ہے۔ جن کو دیکھ کر اہل دین علم دین سے نفور ہو گئے ہیں

علم دین کی بے قدری

حاصل علم دین کو ہم نے خود ذلیل کر دیا وہ تو یہی حیر ہے کہ اس کے سامنے سب
کی گردنیں جھک جاتی ہیں ۱۰ بار دہلی میں جب بادشاہ کے سامنے علمائے گئے میں تو ان کو دیکھ کر
بادشاہ خود لٹک گئے فہم سے کہ دوسری قوم کے لوگ تو عزت کریں بادشاہ کی یہ حالت
تھی کہ دیوانہ راست کے سامنے ان سے سراٹھا کر بھی نہیں دیکھی اور علماء کو دیکھ کر جھک کر
ان سب کی تعظیم کی۔ اب بتا دیتے کہ ان کے پاس کیا چیز تھی کونسا ملک تھا صرف یہ بات
تھی کہ یہ عالم ہیں، ان کے ہتھ ہیں، لیکن کرم و وحی ہے قدرتی کرامت تو اس میں کسی کا کیا
قصو، ان کی حالت تو گئی ہے پیروں کی کہل سے ان کی جی محنت بے قدری ہو گئی ہے۔
مجھے ایک گواہ و قیدی دیا کہ فصل پر جب کینوں کا نالچ نکالنے بٹھا تو گھر دوسرے
سب کو تھار کی دھوپی کو بھی خاک کر دیا کو بھی اور یہ بیٹھا منتار جب سارے کینوں کا نام سن
یہ کاتو کھنے لگا کہ اس سسے سے یہ کاجی تو نکال دو، مگر یہ پیر بھی ایسے ہوتے ہیں کہ واضح مسالہ
کے بعض لوگ قاضی صاحب شگلہ بن مراد علیہ کے مدد ہو گئے تھے۔ پھر خاندانی پیر صاحب کو
جب خبر ہوئی تو کہنے لگے کہ جتنی بات سے دیکھو میں بھی تمہیں مل کر اور پر ہنگام دوں گا، تو
ایسے پیر میں ہی میں نے ملی مذاہب کے علماء بھی ایسے ہونے لگے ہیں

ایک سب سے زلی وضع پرانی راشنی کے ایک مقام پر بدل کر آئے۔ انہوں نے چاہا کہ
ان کے دوسرے مل میں ایک میں صاحب کے پاس پہنچے تو وہ دوسری صورت
دیکھ کر گھر میں پھلے گئے۔ انہوں نے خادم کے ذریعے سے کہا کہ کچھ جاکم میں خدمت شخص ہوتا
آپ سے۔ منہ کو تیا ہوں۔ نام سن کر وہ رئیس صاحب باہر آئے اور معذرت کرنے کے کہنے لگے کہ

آپ کا عبادت گاہ میں یہ سمجھ کر کہ کوئی موقوف صاحب میں چند دینے کی غرض سے آئے ہیں یہ خیالات میں عوام کے علم کے متعلق مگر اس میں زیادہ قصور اس عوام کا نہیں بلکہ ایسے لوگوں کا ہے کہ ان ہی نے اپنے فعال سے عوام کے خیالات کو رعب کیا اگر علماء میں سے پرہیز کرتے تو عوام کو کبھی ایسی خرافات نہیں ہو سکتی یہ تو اہل ملوث غلطی تھی

ترغیب تعلیم دین

لیکن میں لوگوں نے یہ سوچ کر غم میں سے کیا ہے کہ وہ کبھی غلطی سے غلط نہیں کیونکہ علم دین کے ساتھ یہ کبھی تو ممکن ہے کہ وہ اپنی دوا و عہدتی جی سکھ میں جن سے یہ افعال نا لازم پیدا ہوں دوسرے ایک خاصہ فی رئیس ان کے عہد میں پڑے گا تو وہ وجہ اس کے کہ فطرۃ عالیٰ تو صلہ ہے کیونکہ یہی حرکات کرنے لگا و جو لوگ یہی حرکات کرتے ہیں وہ کہہ کر خاندان کے لوگ ہوتے ہیں پس جب یہ سے تو تعجب سے کہ ایسے لوگوں کو دیکھ کر پہنے بچوں کو تعلیم دینی نہ دو میں یہ نہیں کہتا کہ تعلیم حال میں ضرور ہو مگر یہ بھی تو دیکھو کہ علم دین ہر وقت کی ضرورت کی چیز ہے تو چاہیے تو یہ کہ فی علم دین پڑھاؤ اور اس کے بعد دوسرے علوم و درجہ دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ تو اس کی عیون ضرورتی ہوتی چاہیے اگر زیادہ وقت نہ ہو تو اردو کے ہی مسائل پڑھاؤ لیکن سبقاً سبقاً پڑھاؤ یہ نہیں کہ کتابی دینی اور کبہ دیا کہ دیکھو بلکہ ضرورت اس کی سے کہ پورا خطاب ہو و کسی دیندار آدمی کو رکھ کر سبقاً سبقاً پڑھاؤ مگر چوبیس گھنٹہ میں سے ایک گھنٹہ ہی دو بلکہ میں کہتا ہوں کہ فضول وقت میں سے جو کھیل کود میں ختم ہو جاتا ہے اس میں سے ایک گھنٹہ دو اور وقتاً فوقتاً سبقاً پڑھاؤ گا یہی پڑھنے کو انجام دیا اور نا کلامی پڑھاؤ و میل کرانے کی بھی کوشش کرنا۔ جیسے حساب میں مشق کرتے ہو اور اگر وہ نہیں کرتا تو سزا دیتے ہو اسی طرح ہر مسئلے میں التزام کرنا۔

اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ بچہ ساتھ کے ساتھ دیندار ہوتا چلا جائے گا۔ ہاں اس کے لئے ایک عالم کے ہلانے کی ضرورت ہوگی تو جب سینکڑوں روپیہ انگریزی میں صرف ہو جاتا ہے اگر

دس روپے اس میں صرف سوچائیں گے تو کیا ظلم ہو گا۔ ان مووی صاحب سے آپ پتہ سے جی رین کاہلے سکتے ہیں کہ اس سے خود بھی مسائل نکلیں

مرض رضا بال دنیا کا مضموم

اور اس موقع پر یہ کہنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس تہ میں جیسا پتہ تھا چہ کوئی سلسلہ ملے دیں گا تو پچاسے کہ یہاں سے بچے کچھ۔ پندرہ سو پندرہ میں دیکھو اگر دو ٹھکنے کی صحبت کسی مارکی دھانے تو خود ہی بچے اپنے درون میں اس کو ہست کی باتیں مضموم ہو جائیں گے مگر اس طرف دلوں کو تو نہ نہیں گریں گے کہ یہاں کوئی مووی نہیں ملتا میں کہتے ہوں کہ گریز کی ضرورت اور وہ اسے تو کیا کہتے ہو ہیں کہ اور اسے مقام سے بچ کو ملے تو چہ مووی کو وہ اسے مقام سے کیوں نہیں ملے یہاں اس کے منظر کیوں رہتے تو کہ مووی خود آئیں مگر دین کی بددیانتی ملت قلب میں مووی تو خود ہو گیا کو تلاش کرتے۔

خداوند یہ کہ رضا بال دنیا کی ان خبریوں سے بہت روک ٹوک غافل ہیں جتنی کہ مووی اور دریش جی دروہوں در دروہوں سے یہاں ہونا یہ زیادہ سے کیونکہ یہ دھوکا دے کو کہتے ہیں مگر یہ جانتے ہیں کہ وہ لوگ سستی ہی ہیں دنیا داروں میں جی دینداروں میں بھی۔

یہ تو صومالیہ مذبذبا تھا جسے دانتے میں:

والہما فوابہا

کہ دنیا میں جی بھی گیا اور دنیا کے دل میں بھی گھس گئی۔ اس کا زائد ذرا مشکل ہے دنیا سے تو اس گھبرا چاہیے مگر یہ مسلمان بندے کہ زائد کتنی بہتہ دنیا میں رہنے سے اس کا جی گھبرا ہے اور کب دست ہوئی ہے۔ اب اگر دشت ہوئی ہے تو آخرت میں جانے سے ہوئی ہے حالانکہ دنیا سے وہ تعلق ہونا چاہیے کہ جو مظہر نگر کی دانتے سے کہ مچو وہاں دانتے کام کرنے ہوتے ہیں مگر وہ جلاں آدیں پڑا رہا ہے۔ اس کا مطلب

بعض لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ موتی دنیا پہناتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ ہاں ہولوی یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں نہ سنے کا تعلق رکھو۔ دیکھو کیا نہ سنے میں کھاتے نہیں ہو یا کوٹھڑی کرائے پر نہیں بیٹے سب کچھ کرتے ہو، مگر وہ جی نہیں لگتے اور دنیا میں جی لگایا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی حقیقت کو نہیں سمجھا، جاننا بعینہ وہ حالت ہے جیسے پھر سڑنے کے کسی گرم کو دیکھ کر فہم کرنے لگے کہ میں یہیں رہوں گا باقی جن کو دنیا کی حقیقت سے واقفیت ہے ان کی یہ حالت ہے کہ کہتے ہیں نہ

ختم آں روز کو یں منزل ویرں بر دم

راحت جاں ظہر ۱۰ پنے خانں بر دم

نذر کر دم ۱۰ گردن سر ین غر روز سے

بر در یکہ ستاں ۱۰ عزل حوں بر دم

”وہ دن کیسہ ہو گا جب کہ میں اس دہلیزِ نزلِ الٰہی دلیا سے کوچ کر جانوں گا در میں اپنے محبوب کے پاس با کمرِ راحت جان کی خوشی کروں گا وصال محبوبِ حقیقی کے بعد نہ کی دوڑے گی میں نے منت مانی ہے کہ جس دن اس عمر کا خاتمہ ہو گا تو میں سے کہہ کے دروہ تک خوش و خرم و غزل پڑھتا جاؤں گا۔“

دیکھنے! منت مان رہے ہیں کہ اگر یہاں سے چھٹکارا ہو تو یوں کریں گے

دنیا کی محبت زائل کرنے کا طریقہ

یاں تو بہت طویل ست مگر میں وقت نہ موئے سے یک ترکیب تذکرہ نمودن کو مختلفہ کرت ہوں وروہ ایسی ترکیب سے کہ جس سے تم کو انشاء اللہ تعالیٰ محبت کی برکت حاصل ہوگی ورنہ جو دائرے سے باہر قدم نہ لگا جا رہا ہے یہ یک جانے گا اور وہ حالت ہو جائے گی جو طعون کے زمانہ میں ہوتی ہے کہ سب کچھ کرتے ہو، مگر کسی چیز سے دلچسپی نہیں ہوتی۔ تو وہ ترکیب یہ ہے کہ ایک وقت مقرر کر کے اس میں موت کو یاد کیا کرو۔

دُنیا پر مطمئن ہونا

الاطمینان بالذُّنیا

یہ دہ نظ ۴ رب ۱۳۶۶ء کو موضع حراہ ضلع میرٹھ
میں موجود لکھنے جا رہی رہا اور جسے حکیم محمد یوسف
صاحب بخاری نے قلم بند کیا

دنیا کے سب کاروبار کر، منکر دنیا پر مطمئن نہ ہو
 حاذق آخرت کو پیش نظر رکھو اور جو وقت کامر کاج
 سے بچے اس کو فضلوں باتوں میں ضائع نہ کرو
 یہ وقت بڑی قیمتی چیز ہے اس کی قدر کرو یہ
 اتنی قیمتی چیز ہے کہ جس وقت حرا ایں زح قبض
 کرنے کے لئے آئیں گے تو تم تھوڑے سے وقت
 کے لئے تمام سلطنت بھی دینے کے لئے تیار ہو
 جاؤ گے مگر ایک منٹ کی بھی بہت نہ سے گی

خطبة ماثوره

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خطبه ماثوره معموله - اما بعد : فاعوذ بالله من الشيطان
الرجيم - بسم الله الرحمن الرحيم - ان الذين لا يؤمنون
لقائنا ورضونا لحياة الدنيا واطمأؤن بها ولا يؤمنون
عن ياتنا غيبون ونبش ما وهبنا لذرر بما كانوا
يكتسبون -



حُب دنیا تمام امراض کی جڑ ہے

مرچہ کہ مارت اور فکھ امراض پائے جاتے ہیں لیکن نبی حدیث اصل تمام امراض کی عفت یک ہی چیز ہے۔ وہ کیا ہے؟ حُب دنیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں یوں ارشاد فرمایا ہے :-

حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ۔

(ترجمہ) کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

اس وجہ سے بچانے اس کے کہ اس وقت ہر مرض کو جب جدا مفصل بیان کیا جاتا ہے مناسب یہ ہے کہ ہر مرض کی اصل اور اس کے علاج کو بیان کر دیا جائے۔ کیونکہ قال توہم ایک مرض کو مفصل بیان کرنے کے لئے وقت میں گنجائش نہیں۔ دوسرے اصل کا علاج بیان کرنے میں یہ بھی نفع ہے کہ اصل کا علاج کلی معلوم ہو جائے تو قریب قریب سب امراض کا علاج ہو جائے گا کیونکہ اصل مرض بقیہ امراض کا سبب ہو کر رہتا ہے تو اس کے علاج سے سب کا علاج ہو جائے گا کیونکہ علاج کی حقیقت اصل میں سبب ہی کا الزام ہے۔

بنیادی مرض کا علاج پہلے کرنا چاہیے

مثلاً کسی کے جسم میں خون ضرورت سے نکل گیا، اور اس وجہ سے قلب اور دماغ میں ضعف، حلق ہو گیا، اور اس کے علاوہ اور امراض بھی پیدا ہو گئے۔ اس حالت میں ایک تو علاج یہ ہے کہ ہر مرض کا علاج جدا جدا کیا جائے جیسے مقوی دماغ اور مقوی قلب اہرہ استسقاء کتنے تاویل تاکہ دماغ میں ثبوت پیدا ہو اور قلب کا ضعف رفع ہو عرض ہر مرض کا علاج جدا کیا جائے ہی ہے کہ اس میں بہت سی وقت صرف ہوگا اور دقتیں پیش

میں گی۔

دوسرے طریقہ یہ ہے کہ تمام مرض کی اصل و جز کو تلاش کیا جائے کہ وہ کیا سبب سے جس کی وجہ سے یہ تمام مرضی۔ حق ہوئے ہیں۔ بنی ہر ہے کہ یہاں تمام مرضی کی اصل خون کا جسم سے نکل جانا ہے پس مناسب ہے کہ اس حالت میں ایسی دواہر کی جائیں جن سے خون میں ترقی ہو جب خون بڑھے گا تمام مرضی خود بخود زائل ہو جائیں گے۔ ایسے ہی یہاں بھی سمجھ لینے کہ اصل کا علاج کرنے سے جلد مرضی کا دفیہ ہو جائے گا خُب دنیہ چونکہ تمام خنطوں کی حُر سے۔ جب اس کا علاج ہو جائے گا تو سارے مرضی خود ہی دفع ہو جائیں گے ورنہ ایک کلی علاج سے۔

خُب دنیہ کس طرح بنیادی مرض ہے

بہت ایک سوال یہاں یہ ہو سکتا ہے کہ خُب دنیہ کو جو تمام مرض کی حُر بنیاد ہے سب تو اس کو دیگر مرض سے کیا علاقہ ہے جس کی وجہ سے اس کو جلد امراض کی اصل قرار دیا گیا ہے مثلاً ناز نہ پڑھے کو خُب دنیہ سے کیا علاقہ؟ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص میں خُب دنیہ ہو اور ناز بھی پڑھتا ہو یا ایک شخص میں خُب دنیہ ہو دروازہ کھلی رکھتا ہو۔ جی نہ در اعلاں کو دیکھے تو خُب دنیہ کو تمام خنطوں کی حُر قرار دیتے گا کیا مطلب ہے بظاہر تو کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا یا مثلاً کسی میں علقہ ہو در دنیا کی مُست نہ ہو

بات یہ ہے کہ اگر غور کیا جائے تو خُب دنیہ کو ہر مرض سے علاقہ ہے کیونکہ جب میں خُب دنیہ ہوگی۔ اس کو آخرت کا تمام ہی۔ ہو گا تو وہ شخص عاقل جس کو بھی نہ ہو گا نہ مرثیوں سے بچے گا ورنہ ہی برعکس جب آخرت کی فکر ہوتی ہے تو حرم خدا میں ہوتے مثلاً حور و جہنم کب سے ہیں۔ وہ شخص جس وجہ سے کہ آخرت کی فکر نہیں کرتا آخرت کے واقعات لوگوں کے پیش نظر ہوں تو جہنم کبھی خدا در نہ ہوں مگر خُب دنیہ کے سبب مختلف ہیں۔ جیسے فکر آخرت کے مراتب مختلف ہیں۔ پس حُر درجات میں تضاد ہے۔ وہ جمع نہیں ہو سکتے در حُر میں تضاد نہیں۔ وہ جمع ہو سکتے ہیں در ہی راستہ۔ اس کا کہ ایک حدیث

میں تو فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لابری نری حسین میری وهو موسم ولا یسری لبارق
حسین یسری وهو موسم^۵

زندہ شخص اس حال میں کہ وہ سوچ رہا ہے، نا نہیں کرتا، درجہ حال میں کہ جو سب سے پوری نہیں کرتا۔

اور دوسری حدیث میں ہے کہ فریادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

من قال لا اله الا الله حص الحصة وب روي و ن سرق
 حص نے ر ا لہ کہہ جنت میں داخل ہو۔ مگر چہ اس نے نہ کیا
 اور چوری کی۔

مراتب ایمانی مختلف ہیں

بات بہت کہ مرتبہ یانی مختلف میں۔ ایک مرتبہ ہتمام حرمت کا ایمان کا درجہ
نفس تصدیق ہے کہ اس سے کہ پرکتفا تر نہیں یہ درجہ فکر آخرت و ایمان کا نہ دوسرے
و دیگر معاصی کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے در ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی حبیب نے
مرض کو کھنکھ کر دیا در تلمہ مور اس کے متعلق بتا دیتے در طبیب کو مقصود ہے کہ اس
مرض کو جس سے کامل شفا ہو جائے گے مگر بعض نے پورے شد کا سناہنہ ایک بلکہ
آج سے شد کا منتظر کیا ہی ہر ہے کہ آج سے خود سے دنی در جہ کا نفع ہو گا و پورے سے
پور نفع ہو گا اسی طرح نفس تصدیق مذاب دینی جہم سے بچنے کا باعث ہو سکتی ہے مگر
پوری حجت کا سبب نہیں ہو سکتی در اس درجہ کے ساتھ صی جمع ہو سکتے ہیں در دوم
در جہ ایمان کا وہ تصدیق ہے جس پر اثر کامل مرتب ہو و یہی تصدیق کامل ہے یہ مرتبہ
ایمان کا معاصی کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا جس شخص کو یہ مرتبہ حاصل ہو تو اس سے نہ در
سہ درجہ سزا دہی نہیں ہو گا۔

مختلف خدمتوں و درسوں کو سچ سمجھنے کے مراتب مختلف ہیں۔ کامل سچ سمجھنا وہ ہے

جس پر نہ عمل کرتے ہوئے معافی سے تمام پچھتائیں اور دوسرے ماقص تصدیق کئے
 کہ کچھ معافی چھوٹ جائیں پھر باقی چیزیں اور دوسرے درجہ یعنی کی مثال آئے سب کو کی سے
 کہ آئے تھے تو اسے آج تک وہ اس طرح سے درجہ پائے ہوئے ہوگا اور اولیٰ مرتبہ
 کی جہم سے بجات پڑ جائے پوری بجات دی بجات اور اس کو حاصل نہ ہوگی اور
 پہلے درجہ یعنی کی مثال پورے نسخہ کی سی ہے جیسے پورے نسخہ سے پڑا نسخہ ہوتا ہے کی
 طرح پورے نسخہ سے پورے نسخہ ہوگا اور اولیٰ مرتبہ جہم سے بجات پائے گئے اور اعلا
 کا بھی مستحق ہوگا۔

یا مثلاً دو شخص ہوں کہ ہر ایک ان میں سے سلکویا کو مہلک سمجھتے ہیں مگر ایک
 نے باوجود مہلک سمجھنے کے اس کو کھایا اور مہلک ہو گیا اور دوسرے نے نہیں کھیا اور
 اسے کھانے کے اس کو مہلک تو سمجھتا مگر نہ کھاتا تھا اس کا مہلک سمجھنے کا عمل میں کیونکہ مہلک
 پانے کا اثر مرتب نہیں تو اور دوسرے کا مہلک سمجھنے کا عمل اس پر کاپتے کیونکہ اس پر
 اثر مرتب ہوا۔

ایک شخص کو کسی سے جہاں کی تیراج نہ لگی۔ اس نے اس سے کہ اس کو اس کے
 سے کاپتے ہی اہتمام نہ کیا۔ نہ کام نہ دیتی کہ دیکھ ہی پڑا معلوم ہوا کہ اس نے حاکم کے
 سے نہ کو کامل طور پر سچی نہیں سمجھ سکی تھی۔ مگر اس کو تصدیق قابل ہوتی تو اس پر اثر
 مرتب ہوا۔

اسی طرح ایمان سچا اور کامل وہی ہے جس پر اثر مرتب ہو۔ ہر قدم پر اثر ہو جس
 شخص پر یہ بات ہو کہ کسی نافرمانی نہ کرے اور ایسا شخص اس کی کوتاہیوں کا بھی تذکرہ
 کرے گا اور آئندہ معافی سے محذب رہے گا اسی طرح نہ مختلف میں

مراتبِ حُب دنیا مختلف ہیں

حُب دنیا کے بھی مراتب مختلف ہیں کسی میں کسے کسی میں زیادہ کھ میں زیادہ
 سے کم ہیں مگر میں عورت و عورتی نے ہے تمام اس کی کوتاہیوں کا بھی تذکرہ

وقت بڑا بیش قیمت ہے

صاحبزادہ وقت مٹتی قیمت یہ ہے اس کی قدر وقت اسی قیمت پر ہے
 کہ جس وقت دیکھیں اس وقت کے نقص مدح کے لیے وقت کو اس سے وقت کے یہ تا اس وقت
 ہی دیکھتے ہیں کہ اس وقت کے نقص مدح کے لیے وقت کو اس سے وقت کے یہ تا اس وقت
 اوجاء جہدہ لایست حروف ساعده ولا یستقدفون
 جس کا وہ وقت نہ تھا تو کما ساعت نہ بھیجے ہٹ سکتے ہیں
 نہ گئے مرنا سکتے ہیں

اس کتاب کا مقصد ہے کہ خلق میں مروتی و عیب ان سے روکیں۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ
 سے۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ خلق میں مروتی و عیب ان سے روکیں۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ
 ہیں اس لیے کہ اس کتاب کا مقصد ہے کہ خلق میں مروتی و عیب ان سے روکیں۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ
 علیٰ فہم ان سے روکیں۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ خلق میں مروتی و عیب ان سے روکیں۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ
 کے اس دور کے یہ ہے کہ اس کتاب کا مقصد ہے کہ خلق میں مروتی و عیب ان سے روکیں۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ
 مروتی و عیب ان سے روکیں۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ خلق میں مروتی و عیب ان سے روکیں۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ
 کہ اس دور کے یہ ہے کہ اس کتاب کا مقصد ہے کہ خلق میں مروتی و عیب ان سے روکیں۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ
 رستہ ہیں ہمیں یہ عیب ہیں کہ اس کتاب کا مقصد ہے کہ خلق میں مروتی و عیب ان سے روکیں۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ
 ہے۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ خلق میں مروتی و عیب ان سے روکیں۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ
 کتاب کا مقصد ہے کہ خلق میں مروتی و عیب ان سے روکیں۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ

اور اس کتاب کا مقصد ہے کہ خلق میں مروتی و عیب ان سے روکیں۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ
 چودہ ہیں اس کتاب کا مقصد ہے کہ خلق میں مروتی و عیب ان سے روکیں۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ
 غیبیہ دریا ہیں اس کتاب کا مقصد ہے کہ خلق میں مروتی و عیب ان سے روکیں۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ
 ہیں جب کوئی کام نہیں ہوتا تو مجاہدوں میں ہٹ کر معاصی میں وقت نہ لگاتے ہیں یہ نسبت
 کاہنوں میں اس کتاب کا مقصد ہے کہ خلق میں مروتی و عیب ان سے روکیں۔ اس کتاب کا مقصد ہے کہ

لیے جس کی تکلیف یہ کہ مکتوبی ہے۔ یہ بھی ہو جائے گا کہ اس کا حق سمجھ جائے
 جس میں وہ لکھتا ہے کہ میں جس سے یہ تو جانتا ہوں کہ یہ ہے کہ اس کا حق سمجھ
 کیا ہے کہ وہ مکتوبی ہے۔ یہ تو جانتا ہوں کہ یہ ہے کہ اس کا حق سمجھ
 ہو جائے گا۔

یہ کہ غلبہ نہیں کہ مکتوبی ہے۔ یہ تو جانتا ہوں کہ یہ ہے کہ اس کا حق سمجھ
 لوگوں میں بیٹھ کر دینے کے لیے ہے۔ یہ تو جانتا ہوں کہ یہ ہے کہ اس کا حق سمجھ
 دین کے لیے ہے۔ یہ تو جانتا ہوں کہ یہ ہے کہ اس کا حق سمجھ
 تو ہوں گے کہ سمجھتے ہو کہ یہ تو جانتا ہوں کہ یہ ہے کہ اس کا حق سمجھ
 کا کہ جس میں ہے۔ یہ تو جانتا ہوں کہ یہ ہے کہ اس کا حق سمجھ
 اٹھائی گئے وہ ہیں کہ یہ تو جانتا ہوں کہ یہ ہے کہ اس کا حق سمجھ
 دکھانے کے لیے ہے۔ یہ تو جانتا ہوں کہ یہ ہے کہ اس کا حق سمجھ
 اور اس کی تین صورتیں ہیں۔ یہ تو جانتا ہوں کہ یہ ہے کہ اس کا حق سمجھ
 بس وہاں میں ہے کہ اس کا حق سمجھ۔ یہ تو جانتا ہوں کہ یہ ہے کہ اس کا حق سمجھ
 وہ کہہ دے۔ یہ تو جانتا ہوں کہ یہ ہے کہ اس کا حق سمجھ۔

خوب سمجھو کہ جو شخص میری کتابت اور یہاں سے لکھتا ہے کہ میں
 دیتا ہے، جو نوٹس کے ملک میں ہیں ان کے لیے ہے کہ وہ لکھتا ہے کہ میں
 سے ہو گا کیونکہ یہ بھی غلطی ہے۔

مسلمان کا یہ فعل عبادت ہے!

مسلمان کا تو یہ فعل ہے کہ وہ اس کے ہر عمل میں عبادت ہے کہ وہ اس کا
 کا کام نظر آتا ہے۔ اس کا یہ عمل نہیں کہ اس کے لیے ہے کہ وہ اس کے
 ایک ہی بات کیوں نہ ہو اس سے بچو
 میں کہتا ہوں کہ اگر تم حلقی کے برکات دیکھنا چاہو تو یہی کرو کہ اس کے

یہ اپنے کاموں کا انتظام کر کے تنہا ہی اختیار کر لو۔ دیکھو تو کیا ہوتا ہے اس سے تم
حنید بعد دی تو نہ ہو گئے مگر التاء اللہ جس سے پیدا ہو جاوے گی اس قدر جس سے
کا کر پھر تسانی ہو جائے گی۔ پھر خلوت کے بعد سمجھو گے کہ جن نہ فائت میں جہکتے، فصول
ہمارے دل کا اس کردار ہے۔ پھر ذرا اس بھی خلاف بات ہونے پر یہ کیفیت ہوگی ہے

برس سالک ہذا غم بود

گھر باغ دل خلائے کہ بود

جس کے صحیح ہو جائے برس کا تجربہ کر بیٹے گا اس وقت تو ہمارے حق میں ہی
صحیح نہیں رہے جس کے صحیح ہونے پر یہ حالت ہوگی۔ اگر ایک منٹ کے لیے بھی باہر
آجا دیں اور ایک بات فصول منہ سے نکل جاوے تو سارا کیا ہو رہا ہو گا۔ ہائی
معاہدہ کا تو کیا پوچھنا ہے۔

اب ہماری جس کی ایسی مثال ہو رہی ہے جیسے سانپ کے کاٹے ہوئے ورنہ
تیسرے مٹھیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس طرح ہم کو معاصی جو نہ ہر قاتل ہیں مزید معلوم ہوتے ہیں
اور اس کا علاج کر دو اور علاج کے لیے کسی تجربہ کار طبیب کو تلاش کرو۔ اور جب تک طبیب
نہ آئے ایک بڑا علاج یہی ہے کہ جو عرض کیا گیا کہ سوچنا شروع کر دو۔ غریب کے تمام امور کو سوچنا
میں رکتہ میں جاؤں گا وہاں سولت ہوں گے اگر ٹھیک جواب دے دیا تو راحت ہوگی۔
وہ اگر جواب ٹھیک نہ دیا تو عذاب ہوگا۔ پھر اس کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا جیسا کہ
قیامت کی سختیوں کو بھی سوچے کہ خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا کیا جاؤں گا۔ اس کے بعد ملنے
پر پھرنا ہوگا۔ پھر جنت میں کی یاد دہانی میں ڈالا جاؤں گا۔ دوسرے میں کوئی پرستان نہ
ہوگا غرض سارے امور کو سوچا کرے۔

ایک قابل عمل بات

اور اس کے ساتھ ہی کسی بزرگ سے تعلق پیدا کر لو۔ اگر ممکن ہو سکے تو اس کی
صحبت میں رہو۔ اگر اس کے حقوق صحبت دانہ کر سکو تو اس سے خط و کتابت کر کے اپنے اعمال

متاع الدنیا

دنیاوی ساز و سامان



دنیوی مومن در قیام گاہ نہ سمجھنے کے متعلق نہ وعظہ شعلانی
سلسلہ کی رست کو تھم نہ بھیجوان ہیں مگر علی بابا کی رست کی تلاش پر
کلڈے ہو کر بیان فرماید جہاں حضرت تھانویؒ کی بردار دی تھی فوت
ہو گئی تھی در قریب آباد اور دکھا جمع تھا۔ یہ دور سعید حمد صاحب
تھانویؒ کے قلمبند فرماید۔

دینا کی محبت ایک ہلکے مرض ہے جس
کا علاج موت کی یاد ہے

— اور —

— موت کے تو حش ہے بچنے کا علاج
خدا کی رحمت کو یاد کرنا ہے۔

خطبة بالثورة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله حمداً عظيماً واستعينه واستغفره وتوكل
 به وتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا و
 من سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن
 يضله فلا هادي له ونشهد أن لا إله إلا الله وحده
 لا شريك له ونشهد أن سيدنا و مولانا محمد عبده
 ورسوله صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وبارك
 وسلم . أما بعد فقد قرأنا تبارك وتعالى .

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذْ قِيلَ لَكُمْ اتَّقُوا اللَّهَ
 سُبُّنَ اللَّهِ إِنَّا قُلْنَا إِلَى الْأَرْضِ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ
 الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ
 إِلَّا قَلِيلٌ !

کے۔ جسے نون کا کوئی قسم میں ہوتا ہے۔ اس کا دین ہے ہی دین ہے۔ اور کم و بیش مرد
میں اس میں منہ نہیں کر سکتے۔ موت پارس میں رہے۔ اگر آخرت یاد ہو تو دنیا کی کوئی تکلیف
نہیں ہے۔ دربار تکلیف سے روادہ میں نہ سکتے تھے۔ اور یہ دلچسپی ملتا ہے کہ اگر کسی
نہیں جو کہ نفس کی ترغیب و نصیحت ہوتی ہے۔ مثلاً اس شخص کا رتی پیر کہ مر جائے تب بھی اس کو
پیرساں۔ ہوں

اس کی اس میں سے کہ سدا تر نونی سدا میں ہو در اس کا رتی نگم سو جائے و در
کو یہ معلوم ہو جائے۔ میرے وہاں بدگم سے کہاں میرا ہے۔ وہاں میں بھی حارہ میں ہو گیا
وہ اس کے پیش کا تر میں آئے۔ اس میں یہ کہ یہاں سو جائے گا اور مجھے تاکہ بولتی ہوں میں نہیں
ہی اس سے تار میں ہوں گا۔ ہر ہم آیت و یاد میں کہیں یاد اور کہے جاتے ہیں۔ یہ اتنا بڑا قصہ
ہے۔ مثلاً میرے ہاں حدیث کا مروت، شمس ہی ہوتی ہے۔ وہ یہی راحت کی علامت
ہو گیا۔ جسے کہہ چکا ہے۔ ہم بھی وہی ہیں۔ نہ درمل ہیں۔ کہ حد نفاذ سے نیچے ہی ہوتا ہے اس
ت سے دور سے جب میں صاف دیکھتا ہوں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یعنی تاجیگر وہ حد کے پاس ہی درم میں حد سے پاس جس سے درم سے
سب دین جمع ہو جائے۔ اس کو صوفی کہتے ہیں۔ جو تہذیب کو لگو سمجھتے ہیں۔
نہ وہ مار دھڑکتی ہے۔ نہ وہ حد کے سے کہ جائیداد و عیش و انصاف۔ یہ کہ وہ
نہ وہاں سے کھا جائے۔ یہ کہ کہاں سے کھا جائے۔ مثلاً سب میں موت تو اس سے کچھ نہیں ہوتا
وہ دادے سے کا اس نام بھی اس کے ہوتا ہے۔ وہاں تو ہانگہ سمجھتے ہیں

دنیا دار کو موت کا خوف

یس بڑی عبادتی عملی ساری۔ بابت ہوتا ہے۔ نہ دنیا دار اپنا کچھ سمجھتا ہے
اسی سبب اس سے حد ہوتی ہے۔ نہ کہ ہوتا ہے۔ درم و عجب آدمی سب میں جاتا ہے۔ نو
قصہ ہوتی ہے کہ موت جاتا ہے۔ تو تہذیب بڑھتی جاتی ہے۔ وہاں یہ حالت ہے کہ تو

عمر موت اور ایک ترسرت کو گھمٹے کا یہ ہونا چاہئے تھا کہ کسی سے مدت اور حج۔ موتا گھر
معدول اور ایک مدت میں لڑی مٹھی ہو جائے۔

دیکھو! میں مسطوروں میں مانی زندگی ہے مگر۔ نہیں ہونا کہ یہ سفر کے میں
تو جیو کر کسی سے بچنے لگیں کہ وہ جانے میں کہ میں سے سفر کھوٹا ہو گا مگر اس طرح سے دنیا
کے قصوں قصوں میں بھی کسی سے سوچا ہے کہ میں میں بچنے سے آخرت کا سفر کھوٹا ہو گا اس
سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرت کو گھمٹے میں سمجھتے ہیں اگر آخرت کو اپنا گھر سمجھتے تو دنیا کے سارے
سارے روتے پرتے ہیں۔ چہ تو گھر میں نہیں سچ بد کہ پورا ملک میں کوئی بھی میں میں
نہیہ کہو کہ میں سے یہ تو عالمی میں جیتے اور سامانی جو حالت ہے کہ اگر میں سے پاس میں
میں تو ہم برا رہتے ہیں۔ میں سے معلوم ہو کہ ہم دنیا کو اپنا گھر سمجھتے ہیں۔ وہ مدت سے دلائل
میں سے کہ ہم سے یہ تو ایسا گھر نہ تھا کہ یہی بڑی ضرورت ہے اور اسی سے آخرت کے کاموں
میں سستی در قابل یہ امتوں سے

یہ تو ہماری حالتیں ہیں میں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم سے آخرت کو اپنا گھر نہیں سمجھتے۔
بے شمار کرامتوں کو دیکھنے کہ انہوں نے کیسی کیسی معجزاتی نشانیں دکھائی ہیں کہ کبھی نہ نہیں ہو
ورنہ سختیوں سے خوش ہونا ترسنا۔ اس سب سے بڑی سختی ہے موت وہ میں سے مشتاق
ہونے سے کہ کوئی سادقت ہو گا کہ ہم میں سے چھوڑیں گے۔ وہ تو اس کا تے ہیں تھا لیکن
لاچار رہی تو جیسے زخمی بردستی سے کوئی کام کرتا ہے۔ پس وہ محض آخرت کو اپنا گھر سمجھتے
ہے ورنہ میں سے کہہ سکتے تھے

دنیا سے کتنا تعلق رکھنا چاہئے!

میں تو کہتا ہوں کہ دنیا کو اپنا گھر نہ سمجھو اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں کام
دینے کے کام سے کام نہ لےو۔ بلکہ یہ نہ ہو کہ اس میں بالکل کھپ جاؤ جیسے ہم تو
میں سے کہ گویا خدا تعالیٰ سے کوئی واسطہ نہ ہو کہ ہم کو ہمیں مثلاً جب کپڑے کر
پنڈ کرے بیٹھیں گے تو معلوم ہو گا کہ گویا ان کا بھی امان ہے۔ جب یہ دیکھیں گے بیٹھے ٹھک گئے

فواں طرے کر لیں دیوانی لیاں لگاؤ۔ سرور و کرامت سے پیش میں رہیں۔
یہ کہتا ہوں کہ اس میں دل نہ لگاؤ گا۔ نہ ہو تجلی نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔
نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے والے تمام امور میں
روکروں۔ نہ لگاؤ۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔
نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔
جب اس میں قوت نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔
کی یہ حالت نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔
کام میں نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔
ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔
تھا۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔

علم میں خودی کہ علم غم میں مست

ہم غمنا فرود تر از اس مست

نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔

تجربہ میں ہر روز مست

واقعہ میں ہر روز مست۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔
میں ہر روز مست۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔
دیکھو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔
گرتا اور نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔
رہے گا۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔

اس میں ہر روز مست۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔
میں یہ دیکھو کہ اس میں ہر روز مست۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔
پولیس کے سپاہی ہر روز مست۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔ نہ ہو۔

دن اُن لوگوں میں جو دنیا کو پا گھر سمجھتے ہیں ورنہ میں خود دنیا کو پنا گھر میں سمجھنے۔
اسی کو خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔

أَرْضٌ مُمَرَّجَةٌ لِّخَوْنِ الدِّنِّ مِنَ الْآخِرَةِ صَاعُ
الْجُبُوهِ لَدُنِّي فِي الْآخِرَةِ لَا فُسْرُهُ

اس تقریر سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ ساری چیزوں کی جزو دنیا کی محبت ہے۔
اس کو دس سے نکالنا چاہئے

دنیا کی محبت کم کرنے کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ آخرت کو کثرت سے یاد کیا جائے اس سے دل کی محبت
دل سے نکل جائے گی اور آخرت کی محبت اور آخرت کے عذاب سے خوفیوں
پیدا کرو کہ جتنی ترسو پیڑ کہ ہم کہہ رہے ہیں خدا کے سامنے جہاں ہے پھر ایک دن ہمارے
حساب ہو گا اگر اچھا حال ہے تو بڑی بڑی نعمتیں ہیں کی ورنہ سخت عذاب ہوں
گئے۔ اور جس سے کہہ کر کہ سے جس اتور دنیا کو چھوڑنے والا ہے قبر میں کچھ سے سوس
ہو گا۔ اگر اچھے جواب دے گا تو بدالاء کا جہنم ہے ورنہ خدا کی تکلیف ہے پھر
تجھے قیامت کو اٹھنا ہے اور اس روز نامہ نامہ اعمال اسے عطا میں گئے۔ تجھے قیامت
سے گذرنا ہو گا۔ پھر اٹھے یا جنت ہے اور یا دوزخ سے اس کو روزانہ سوچا کرو۔
اس سے آخرت کے ساتھ غفلت ہو گا اور دنیا سے دل مڑ ہو جائے گا

اور موت کے مراقبے سے ممکن ہے کہ کسی کو یہ بھیجی ہو کہ اس سے تو وحشت
ہو گی اور جی گھبراوے گا اس کا علاج یہ ہے کہ جب وحشت ہوئے گئے تو خدا تعالیٰ
کی رحمت کو یاد کیا کرو اور سوچا کرو کہ اس کو اپنے بندوں سے اتنی محبت ہے کہ وہ
لو بھی اپنے بچے سے اتنی محبت نہیں ہے تو اس کے پاس جانے سے وحشت کی
کون وحشت ہو گی
اور اس وقت کے بعد پھر کبھی دنیا کی طرف دس راغب ہو اور گناہ کر ہی

الفانی



دینا کی سے شہادت کے معنی یہ وہ خط ہو جو خدا کی نافرمانی سے بچنے کے
کو تھوڑے عرصے میں میں کسی کہہ عجل سے حب کے سکاں پہنچا اس عید جہاں
کی وفات پر حریت کے لئے جمع شدہ حضرات سے دور دسوا جو دیکھنے
میں حتم مورا در ایسے مولا، خدا کے صاحب سلاں سے نکلنے فرمایا

کرو۔ تربیت سے عقل کی صحیح رہایت کی اور طبیعت کی بحالی۔

فنائے دنیا سے غفلت

اسی طرح یہاں جب یہ مسئلہ کا ذکر ہے اس میں غفلت کا مفہوم ہے کہ فائے دنیا سے کبھی غفلت نہ ہو کہ جب واقعہ میں اُس کو بقاء نہیں اور ماضی اس کے ساتھ لگا ہوا ہے تو اس سے غفلت بڑھ جاتی ہے۔

دیکھو اگر مدت ۵ یا ۶ بجی ہے یہ دفعہ اگر دس ہے اور اس کو معلوم ہے کہ یہ میرے لئے اور اس کے لئے جو چند روز کے بعد سے یہ ماضی ہو گا۔ اس کو لازم ہے کہ اس کی اہمیت سمجھے۔ اس میں جو کچھ حیران کن ہو گا وہی ایک بھیجے کہ اُس میں انکا نہ صرف کثرت لگے تو قیاساً سب اس کو اہمیت مانتے ہوں گے۔

اسی طرح فائے دنیا سے غفلت عقل کے نزدیک غفلت علمی ہے کہ طبیعت غفلت کو تھناتی ہے کہ چونکہ فائے دنیا کو مارا دیکھتے دیکھتے ماضی کی روحانی ہے اور جس چیز کی ماضیات سے جو ماضی سے طبیعت کو غفلت ہو جاتی ہے تربیت نے یہاں بھی وہی کو غفلت کر دیا اور وہی کی رعایت وائی غفلت کا تو مضائقہ نہیں مگر نہ اتنی غفلت کہ احکام عقلیہ بالکل برباد ہو جائیں۔

اگر تھوڑی سی غفلت ہو نہ ہو تو انسان مفلح ہو جائے جس کے سامنے وہی موت ہی کھڑی ہو وہ کوئی کام اچھی طرح نہیں کر سکتا اگر اس کے لئے ایک حد یہ جس کے آگے طبیعت کے احکام ختم ہو جاتے ہیں اور وہ حد یہی ہے کہ اتنی غفلت کا تو مضائقہ نہیں جس کی انتظام معائنہ میں ضرورت ہے۔ مگر اتنی نہ ہو جس سے احکام عقلیہ بالکل برباد ہو جائیں کہ دنیا سے ایسی دلچسپی ہو کہ گواہیت نہیں رہتا ہے۔ جو شخص دنیا سے ایسی دلچسپی کرے اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی مسافر سڑک کے کنارے لگا ہے اور ایک رات کے قیام کے لئے وہاں نہ صرف رات بھر کے لئے اور باغ وغیرہ لگانے لگے۔ یقیناً سب اُس کو یہی توقع نہیں لگے کہ صرف رات بھر کا قیام اور اس کے لئے اس

مرد کامل کی ضرورت

محبت میں ہی دنیا بہتر ہے، تم جانتے ہو یہ ایک بارکدہ ہے
 کی تم کو نہ ہرگز مر جو ہے، مگر نہ میں کبھی وہ زنی فوت ہے۔ وہ ہے اور بعض
 اپنی اپنی طرف تو مجھ سے متوجہ ہے، میں خود بخود روکتے ہیں

یار باید راه را تنها مرد

میں نے قلاؤز اندریس محرامرو

میرا دل ہے توں سے جدا، میری زبان ہے توں سے جدا۔

وہاں پہنچ کر دیکھا کہ وہاں ایک بڑا سا گھر تھا جس کے دروازے پر ایک لکڑی کی تختی تھی جس پر لکھا تھا کہ "ہیروئن"۔

وہ جو ان کے ساتھ رہتا ہے، اس کے لئے یہ ایک نیا عالم ہے۔

ہرگز نہ! نادار ہیں ماضی مابعد

Figure 1

... ..

میرزا محمد علی قزوینی

مجلس شورای ملی

...میں نے اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا۔

...میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔

یہ کتاب کسی چیز نے ہمارا کام

1997

آفتاب طریقت فی دنیا باہمی

وقت میرا ہے حسرت کی نذر نہ

16. *Chrysomelidae* - *Chrysomelidae*

اس کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے

— *Journal of the American Medical Association*, 1997

بعد کچھ بھی دیر نہ گئے کی حد تک قدمی میں یا غلط جہنم دار رہے
 مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ سِرًّا لَقِيَ النَّبِيَّ رَأً
 وَمَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ رَأً لَقِيَ النَّبِيَّ رَأً
 کہ جو شخص میری طرف ایک مہلت بڑھتا ہے میں اس کی طرف دو
 ہانت ملتا ہوں اور جو میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے میں اس کی
 طرف دو ہاتھ بڑھتا ہوں اور جو میری طرف چار ہاتھ بڑھتا ہے میں اس
 کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

پھر کیا وجہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی طرف بڑھے گا اور وہ ہی نہیں کرتے

خدا سے نہ مانگنے کا نتیجہ

ایک حدیث میں آیا ہے مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ سِرًّا لَقِيَ النَّبِيَّ رَأً
 اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عہد کرتے ہیں اور اسے تقویٰ کی توجہ حاصل
 ہے کہ ان سے اگر برابر مانگے رہنا ملک امانت میں اور حلالیت مانتا ہو اس
 سے خوش رہتا ہے اور عقیقے کے طور پر ہمارے میں اللہ تعالیٰ عہد کرتے ہیں کہ
 کبھی کچھ نہیں مانگنا مگر اللہ تعالیٰ ایسے میں کہ ان سے نہ مانگے اس سے خفا ہوتے
 ہیں یہ جان تک ارسا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنا یہاں تک کہ جو آپ کا سر ٹوٹ جائے
 تو وہ بھی مانگنا ملک نہ رہے وہ میں ہی سے مانگنا یہ اس لئے دیا گیا کہ لوگوں کے دلوں
 سے یہ نیک نکل جائے کہ اللہ تعالیٰ سے چھوٹی چیزیں مانگیں اور اس سے سب سے
 معلوم ہوتا ہے مگر اس میں غش کا گمبہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ عہد کرتے ہیں کہ
 دیا جائے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنا یہاں تک کہ جو آپ کا سر ٹوٹ جائے
 اور جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنا یہاں تک کہ جو آپ کا سر ٹوٹ جائے
 سلطنت جنت اعلیٰ اور اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنا یہاں تک کہ جو آپ کا سر ٹوٹ جائے
 کوئی خدا ہے اگر میں تو اس سے بول نہیں مانگتا۔ وہ مغفرت و رحمت کے لئے

اضحیٰ رہیں کرتے۔ وردیہ کی جس بات کو جانتے ہیں اُن کے لئے تو کوشش کرتے ہیں۔
پس حاصل یہ ہے کہ روٹیاں کھانا تو تمہارا جو دردِ دل کی تو کوشش میں جاہل
کہ تمہارے چاہ اور قسمت میں ہو تو دیدہ رسی جائیں گے۔ یہ سب محض سب کا مابین
میں تعالے کے چاہنے سے ہی ہوگی۔ مگر جس طرح دنیا کے اسباب تمہارے لئے ہیں کہ کس شے
کے لئے جہاز دیئے گئے ہیں کہ انہی میں کوئی بھی تبدیلی کو ترک نہیں کرتا۔ اس کا تو یہ حال ہو کہ
میں نے مطلب میں تو تمہیں سوشلزم اور اشتراکیت کو مطلب ہی میں سمجھتے ہیں کہ وقتِ دل
میں نہیں جیسی تو یہ جاننے میں اس کی شکایت ہے۔

موت لوگوں کو یاد نہیں

موت تو لوگوں میں یہ حد تک سمجھا جاتا ہے کہ وہ جس وقت فوت ہو جائے
وہ مٹی یا لکڑی کے ٹکڑے بن جاتا ہے۔ اس بات پر یہ تصور ہوتا ہے کہ وہ لوگوں میں اس کا
کہہ ہیں۔ ایک دن میں اس کے لئے ۱۰ سالہ بچوں میں سے لے کر لڑکیاں جہاں سانس
رہا ہے تب تک بھی ہم کو اپنی موت یاد نہیں آتی۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ سب لوگوں کو اپنی
موت یاد نہیں آتی۔ یہی کی دلیل یہ ہے کہ میں جہاں کے ہر آدمی کو دیکھ کر کہتا ہوں کہ
میں قبرستان میں جا کر بھی تمہارا نام کے نقشے درج کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں
اپنی موت اس وقت یاد ہو تو نشان سب پر گزری صواب جانتے

جیسے ایک بڑھیا کی حکایت ہے کہ اس کی بیٹی جانتی تھی۔ یہ محبت میں دعا کرتی تھی
کہ وہ اللہ کی رحمت سے مر جائے۔ اور اس کی جگہ میں مر جاؤں۔ ایک دن اتفاق سے وہ
گائے نے دھڑکی مسمار ڈال دیا۔ درمیانک باغیچہ میں بیٹھیں گئے وہ اسی صورت سے ترجیا
کے گھر میں آگئیں۔ یہ دیکھ کر ڈرگئی وہ یہ سمجھی کہ جس موت کی میں تمنا کرتی تھی وہ صاف آگئی

حضرت عبداللہ بن مسعود نے ایک شخص کو پوچھا کہ ہوشیاری سے مرنا۔ کیا وہ یاد میں
تو سے مر کر کلام کر دے گا تو ایسی جگہ بھی مستجاب ہے جہاں دعا جانیئے تھا۔ ۱۰

بس یہ عزت کیل فرشتہ ہے جو میری روح نکالنے آیا ہے تو وہ گھر کر کہنے لگی۔ اے موت ہمیشہ
نہیں چوں۔ مہنتی تو وہ یلنگ پر پڑی ہے۔ میں تو غیب بڑھیا ہوں۔

گفت اے موت من نہ ہستیم

پیرزال غریب محسنیم

اے خدا ہماری موت کو یاد رکھتے تو ہوش اٹھاتے۔ در اس کی علامات ظاہر
ہوتیں مگر ہمارے در اس کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی۔ اور اگر یہی موت یاد آتی تو پھر
دوسرے مردہ کی اتنی روتے۔ کہو کہ اگر کوئی قید سے جھوٹ جاوے تو اس میں تین سو
کی کیا بات ہے۔ مگر طوطا نہیں ہوا مگر عہد تو یہ خوش کی بات سے اس وقت اس بات کی
خوشی ہونا چاہئے تھی کہ ایک دن ہم بھی قید خانہ سے جھوٹے والے ہیں جیسا یہ جھوٹ گیا۔
عارف کسی کو فرات ہیں۔

ختم آن روز کریں محل ویراں بردم

راحتت عاں طلبہ روزینے جانان بردم

نذر گردم اگر تیرہ میں غی روز سے

نادر مہیکہ شاد دل و غر خواں بردم

شوق تقاریر میں موت کی تمنا جانتے

اہل شد تو موت کے دس کی تمنا کرتے ہیں اور یہاں ہم کو اس کے نام سے بھی
جاڑہ عار چڑھتا ہے۔ تو موت کو ہم تنہا بھولے ہوئے ہیں کہ دوسرے کو مرتے دیکھ کر
بھی یہ خیال نہیں ہوتا کہ یہ منزل ہمارے سامنے بھی ہے۔ بلکہ یوں سمجھتے ہیں کہ بس موت
اس کے واسطے تھی اور اگر کوئی یاد بھی کرتا ہے تو بطور وظیفہ کے مگر کیا اگر کوئی شد شعلی
کا نام لے کر وظیفہ نہ جاکرے تو اس سے اس کا نہ میٹھا ہو جائے گا مگر گنہ نہیں۔ اسی

طرح موت کا فیض پڑھنے سے کام نہیں چل سکتا۔ اس کو موت کی یاد نہیں کہہ سکتے۔ موت کی یاد یہ ہے کہ زیوروں کی کثرت سے نفرت ہو جائے مگر میں زیادہ سامان اور کچھ ڈانگہ معلوم ہو۔ جیسے سفر میں زیادہ اسبابِ رُسا معلوم ہوتا ہے یہاں تک کہ سفر میں تنہا مختصر سامان ساتھ لیتے ہیں جس کے مدد شمار میں آجائیں مگر ہماری یہ حالت ہے کہ سفرِ بخت سانسے ہے اور گھر میں اس قدر سامان ہے جس کی تفصیل گھر والے کو بھی معلوم نہیں۔ ہم رات دن لاتے جاتے ہیں اور گناہوں کا بوجھ جو گردن پر لا دیا جارہا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔

اعتقادِ فنا سے دنیا میں عملی کوتاہی

یہ تو عملی کوتاہی تھی اور عملی کوتاہی یہ ہے کہ آخرت کے لئے کوشش نہیں کرتے بس بڑی کوشش یہ ہوگی کہ بیچہ کہ دو آنسو بہا لے۔ گویا اللہ میاں کی نبر میں پانی کم ہو گیا تھا۔ دو آنسو بہا کر اللہ میاں پر احسان کیا اور اُن کو خرید لیا۔ بس اُن کے نزدیک دعا کئے یہاں سے سارے گناہ ان کے واسطے جائز ہو گئے۔ یہ سب کا کفارہ ہو گیا۔ بات یہ ہے کہ آنسو بہانے میں کوئی دقت نہیں کچھ کرنا نہیں پڑتا۔ اس لئے دانا اختیار کر لیا۔ جیسے ایک بدوی کے ساتھ سفر میں ایک کتا تھا۔ وہ راستہ میں مرنے لگا اور بدوی رونے لگا۔ ایک مسافر نے رونے کا سبب پوچھا۔ کہا ایہ کتا میرا رفیق ہے اور آج مر رہا ہے۔ اس واسطے رو رہا ہوں۔ کہا اس کو مر چکا ہے؟ کہا بھوک سے مر رہا ہے۔ مسافر نے دیکھا کہ ایک طرف پوٹلا بندھا رکھا ہے۔ پوچھا، اس میں کیا ہے؟ کہا، روٹی کے سونکھے ٹکڑے ہیں۔ کہا، پھر کتے کو کیوں نہ کھلا دیئے جس سے کچھ کراس قدر محبت ہے۔

گفت ناید بے درم در را فناں لیک ہست آب دو دیدہ را ایگان
مجھے ایسی محبت نہیں کہ رتم کی چیز اس کو کھلا دوں اور رونے کا کیا ہے مفت کے آنسو
میں دو گھڑی بہاؤں گا۔

یہی حال مار ہے کہ یہ موقع پر ہم سے نصرت و مدد ملے جس میں قطعاً
نہیں تھا جو قسم ماؤں تھیں کہ کشتی کو کھوکھلے کے وقت ملے وہ سب سونے کی بجائے
میں کرتے ہوئے نصرت سے دستے میں بھی ہو کشتی میں سے۔ اگر میں راگزین صحت مند
سے موجود رہا ہوتا تو یہ حال تو فتنہ دین کے تو نصرت کا ساتھ میں ملے ہو۔ میں
بھی غور کرتا تھا کہ یہ حال کی خطرات کیا کچھ تھا جس میں کہ میں تھا تو صحت مند بھی نہیں
ہے۔ میں دن کے دمروں سے کہاں نصرت ہے اس میں بھی شک تھا کہ میں تھا تو صحت مند ہے۔
_____ کہ وہ کشتی کا حال

نصرت کا موثر برہنہ سے دعا کرنے کی درخواست کی جاتی ہے

جیسے ہمارے نصرت جاتی تھا۔ اس سے ایک سو گے جس میں بہت نصرت
دعا دیا ہے مجھے بھی کئی قریبی موصوفے دیا۔ میں ہم مائیں گے۔ ایک کام تو وہ کہہ کر
رواگی سے دل نہیں رہا۔ نصرت دے دو کہ میں کہوں اس سے مدد کر کہ
حضرت نصرت سے کہیں کہیں گے دعا اس وقت تمہارے دو کا ذکر کرو کہ میں سو رہا
گا۔ وہ جیلے خواہے کرنے کا تو نصرت نے دیا یا پھر یہ میں ہو سکتا کہ تم سوئی ہو نصرت میں
رہو اور رات دن مجھ سے نہ رہا ہم دعا کے سو رہیں

یہی حال تھا۔ سب سے کہہ کر وہ دیکھ کر کہیں گے ہاں نصرت سے کہیں گے کہ یہ دعا
خود خدا ان کو بھی عورتوں کا تو دعا ہے کہ میں کا کوئی دعا ہو نصرت سے کہہ کہ نصرت دیا
کا کام ہو تو یہ نصرت کی دعا ہے سب سے پہلے میں کا کوئی نصرت کی نصرت سے کہہ کہ نصرت
ہو جائیں گے۔ اندھیاں بھی میں آتا ہاں جو نصرت کے لئے نصرت کی نصرت سے کہہ کہ نصرت
تقاضا ہے۔ ہم تو ان کو کہہ نصرت اس وقت کہہ کہ میں کا کوئی نصرت سے کہہ کہ نصرت
خود دیا کی یہ حالت ہے کہ نصرت سے کہہ کہ میں کا کوئی نصرت سے کہہ کہ نصرت
اور نصرت کے لئے میں کس حال میں کا کہہ میں اگر کوئی نصرت سے کہہ کہ نصرت کا مقام کرے وہ
وہ دعا میں بھی نہ ہو یا پھر نصرت سے کہہ کہ میں کا کوئی نصرت سے کہہ کہ نصرت سے کہہ کہ نصرت

یہاں سے دعا کی ایک اور خطی بھی معلوم ہوئی۔ وہ یہ کہ نصرت ان سے کہہ کہ نصرت سے کہہ کہ نصرت

کہ میں قرآن صحیح اور دُعا میں کہتے ہیں کہ بابِ مہربانی عیدِ کائنات ہے اب نورِ حق طے
 کیا چھین گئے۔ یہ حربِ ماکلِ غلط ہے کیونکہ آپ کا کام صرف کوسترس سے سخت ہو یا نہ
 ہو۔ اگر توسترس میں تک ہی ڈیجھیں گامیاں کا درجہ حاصل نہ ہو تب بھی بس مٹے گا۔ بلکہ
 دو ما تو اب مٹے گا ایک سخت کا ایک، کائنات کی مسرت و رنج کا یا یہ کہ کوئی کب ٹرے گا
 ایک مستحق کا اور کائنات پر تب مٹے سے جو ہے۔ یعنی حدیث میں تصریح ہے

وَالَّذِي بَعَثَ فِيهِ رَسُولَهُ يَوْمَئِذٍ بِمَا يَشَاءُ

یعنی جو شخص قرآن میں لکھا ہو وردہ اس پر دشواری معلوم ہو، جو
 اس کو درویشی کے

ناکامی بھی موجبِ اجر ہے

اس سال پر اپنی سند سے، کائنات کو بھی سببِ قربِ نایاب ہے جتنا یہ حضرت رابعہ
 نے جب حج کیا تو حج سے نہ رہا جو کربلا میں حاضر کیا، یا اللہ میں نے حج کربلا
 ثواب دیکھنے کو آج آئے اے ابوہریرہ! وہ امر اگر قبول ہو چکا ہے تب تو حج مبرور و ثواب
 لینے کا آپ کا وعدہ ہے ہی اور اگر قبول نہیں ہو تو یہ سخت مصیبت ہے کہ

اور در دستِ پیغمبر یہ عموماً رسم

ہمہ تنویرِ آئینہ بود ہمہ جہاں فہم

اور حضرت رابعہ کے لئے بھی آپ نے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس لئے حال
 ثواب دینا بڑے کا حصہ اس دربار میں خوشی کے جذبات کا ہی ہے کامیابی ہے تحوّلِ ضرور
 ملے گی اور حضرت رابعہ نے تو یہ عنوان اختیار فرمایا ہے ناز کا مقام ہے تو یہ ایک کا مقام
 نہیں ہمارے لئے تو یہ بھی دیا نہیں ہے

چوں ندایِ گدہ حوائیِ مگرد

جز نیازِ آہِ یعقوبیِ مکن

زشت باشد رستے نایاب و

ناز و رستے بیاید بھگدور

پیشِ یوسفِ نازش و قبولِ مکن

عجب باشد چشمِ مایہ و باز

میں یہ عمومی رائے تھی کہ جب سے نزدیک مقبول بنائے گی کہ شکر کی
میں چھوٹی سی جگہ سے مقبول ہونے کے قابل میں گروہ مقبول رہا کہ جرح
فرمادیتے ہیں۔ یہ مضمون میں عدم مقبول میں تھے۔ اور مضمون سالکین کے بہت کام
کا ہے کہ دین کے راستے میں گروہ شش ناکام میں ہو یا کمزور ہو تب بھی اجر ملے گا۔

صاحب گروہوں کی مثال میں یہ مضمون اور مقبول میں مقبول ہو جائے
گا۔ گروہ کے مضمون میں شش ناکام اور نہ تو کیا حرج ہے نہ تو۔ یہی ہو گیا۔ یہاں تک
جمع نے ایک موقع پر ایک دفعہ کام کے لئے شش ناکام کی بھی دیکھا ہے تو ایک مدین
نے ائمہ اہل کتب کو ان کو کیا حاصل ہو ایک قدم کے بعد اسے حرج کر جواب دیا ہے

مرد قمار عشق میں تہ میں سے کو کھن
ماہی گروہ پانڈسکا نہ تو کھ سکا
کس مضمون سے آپ کو کھن سے عشق
اسے رد کیا ہے تو یہ بھی نہ سکا

مولانا فرماتے ہیں کہ

گروہ اوت را مذاق شکرست
بے مادی نے مراد رکھت

اسے مراد میں تو مذہبی گروہ نامی میں بھی ایک مضمون ہے۔ وہ یہ کہ محبوب ہے
تو دیکھ لیا کہ مضمون کسی کو غلبہ کیا تھا اور وہ نہیں دے

ہمیں پس کہ داند ماہ ویم
کہ میں نیز از خریداران اوم

کہا یہ تھوڑی دولت ہے کہ تم میں سے خرید میں داخل ہو گئے گو کامی خرید
میں اس کے حال پر جو خرید بھی نہ بنا پس آخرت دہشتے ہے کہ اس کا طالب
ناکام ہو کر بھی مستحق اجر ہے۔ مگر ایسی مد کوئی نہیں کہ کچھ بھی نہ کرو اور اجر مل جائے پھر انہیں
ہے کہ ہم لوگ دنیا کے لئے تو ہر طرح کی تدبیر و سعی کرتے ہیں جہاں ناکامی نہ ہو خیر ہے

و آخرت سے ملے میں سے جس کا سر پہ رسوں کیوں سے تو سے میں سے
 طریق میں، ان کی نام نہ کرتے ہیں، یا خوب فرماتے ہیں۔
 مہر و نگار، تنہا میں، یہ کہ

میں سے، یہ کہ ان کی یاد

یا توں پر خضائے دوستی بایں دل

یا قطع نظر ز پارسی بایں کرد

کچھ میں سے، یہ کہ دوستی توں سے، یہ کہ دوستی توں سے، یہ کہ

رہی، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ

یہ کہ خدا سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ

یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ

یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ

یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ

یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ

یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ

یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ

گر مراد توں را افاق شکرست !

بلے مرادی نے مراد دلبرست

اور اس کو بے مہر، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ

اس کو بے مہر، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ

کبھی ناکام نہیں در دنیا میں رہے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ

خسارہ ہی خسارہ ہے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ میں سے، یہ کہ

جائے کہ وہی ہر دم جہاں میں رہے جس کو عرب جہاں میں طرح میں دہانے ہیں۔

سکہ درجایہ نگار و چشم بیدارم توئی

ہر کہ بیدار می شود از دور چہ عمارم توئی

اور جس کی سیمتوں پہت جو حواریں کے ساتھ ہے کہ اس دلف کی کوئی کہتے

کا افسانہ موتا ہے تو مدقت و درود کی طرف دھیان رہتا ہے۔ جہاں اس کی سمٹ سنی رہی

خیال ہو کہ وہ کیا۔ بھوکہ خندانے عمل میں یہ برکت رکھی ہے کہ اس سے آخرت کا شوق ہو جاتا

ہے جس سے مدقت اس کا خیال رہتا ہے اس کو کہاں کہتے ہیں۔ جہاں کی دوری میں ہو جاتا

کے لئے اور ہے یہی تمامہ کیونکہ عورتوں پر کچھ مہربانی تو قدرتی نہیں ناک میں اور کان میں در

ہاتھ لگے ہیں اور وہ در و مدق دیہ و نگرش کا مدد کا حصہ کا جواں ہے۔ اس میں کوئی نہ در ہوا

تو کیسے جتنا اس کے لئے انہوں نے تب کو اور پانچویں کیا ہے جس سے پیسے ہیں دیکھیں

موتی ہے یہی عادت سو حاتی سے کہ ذرا دیر سو حات تو کسی میں دھیان کا رہتا ہے

یہاں شوق ہو جاتا ہے کہ نہ ملنے سے پریشانی ہوتی ہے۔

اس اس درجہ طلب کا نام حال ہے۔ ملک اعمال سے بھی ایک کیفیت شوق کی

بید سو حاتی سے جس کی وجہ سے خدائے عالی کا قصور ہر دم جہاں میں حاضر رہتا ہے جس

کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس سے کوئی گناہ ہو جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے، عجیب مس پشیمان یا حیا اس

پر گر پڑا اور نیک کام کر لیا تو گویا عظمت مل گئی۔ نیک اعمال میں یہ اثر ہے کہ اس سے معافی سے

نفرت اور آخرت کی رعیت ہو جاتا ہے عاصی برنگی برنگ کی طرح ہی سر پر ٹھکانے کیونکہ اس سے

نہتا ہوں سے مدخلوں سے روز سے پیدا

دیں ہوتا ہے نذرگوں کی نظر سے پیدا

بزرگوں کی نظر کا اثر

حضرات صحابہؓ میں سارے لکھے پڑھے نہ تھے بلکہ بعض تو حسیات تک میں بالکل

بھولے بھالے تھے چنانچہ فتوحات اسلام میں ایک صحابہ کا قصہ لکھا ہے کہ سفر میں

قال را بگذا ر مرد جاں شو
پیش مرد کا چلے پا مال مشو

تو اسے صاحب محبوب و تہودیکہ بہ طرح سے سنا یہ عقائد ہے کہ دنیا ختم ہونے والی
ہے پھر جیسم میں مسئلہ میں عمر دھاڑ کچے آئیں۔ اس کو حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَاعْبُدْهُ كَمَا نَبَذَ لَكَ إِلَهُكَ

فد صبیحان کا یہ ہے کہ دنیا کو فانی سمجھو عباد بھی مستحقہ رہی۔ و اس کو ہر
وقت یاد رکھو تاکہ درجہ حاصل ہو جائے۔ اعتقاد میں ہر شخص یختہ ہوگا و در سوخ نکاح
کو لے گا اس کو عمارت صلیبی کی ذرا دہ توفیق ہوگی کیونکہ اصل مرض دنیا سے جی بچنا ہے۔
اس کا علاج یہ ہے۔ دہشت دنیا کو سوچت رہے۔ و دوسری دنیا کے فائدے کے سنا
میں اگر تکلیف ہو طر سے موت کا اسحقہ تو بچی مشکل نہیں۔ چاہے سوچ کے فائدہ کو
تک سوچو گئے۔ تم ہی موت کو سوچا کرو۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ ہے۔
گدڑ و اذکرہ دم لکھت یعنی الموت۔

طریق عمل علاج

پس علاج کا حاصل یہ ہے کہ ہر روز انہ ایک وقت مقرر کر کے اس بات کو سوچ لیا
کر و کہ اسے نفس ایک دن تو مرے گا و دنیا سے تجھ کو جانا پڑے گا۔ اس میں شک نہ ہو
اور اس مضمون کے مناسب ایک قسط پڑھے دیتا ہوں۔ شاید اس کا مضمون بعض استحضار ہو
کل ہو اس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے

حوب ملک و دس ہے اور سزا من مٹوس ہے

گر میرے سو تو کیا عشرت کیجئے زندگی !

اس طرف توجہ نہیں ادھر حدائے کوں ہے

صبح سے تا شام چنار ہے ٹکڑوں کا دود۔

شب ہو تو ہر دیں سے کنار دوس ہے

عمر ۲۹ سالہ @ بے ارادہ
جن کے وقوفات میں ہوسے دُن کے اعزہ و سہانہ گاہ کو صبح جہیل در
تبار می آؤت کی توفیق ہو۔ آمین

وَمَا سَأَلَكَ بِتِلْكَ الْأَمْثَلِ وَأَصْلًا لِّلَّهِ عَمَّ حَرْجًا، تَعَدَّ
وَدَلًا تَحْمَدُ فَوَافِي لِيَهْ وَفِي خَمْسِينَ



تسے ہاتھ کھینچے گئے، ہاتھ سے تھک کر رہا تھا۔
 جبے ہاتھ نہ دیکھ سکے۔ تھکے ہوئے ہاتھ سے دھڑکتے ہوئے ہاتھ سے
 ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے
 تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے
 تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے
 تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے
 تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے
 تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے تھکے ہوئے ہاتھ سے



محتاج ہیں ورنہ میں و سون سے محتاج نہیں اگر آدمی نہ ہوتا تو کسی شے میں کچھ نقصان نہیں پہنچا کچھ ایک رہا۔ یہاں پر چکا کے کہ آدمی نہیں تھا ورنہ میں سبجو دھجرو دیکھ
 حیوانات سب کچھ کھتے پہنچتے جو کسی مذہب کے پابند نہیں وہ کھی اور جو مذہب کے متبع
 ہیں وہ کھی سب اس کو تسلیم کرتے ہیں لیکن ایسا کوئی نہ ہے گرا کہ انسان کو اور کوئی
 سے آدمی سے نہ ہو اور نہ عام عالم تو عیسویہ مذہب کے بھی کم سو جادو سے تو
 زندگی وہاں ہو جاوے گی۔ میں سب اعتبار کام میں اور اسان کسی کام کا نظر نہیں
 لے لی انسان نہ ہو تو کسی شے میں خلل نہیں پڑتا، اور اگر ان اشیاء میں سے ایک شے بھی
 نہ ہو تو انسان یا نوادک کا ہر کام جو چاہے گا۔ اور نہ دیکھ جاتا ہے کہ ماورائے
 مکہ و مکه میں ہیں ایک دوسرے کی محتاج میں لے لی یہ ایک صحیح بھی سے اور محتاج
 یہ بھی گدے انسان صاحب محتاج لے نہیں محتاج ہی میں۔ جب یہ ہے تو نہ کہانہ
 کے نفع کا غرض سمجھ میں ہی ہیں۔ گھر بیکار کوئی طاقت غائی مضبوط نہیں ہوتی کہ یہ
 کس مصرت کا سے اور یہ ظاہر ہے کہ اس کی شمعوت مغربہ اللہ ثابت ہیں اور حقوق کے
 کام کا سے ہیں پس آدمی نہ ان کے کام کا سے اور ان کے کام کا ہونے کے یہ
 معنی نہیں کہ یہ تعداد کے ان کوں کام کرے۔ نہ تعالیٰ تو سب سے غنی ہیں مطلب یہ ہے
 کہ انہ تعالیٰ نے اس کو جس سے کیا ہے کہ مخلوق کا مخدوم اور ہر خادم ہو۔ انہوں
 سے نہ ہم لوگوں نے یہ ایک قبض موضوع کیا ہے کہ خالق کو چھوڑ کر حقوق کے خادم ہو گئے۔
 چاہے کوئی ماں کا خادم ہے کوئی والد کا۔ کوئی عیالت کا۔ کوئی بلع کا۔ کوئی بیوں کا۔
 اور اس کا نام کھاتے کھا۔ کنا۔ دن ایک معنی کہ کنا ہے جیسے بھگی کہانہ سے اسی
 طرح ہم کہتے ہیں گویا بھگی ہو گئے جو ناس نے اس کو ذراست عطا فرماں تھی۔
 پناہ بابت اس نے اس سے عرض کیا اور سامیسی اختیار کی کتنی بدقسمتی
 کی پناہ سے یہ ساری دنیا کا مخدوم ہوا۔ اس نے خود ہی مر شے کی خدمت میں اپنے

گھر ڈر چوڑا۔ خط کہے ہیں کہ کوئی ایک دن درہر سے مل گا گھٹہ گھٹا اور
 ہر سال سو گز درہر سے ملے گا تو کہے ہیں سیدہ خدایا! پھر تو
 ایک خط ہی مل گیا صاف اور۔ مہر و کسہ کا کتبہ ملا۔

یہ کہ سوچنے کے بارے میں درہر سے ملے گا کہ کہے ہیں کہ
 وہ میں رہا تھا مگر یہ کہے ہیں کہ اس کا کہہ رہے ہیں کہ یہاں نہایت
 پہلو سے ساری بھی وہاں تو کسب کسب سے اور کسب کسب سے۔ اور ہونگے تو
 اولاً کی اور کسب کسب سے اس میں کسب کسب سے و نہایت ہی سے
 و نہایت ہی حد متناہ سے۔

دین داروں کی خود فریبی

یہ تو من کا حال ہے جس کو دین کی کچھ پروا نہیں اور جو میں درکندہ سے درجن کو
 شریعت کی کچھ فکر ہے وہ اس وعدہ میں میں کہ فلاں کام کریں اس کے بعد سب رک کر گئے
 اللہ اللہ کریں گے۔

بہشتی کو دیکھ کر کہ یہ سو کہتے ہیں۔ ہوں وہ خود مہرہ فردا کہم
 "مہرہ مہرہ ہی کہتے ہیں کہ کھل تو۔ یہ رک کر رہ گئے وہ کہتے ہیں
 میں منہاں سوچا نہیں گئے کھل گئی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ کھل کر رہ گئے
 گئے کسی طرف ساری جو حتمہ ہو رہی ہے۔
 جب موت آتی ہے تو وہ صاحب وقت ہے جس کی دکا ک خود اللہ تبارک
 فرماتے ہیں :

ولا اخذنی الخ جہ قریب و صدق و اکہم من الصالحین
 "یعنی جب موت کو گئی تو کہے گا اے میرے رب! بتو! یہی مدت کے
 واسطے مجھ کو بہشت میں جانی تو میں خیر خیر بتا کر لیا ورنہ کسب کسب سے "وفا"
 اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

۱. ...
۲. ...
۳. ...
۴. ...
۵. ...
۶. ...
۷. ...
۸. ...
۹. ...
۱۰. ...

۱. ...
۲. ...
۳. ...
۴. ...
۵. ...
۶. ...
۷. ...
۸. ...
۹. ...
۱۰. ...
۱۱. ...
۱۲. ...
۱۳. ...
۱۴. ...
۱۵. ...
۱۶. ...
۱۷. ...
۱۸. ...
۱۹. ...
۲۰. ...

الفصل در حساب

۱. ...
۲. ...
۳. ...
۴. ...
۵. ...
۶. ...
۷. ...
۸. ...
۹. ...
۱۰. ...
۱۱. ...
۱۲. ...
۱۳. ...
۱۴. ...
۱۵. ...
۱۶. ...
۱۷. ...
۱۸. ...
۱۹. ...
۲۰. ...

1. 2

3

4

5

6

7

8

9

10

11

12

13

14

15

16

17

18

19

20

21

22

23

24

25

26

27

28

29

30

31

32

33

34

35

36

37

38

39

40

41

42

43

44

45

46

47

48

49

50

51

52

53

54

55

56

57

58

59

60

61

62

63

64

65

66

67

68

69

70

71

72

73

74

75

76

77

78

79

80

81

82

83

84

85

86

87

88

89

90

91

ہے کہ مگر موت سے پریشانی نہیں ہوتی تو جو اللہ تعالیٰ کے پاس رہتا رہتا وہ مسند
 کتب ہیں و خوش ہوئے ہیں بزرگوں سے و مرستے مرندیں مانی ہیں
 نذر سیرم کہ گمراہ سیراب غم سے دہشت کردہ نادان غم خواہ برم
 "میں نے نذر کی ہے کہ اگر یہ (موت) کا دن نصیب ہو جائے تو محبوب
 کے دربار میں خوش و خرم و غریب بڑھتا ہوا جاؤں گا"

موت کے منتقی

بعض بزرگوں نے اپنے جنازہ کے ساتھ شہر چڑھوئے ہیں چنانچہ کب بزرگ
 نے وصیت کی تھی کہ میرے جنازہ کے ساتھ یہ حر لڑھا جائے گا
 مفلح نعم آمدہ در کوئے نو شیب اللہ زجہاں روئے تو
 دست بکشت یا نب زنبیل یا آفریں بردست یار دوسے تو
 "آپ کے داماد ہیں ہم نفس ہو کر آئے ہیں آپ کے ہاں کا صدقہ کچھ غنایت کیجیے بہائی
 زنبیل کی طرف اٹھ بڑھائیے۔ آپ کے دست یار و پر آفریں صد آفریں ہے۔
 اور ظاہر ہے کہ سیرانی پڑے اطمینان و رخصت کی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے
 کہ وہ مرنے کو حیات پر ترجیح دیتے تھے۔ اس سے بڑھ کر ایسی کہ بعض بزرگوں کو مرنے
 کے بعد اس پر وجد ہوا ہے چنانچہ جب حضرت سلطان الدویار سلطان نظام لیک
 قدسی سرفرازی وقت ہوئی ہے تو ان کے ایک خلیفہ نے جنازہ کے ساتھ یہ شعر پڑھے
 سر و سیمیا بسحر مسیبری سخت سے سہری کہ لے مامیری
 لے فنا گاہ نام روئے تو تو کی ہر قدر تاشا میہری
 اسے محبوب آپ جنگ کی طرف تشریف لیں رہے ہیں بہمنسبہ مہری ہے کہ
 آپ ہم کو چھوڑ کر تنہا رہے ہیں۔ اسے محبوب! آپ کا رخ نور چہاں
 کا نثار گاہ ہے۔ آپ مات کے سے کہاں جا رہے ہیں۔
 لکھا ہے کہ کفن سے ہاتھ دُستی ہوئی۔ لوگوں نے انکو مٹاؤں کر دیا۔ خون کے اندر

کیا شے سہاٹی تھی۔

مگر غیر دیکھ اس زندہ مردہ جتنی بہت سست بر جیدہ عالم دوام ما
یعنی میں کو جتنی محض سے زمانہ میں ہو گی وہ گرم بھی نہ تو واقع
میں اور میں کے کہ نہ تب قریب میں کو کامل، جہاں اصل ہو باقی سے اس
سے اس کو زندہ کہا جا سکتا ہے۔

جس کا قد سمجھتے ہو کہ مگر وہ واقع میں ہی رہا، جس احب و حسد میں ہم
بلکہ وہ اپنے بس کے پاس زندہ ہیں نہ مرنے کی مثال ہی نہ جسے ماں کے بچہ سے
پیدا ہوا، جس بچہ ماں کے شکم کے اندر سونا بہت تو کسی کو عالم سمجھتا ہے، جس بابہر
ناتوان ہو جس سے دریا بہتا ہے، میں فوری شکم، ایک جگہ میں مقید تھا۔ عسی
جان نہ سہا سہا، معلوم ہوا کہ میں واقع میں جیل میں تھا، میں مقید تھا، عالم تو بہت
نوم، ہمیں بدیہی پاتے، اس عام سے بہت بدیہی نہایت مگر دوسرے عام
میں چلا جاتا ہے۔ کہ تم میں عام، کہ وہ دوسرے کے جانے کہ بھی نہ روؤ مگر
اپنے یہاں رہنے پر رو، اگر وہ اسے، یاں با سے کہ نہ نہ پیدا کر، اگر کسی نے خوب کہا ہے

باد داری کہ وقت نہ دے تو ہم خندوں لاؤند نو گریباں
آپناں زے کہ بعد میں تو ہم گریباں لاؤند تو خندوں
یعنی تمھارے پیدا ہونے کے وقت صوبہ ہنستے تھے اور تم رونے لگے
اب تم اسی زندگی سہا کر دے مرنے کے وقت صوبہ روویں ورنہ ہنسوں
کہ الحمد للہ میں جیل خانہ سے جھوٹا یا جیل خانہ سے جو جھوٹا ہے
وہ تو خوش ہوتا ہی ہے۔

دنیا کا جیل خانہ

ورژناتی، واقع جیل خانہ ہے جیسا حدیث میں صحیح جیل خانہ آیا ہے اور
اس کی حقیقت معلوم ہونے کے بعد ہرگز بھی قابل التفات نہیں ہے۔

ہاں دنیا۔ بہر سیدہ من از فرزندہ گفت یا خوبے ست یا بے صفتا
 بے صفتا صاف آنکس گو کہ در حقے بیست گفت بخوئے، رویے ست یا نہ
 ایک عاقل سے دنیا کی بات کے متعلق ہیں بے صفت کی تو اس نے جو۔ دیکر دنیا ایک
 خوب ہے یا ایک جو ہے یا ایسا نہ ہے، پھر میں نے اس شخص کے متعلق دریافت کیا کہ اس نے
 اس دنیا میں دیکھا تو اس نے جواب دیا کہ وہ بات غلط ہے، دو بستیہ یا پانچ بستیہ
 جب یہ سب شے توبہاں سے نوجانے کی فکر ہونا چاہیے نہ کہ رہے کی خصوصیات اگر کوئی کہے
 تو زبردہ ثابت ہو۔ بستیہ دنیا کی مثال ریڑی کی سی ہے کہ سو رہو سکتے ہیں نمٹتے ہیں
 آج وہ سرد ہو کل وہ دھارہ ہو وہم گھٹی سی ہے کہ سے بستیہ ہے
 مرد دنیا کی بات نہ سنا، بستیہ چار قسم جنس فریاد و مد کہ مرشد بدستور
 دیکھو کہ تھوڑا سا میں کہ جس و کہ مر کہ جب جس متوجہ بہت کہ لکھوں کو بدستور
 اسی کچھ کو دنیا مستقر رہی کہ بہت مل سکتی ہے جب کہ تھا عاقل موت کسی وقت
 کسی جگہ جن میں پنے دیا، اور وہ گھٹیاں ہی ہیں، پتہ دوسرا کا پنے رشتہ دار کا
 دن، گھر یا یہ خوب عفت میں سوچے ہیں کہ کچھ عزت ہی نہیں ہوتی

غفلت کا علاج

حق تعالیٰ نے اس آیت میں بہت مختصر طور پر اس غفلت کا علاج بیان فرمایا ہے
 وہ یہ ہے کہ یہ سوچ کر کہ دنیا فانی ہے، جی جگہ کے قبل نہیں اور آخرت، لی ہے
 اور پنی، فرمائیں اور عتاب و کتاب، قبر سے، اٹھنا یہ سب بانی سوچ کر، یہاں چھوڑیں
 گھٹہ دنیا کے کام کرتے ہو یا پانچ منٹ اس کام کے لئے بھی مقرر کر دو، اللہ تعالیٰ
 اس وقت سے سب شے جو پہلے بیان ہوئے پیدا ہوں گے گئے فرماتے ہیں:

وَلتَجِدِينَ الَّذِينَ صَبَرُوا إِحْرَامًا بِأَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

یعنی ہم ضرور جزا دیں گے ان کو جو صبر کرتے ہیں۔۔۔۔۔ صبر کے معنی ثابت
 قدم کے ہیں۔ ہمیں اس کی بھی کمی ہے۔ ایک وقت نیک عمل دوسرے وقت ندرہ۔

ثبات کہیں سے اگے فرما رہے ہیں بسببِ مَن کے حقے عمل کے معلوم ہو کہ وہ ماحند
 اللہ صاف _____ جو خیر نہ خسرے کے پاس ہے وہ بانی
 رہنے والی ہے: کی غصوں کا طبع نیک عمل ہے۔ جب پر ختم کرنا ہوں اور مکرر بطور
 خدمت کے بیان کرنا ہوں کہ وہ کے مانی ہوئے در تفریق کے بانی ہوئے کا جیسے
 عطا دست ہے اس کا دھیان کیا کرو تا کہ یہ اعجاز عابد بن جاوے۔
 اب دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ سے نوافل عطا فرماوے۔ آمین۔

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ

دُنْیَا وَاخِرَتُ

ہمارے معاد کے متعلق ۷۷ وعظ ۱۸ نصیحت ۳۲۲ حدیث کو مسجد شہ
گلے قصابی بورہ دہلی میں میر تقی کوثر نے ایک ہزار کے
مجمع کو سمجھا گیا جس سے مرعہ گھڑا اور ۵۲ منٹ لگے۔ سبے درمیان
میر تقی متفرد اور عقلمند و بوند نے فہم نہ کیا

قرآن کریم خداوند کریم کو دکھانے والا سٹینڈ اور بے
العدت تک پہنچنے والے لازیمہ ہے کہ اس کی شاہراہ
پر بچہ گرنے کا بھی گم ہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ فی
حقیقت قرآن شریف تجلیاتِ خداوندی میں سے
ایک نئی سبب ہو شخص بھی حق کو نہ بن سکے گا ۵۵
اس آیت کے مدلول یعنی خداوند تعالیٰ ایک ہی ہے

————— ❦ —————

خطبة بالثورة

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله محمد بن نسيبنا ونستغفره ولومنا به
وستوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا
ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضى
له ومن يضلله فلا هادي له وشهادات
لا اله الا الله وحده لا شريك له وشهد
ان محمدا عبده ورسوله.

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم.
بسم الله الرحمن الرحيم - وما هذه
الحياة الدنيا الا لهو ولعب وان الدار الآخرة
خيرة لهن الحيات لو كانوا يعلمون.

مسئلہ معاد

اس کتاب سے پہلے مسئلہ معاد مذکور ہے اور اس سے قبل مسئلہ موت اور اس سے قبل مسئلہ توحید سے اس رتوں حصوں قریب قریب پتہ چل گیا تھا۔ وہ ہر مسئلہ میں مسائل جمع مسائل فرانیہ میں تہات مسائل تار کئے جاتے ہیں۔ بانی جمع مسائل نے اسے مسہم ہیں یا تو علم و تہد میں وہ یہ مسائل صحت و غلطی کے یہ ہیں کیا یہ سب کہ دیکھیں مسائل فرانیہ بغیر ہنرمندان و رتوں میں بقدر آں حکیم کا کہ یہ مسئلہ مذکور ہے اور ہنرمندان ہے۔ سب کہ یہ یہ مسائل جمع مسائل میں ہندو بڑی تعلق و انہم شان یہ نسبت جمع مسائل کے ان کے واسطے راہ مابین لکھی۔

پہلے دہائی مسئلہ توحید کے مسائل میں مسئلہ حید و مسائل سو، خدا، جنت میں پروردگار ضرورت و صفات کے مسائل ہیں جو پکا سے درکل بانی کتاب میں مسئلہ موت کا بھی کافی بیان ہو چکا ہے۔ ہندو میں مسائل و مسائل کو میں کہہ رہا ہوں وہ ان مسائل معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح خدا و رتوں نے ہر مسئلہ کو ایک مسئلہ میں مترتبان بیان کیا ہے اسی طرح اس سفر میں ان میں مسائل ہر مسئلہ فرانیہ بیان ہو جائے۔

اور یہ آیت درحقیقت تمام مضمون میں مذکور مسئلہ کا خلاصہ ہے تو اول تو یہ مضمون مسائل فرانیہ میں ہیں۔ یہ اجماع مسئلہ خدا کے لئے ہے ہی ثابت تھی۔ علاوہ ازیں یہ ایک مسئلہ ہے مسئلہ خدا کا اور خدا کے مضمون کا چونکہ اصل و پور ہوتا ہے ہندو بہت مذکور کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے خدا کو روح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تو ان تو خود مضمون میں دلیل پنے دو قرین کے روح جمع مسائل اور ضروری اور پھر اس کا خلاصہ راہ تو اور بھی زیادہ ضروری اور روح الودع ہو گا لہذا ہمیشہ اس کتاب میں کافی طور سے واضح ہو گئی۔ سامعین کو

ہا ہے کہ وہ اس عتبہ کو محفوظ رکھنے ہوئے نہایت غور و یکسوئی کے ساتھ اس مضمون کو ضمنی اعداد میں پرکار بند ہوں۔

بعضوں اگرچہ باطل مدعی وردائج سے کسی قسم کی وقف و نظر میں نہیں۔ بہت محتاج ہیں بھی نہ حاسین کچھ کہ کل اس مضمون سے کوئی بالکل غافل ہو گئے ہیں۔ اور اس کو جھڑپیں ہیں اس سے مسہرے کے غور و نظر میں آتی ہے۔ جیسا کہ عام طور سے قاعدہ ہے کہ بدھسی مر محتاج دلیل نوکھی ہیں نہیں ہوا ہوں تخیل کے وقت تنبیہ کی ضرورت میں آج بکری ہے جیسے کوئی شخص بنا ہو مگر روز و سن میں کام اندھوں کے سے کرے تو اس سے کہتے ہیں کہ میں دن کل رہا سے ہا سورج کل رہا ہے۔ ہا کہوہ مخاطب بھی اور میں اب دیا ہے جب سے میں کہ سورج کل ہے۔ اور روز و سن سے تو بدھ ہے کہ میں کا یہ کب عبت و حرمونا ہا کہ کوئی اس کو غور نہیں کرتا۔ اس وقت کہ اس تخیل سے مقصود طالع کی جبر دہا ہیں اس وجہ سے کہ ط

آفتاب آمد دیل آفتاب

بلکہ مقصود یہ ہے کہ تم کو جو کام طویح آفتاب کی سب میں نہا ہے ہم وہ نہیں کرتے جس سے نہ ہو مابے کہ تمہارے نزدیک جو بدھ ہم اسنادہ کے طویح میں نہیں ہو۔ لہذا میں تم کو تنبیہ کرتا ہوں کہ وہ میں آکر کام کرو۔

یہ جسے کوئی شخص کسی ایسے شخص سے کہے جو کہ اپنے آپ کے ساتھ گناہی و بے اول سے پیش آتا ہے کہ میں یہ تیرا باب ہے۔ تو کیا اس سے مقصود ابوہ کی خد دینا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس وجہ سے کہ ابوہ کا علم مخاطب کو قائل سے۔ اند سے قائل کو ابوہ کا علم ابھی دو چار برس سے ہوا ہو گا اور یہی طبع نے توجہ سے ہوش سنبھالا ہے۔ اب آتا کہ کہہ کر جیسے مانگتے ہیں۔ ہا اگر یہ مقصود ہوتا تو میں دن اس کو بے وفائی کے نام سے یاد کرنے۔ ہا لاکھ کوئی بھی میں کو بے وفائی نہیں کہتا۔ مقصود سے ہی نہیں بلکہ اس کی عرض غرض تنبیہ سے اس میں کہ بتا باب ہے۔ کچھ کو چاہیے کہ حقوں ابوہ کا ہی ظار کھوا اور غلطی پوری کو مگر غور یہ میرا موجودہ مدیہ شان ابوہ

کو دبا دو، حفات دنیا سے خیرت پیدا ہو جائے گی۔ مہر سے پر مغز و پس ہو گا۔ دنیا و دنیا سے غفلت منقطع ہوگی۔ اس وجہ سے کہ نہ فی ظنن کا نام ہے کہ اس کو نیا باقیہ سے نضر و اعتبار پیدا ہو جائے۔ عیضت مرد شہدہ خط ہو جائی ہے کیسوی و کجینی کی حاکم ہوتی ہے۔ روزہ تب ہم اس کا تہہ کرتے ہیں

خیرت ہم فرشتہ کے وقت سے کے کہ میں باکر قیام کرتا ہے تو قبل اس کے کہ ۱۵ اپنا اسباب میں رکھے، قیام کا نظام کرے، اس کو یقین کامل ہوتا ہے کہ میں اس کو ٹھٹھی میں صرف رات رات کا مکان ہوں، جسج ہونے کی کچھ کو یقیناً کو چھ کرنا اور اس کرے کو چھڑنا ہے۔ اس سے مری مدت صرف چند گھنٹوں کے ہے، پھر میں کہوں وریہ کہوں، پھر گریہ کو ٹھٹھی کیسے سے ٹوٹ جاتی ہے تو اس کی اصلاح کا معنی خیاں نہیں ہوتا، مگر کوئی کڑی نکل جاتی ہوتی ہے تو اس کو یہ جی بھی پر گز نہیں ہونا اس میں، وریہ کی کڑی ڈاؤلی جا بیٹھے، باکس سامان ریت میں کمی ہو تو اس کو پو کرنے کا بھی، ہنام، نکل نہیں ہوتا، حالانکہ اس کو بہاں کب رات تو ضرور میسر کرلی ہے وریہیں رام کرنا ہے۔

ورفرت سنی کا مقتضایہ ہے کہ وہ اپنے رام کے ذرائع کو بہتا کرے یا ہتی ہے۔ لہذا موافق اس اقتضا کے اس کو اصلاح کرانی چاہئے بھی، لیکن نہیں کہنا تا محض اس یقین کامل کی وجہ سے جو اس کے قلب میں راسخ ہے کہ صبح کو یہاں سے کوچ کر لے گا، میر قیام صرف چند ساعت کا ہے، یہ کو ٹھٹھی عتقرب چھٹنے والی ہے۔

اسی طرح جب انسان کا یہ عقیدہ ثابت و راسخ ہو جائے گا کہ یہ دنیا فنا ہونے والی ہے۔ اس سے مفارقت و ہجرت لازمی ہے تو ضرور اس کو دنیا سے منفرد اعتبار پیدا ہو گا جیسا کہ نہ کے کو ٹھٹھی سے ہونا ہے لیکن یہ معاملہ اپنے مکان کی کو ٹھٹھی کے ساتھ نہیں، مگر ہر اس کے کو ٹھٹھی اور مکان کا کہ اس حیثیت سے دونوں برابر ہیں کہ ان دونوں سے ہم کو جدا ہونے کا یقین ہے لیکن باوجود اس کے پھر جو ہم تصور اس فرق دیکھتے ہیں کہ جو معاملہ آپ کا مہر کے کی کو ٹھٹھی کے ساتھ ہے وہ مکان کی کو ٹھٹھی سے۔

ساتھ نہیں مکاں کے کمرے کی گڑبڑی نکل جاتی ہے تو آپ فوڈ اس فکد میں مبتلا ہوتے ہیں کہ جلد اس میں کڑی ڈوائی ہلے۔ اگر فکد کی کم ہو جاتی ہے تو فوراً سفیدی کرانے کا انتظام کر لیتے ہیں۔ باب زینت کی کمی کے وقت آپ اس کے ہتھ میں سفید ہو جاتے ہیں تو یہ فرق کیوں ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ خدا نخواستہ آپ کو دنیا اور اس کے مکانات کے فنا ہونے کا یقین نہیں۔ بلکہ یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ آپ سرے کی کوٹھڑی میں داخل ہونے سے قبل اس بات کا یقین کامل رکھتے ہیں کہ صبح کو ضرور اس سے کوچ کرنا ہے اور جتنا زمانہ آپ وہاں پر مقیم رہتے ہیں بڑی ہی حیا اور یہی صورت مفارقت پیش نظر رہتی ہے۔ بخلاف مکان کے کہ اس کے گرد میں داخل ہوتے وقت آپ کو اس سے نکلے اور جدا ہونے کا حیا مستحضر رہتا ہے اور نہ قبم کے زمانہ میں وقت تنہید بس کے سامنے کبھی صورت مفارقت پیش کرتی ہے بلکہ کبھی بھولے سے بھی یہ خیال نہیں آتا، حالانکہ اس کا یقین و اعتقاد واضح ہے لیکن صرف استحضار نہیں بخلاف سرے کے کمرے کے کہ وہاں برقیں و اعتقاد کے ساتھ استحضار بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرے کے کمرے خوش و بہیت ناک معلوم ہوتا ہے۔ اس سے دلچسپی کم کو نہیں ہوتی بخلاف مکان کے کہ وہ مجسم ذریعہ دلچسپی ہوتا ہے۔ اس سے طبیعت بہلتی ہے۔ اس کی چیزیں اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ اس میں اگر خوش دور ہوتی ہے۔ اس کی ترین کی انگلیں طبیعت میں نہ رہتی ہیں۔ حالانکہ سببِ حشمت یعنی اعتقاد و مفارقت و حقین مہاجرست دونوں میں مشترک ہے۔ مابہ الفرق صرف یہ ہے کہ وہاں پر اعتقاد کے ساتھ سمجھ رہی ہے اور یہاں پر اعتقاد و محض ہے استحضار نہیں بریک مابہ الفرق اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ فنا و مفارقت دنیا کا خیال گڑبڑا بھی ہے تو موجودہ حالت یہ سب فریبہ میں نہیں بلکہ زمانہ مستقبل بعید میں ہے۔ نیچے گمان کہتے ہیں کہ میاں ابھی تو نیچے ہیں۔ بھی چون ہوں گے۔ زمانہ کے منہ اڑیں گے پھر کبھی کبھی ہوں گے۔ پھر کبھی موت آئے گی۔ ایسے ہی جوان خیال کرتے ہیں کہ میں ابھی تو بوڑھا ہونا جاتی ہے۔ ابھی کیا ہے۔ ابھی تو ایک منزل ہم میں اور فاصل قدر فاصل ہے۔ ایسے ہی بوڑھے خیال کرتے ہیں کہ ابھی تو بوڑھا پا ہی آیا ہے۔ ابتدا سے پیری ہے۔ اس کی انتہا بھی

سے کوئی بھی خالی نہیں۔

غرض جو وہ بدخیاں کرتے ہیں کہ بھی نہ کئے ہیں، کھر جوان ہونگے، پھر پورے ہوں گے، کھر بہت بڑھے ہوں گے، تو حضرت پر مذہب کے آپ کے پاس وہ کون سا اللہ میاں کے پاس کا ٹکڑا کھٹ ہے کہ جس سے آپ کو بچے جوان اور بڑھے ہونے کا یقین ہو گیا یا کوئی حجت آپ کے پاس نہیں ہوں کہ جس نے آپ کو اس نحدی سے بخوی کر کے بھروسہ کیا کی خبر سے کہ شاید اس وقت وہی حالت ہو جس کو دنیا کی آخری ساعت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ شاید میں غصہ نہیں ہوں۔ ورنہ یہ بھی آپ و سوا دیا کی مسطیع ہونے سے جیسا دنیاوی اہل مقدمہ پر پہنچ جاتی ہو۔

عدم استحضار فی دنیا

غرض یہ کہ اس قسم کے خدشات کا پیدا ہونا، دوسری دلیل ہے عدم استحضار فی دنیا کی۔ گو ہم کوئی ہونے کا عقیدہ ہو ہے بس اس وقت کا استحضار نہیں، اور اگر ہے بھی تو زیادہ مستقبل بعید میں ہے لیکن اعطاء و یقین سب کو ہے حالانکہ مقصود تہ لعل کا جیسا کہ آپ بھی بدالاست واضح بداری ہے یہی اسکا رہے۔ چنانچہ استحضار علی اللہ علیہ وسلم نے بھی سنی استحضار کی کھسب کا علاج بتا ہے کہ :

کن فی الدنیا کانت غریب

یعنی دیا میں اس طرح رہو جب کہ ایک طرف اور اس کی بات دنیوی کو آپ سمجھو کہ ایک سفر کی حالت سفر میں مونی ہے جس طرح کہ ایک مہر فیت سفر کی حالت میں پڑا ہو یا مہر سے کہ کوٹھڑی میں ہر وقت رخت بردوں سے وقت گزرتا ہے اسی طرح تم بھی دنیا میں رہ کر یہ وقت گزرتا کو سفر آخرت کی سرائے و پڑاؤ سمجھو کہ جب اس کا قیام مطلوب نہیں ہوتا۔ ایسے دنیا کا قیام بھی مقصود نہ ہونا چاہیے اور آپ کے سگلا مرحمت شفا میں تو بوجہ اس کے کہ ہم کو خطاب فرمایا ہے پھر کسی قدر ہائے مدد کی عین ہے اس وجہ سے کہ اس میں مغلط غریب سے پھر بھی ایک قسم کا قیام فی دنیا مفہوم ہونا ہے۔ اگرچہ یہ

حق غیر میں زکوٰۃ کمال میں درج سے کم رکھ داکر غصے قاصر میں تم ہی جہاد کہ ہم کیوں کر
 رکھ داکریں۔ مگر ہمارا مال سودی نہ ہونا تو ہم بھی بطیب خاطر زکوٰۃ دکر نہ دیکھئے!
 نفس کی کتنی زبردست چال ہے۔ کب عیب بہانہ چھٹتا ہے کہ لینے کے وقت تو جو کچھ
 بھی آجائے صلا ہے اور اگر بھی صلا ہو تب بھی صلا ہے اور دینے کے وقت
 حرام علی درجہ کا حرام بلکہ تمام دین کے حرام ہوں سے بڑھ کر حرام۔ کیونکہ اس وقت دینا بھی
 پڑتا ہے۔ غرض ہر وقت نفس اس قسم کے بہانے زنت زنت ہے و مہولت کی صورتیں
 جھٹکتا رہتا ہے۔ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

چوں شتر مرغ غنہ شاکس ای نفس را سنے بر دیار نہ پر بر ہوا
 گر بہر گویش گوید اشترازم در نہی بادش بگوید طائر م
 یہی نفس کی مناسبت شتر مرغ کی سی ہے کہ جب اس سے ڈرنے کو کہا جاتا ہے تو
 کتا سے میں تم بھی عجیب آدمی ہو۔ ڈرنے کو کچھ سے کہتے ہو کہیں، وٹ بھی دینا
 میں ٹاٹ سے۔ میں لو اوٹ جوں اوٹ۔ تم ہر نقشا اور صورت نہیں دیکھتے۔ بتاؤ میں
 اوٹ سے کس بات میں کم ہوں۔ ورجب کہا جاتا ہے کہ اچھا اگر تم ڈرنے سے اس
 سے معذور ہو کہ تم اوٹ ہو تو بھلا اوٹ ہی کے سے کام کرو تو جھلاو ورا گئے
 گئے چھو، تو جواب دیتا ہے کہ میں تم بھی مکھوں سے مذ سے عقل سے عاجز ہو
 ہونے ہو۔ تم کو میرے دوڑے پڑے بازو ورجے لیے پر نظر نہیں آتے کہیں پنڈر
 سف بھی ہوتہا داسے۔ وہ اس واسطے وضع کئے گئے ہیں کہ رُتے پھریں۔ غرض
 جس صورت میں عفت نظر آتی ہے مٹی کو ختم کر نہیے۔ مگر وٹ بننے میں وجہ لاوارث ہے
 تو پرندوں جاتے ہیں و پرندہ بننے میں جب اسے کشت بردار کرنی پڑتی ہے تو وٹ بن جاتا ہے۔
 اسی طرح نفس ہے کہ جب عیش و عشر کے مہمان ہوئے ہیں ورجیوں کا نظام
 ہوتا ہے تو وہی ہو جاتا ہے۔ خوب دیکھ مارنا ہے۔ دن کھوں کر گناہ کرنا ہے اور جب کبھی
 غار روزہ کا ذکر ہوتا ہے تو ضعف بن جاتا ہے، بہانے تراشتا ہے۔ اگر کوئی بیمار غذا
 سے بہت کچھ خوف کر کر اس کے کھلی رات کو اٹھنے کا قصد کرتا ہے تو اسے تھپک کر یہ

موس کو وہ ملک کی پختہ و مستحکم بہت ناگ اور وحشت سے ترسوا رہی ہے۔ ایک سال
بھی جی میں گھبراہٹ نہ ہوئی تھی کہ جس طرح جس طرح سے اس سے مل چلو اس
طرح سے اس سے ملنے کے باعث دنیا سے ہی اچھٹ جانے لگا اس وقت وہی دہر
جیسے سال کا کرکڑا بچہ وہاں رہتا تھا۔ نہ نڈکا مچھتی تھی اس کی حقیقت بجز ایک و مستحکم
وہ جس بات سبب گھبراہٹ کے در کچھ نہ رہے گی۔ ہر طرف سے سبب ہوتی نظر
آئے تھے اس وقت وہاں کی کسی اور جگہ سے اس سے ملنے نہ ملے گا۔
نکدہ دنیا کے سبب و اس کے قند ہوگی کسی طرف کے و ساتھ و اس کی صحت ہوگی۔

وعدہ خداوندی

وعدہ خداوندی یہ ہے :

وعدہ خداوندی یہ ہے :

یہ ہے جو جب وعدہ کے سفر خیرت جس کی کسی کو شش میں نہ کر گزری ہو
گئے ہیں وہ جس کے ساتھ اس کا شہرہ و خود سے غفلت و بروئی کی
ایسی وہاں سے گی۔ اس کے لئے کامیابی کی مبارک صورتیں نظر آئیں گی۔ ہر ایک مقصود فریب
و سبب حصول ملو ہوگی۔ تو قیاس و اس سے شہرہ مذکور کی۔ یہ جب کہ اس قدر و
معارف دیا ہو اس کے موجب محبت دنیا قطع ہوگی اس کی ظلمت کے آثار کا فوراً
گئے اس وقت اس سے وہ ظلمات و جوہر جن میں بیک وقت تھے وہ جو
وہاں کی جہالت کی تاریکیوں کی طرف ہوں گے اس وقت ہر ایک نور پیدا
ہوگا جس سے قلب امن ہو جائے گا۔ نہ سبب خیرت و نہ ہو جائے گا۔ شہرہ
عمل نکلتا ہے جس کے بعد سفر کر سہاوت سن و منزل مقصود و دنیا نہایت سہل
ہوگا۔ اقبال قلب الہی کی فوری ہوں گی اس طرح سے کہ اسی نور میں یہ نظر آئے گا۔
کوئی نہ تو قاتل خداوندی ہے کاروبار و نہ اس۔ ان حوادث کی کوئی بغض و
حکمت و نہ سبب و حکمتوں کے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ کوئی نفس طلبہ حالت اللہ

شکستے شانی نہیں کھانا، خواہ قصاب ہو یا قلاب یہ ہیں بے کہ کوئی بدنام اس راجن میں کوئی فعل یہ کوئی عمل کرے اور اس رقبہ اب یا قصاب مرتب ہو اور پھر جس آدمیوں و عمارت کو دیکھتے ہیں کہ ان میں ایسا میں کوئی تو سب و قصاب مرتب نہیں ہوتا۔

مسلماً ایک شخص ہے کہ اس نے آج کوئی شے شرعی فعل کا توہم میں مرکوز
خاص تریا کوئی خاص ثواب مرتب ہوا ہو۔ ہوا میں دیکھتے ہیں کوئی شخص ہے کہ وہ بہت
بی قیاس و متحک بہت ہے۔ شراب پیتا ہے۔ بار بار تائب اس رے کی گناہ تریا
کسی قسم کا عذاب وغیرہ نہیں پاتا۔ پس جب اس عالم میں بعض عذاب برآت مرتب
ہوتا ہو، انہیں دیکھتے تو معلوم ہو کہ کوئی نہ کوئی اور نام اس واسطے ہے
جس میں ان اعمال کے آثار مرتب ہوئے اور فرائض ان اعمال کے ضروری ہیں گے۔ بہ
اسنہ مری عقلی دلیل سے۔

بیان ہیں مومن عقلی مسدحتی کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ عقلی معنی ترجیح کا مدعی ہیں۔
 یعنی ممکن کہ وہ ہوں یا نہیں وہ دوسری صورت میں ہے۔ ان میں سے عقل ایک جانب کا
 رواج ہونا بصورت عدم تحقق مانع کہہ جانا یہ وہی فی حقیقت ہے کہ ممکن مساوی
 اصطلاح سے یعنی عدم وجود اس کے وہ ہوں فی حقیقت مساویں وجود ضروری سے عدم
 لازمی ہے لیکن عقل اس کے جانب وجود کو ترجیح دیتی ہے تو یہ امر مانع کے کیونکہ
 نہ تک کوئی دلیل عقلی مایل اعتماد اس کے اقتراح پر قائم نہیں ہوتی۔ لہذا معلوم ہوا
 کہ معاد ممکن عقل بمعنی مذکور سے او ترجیح دلیل عقلی مذکور سے ثابت ہے۔ اب اس
 سے آگے رہا وجوب، سو وہ ضرور قطعہ شرعیہ سے واجب ثابت ہے۔ ہند
 معاد کا ثبوت جو ممکن عقلی قطعہ صافی ہوتا ہے اس کو وجوب شرعی کی جانب لے
 آیا۔ پس اب وہ ممکن عقلی وجوب کہی ہوگی یہی معاد ہے لیکن اس معاد کے ثبوت
 کی طرف انتہائی کیوں ہوا۔ محض اس وجہ سے کہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ اشیائے فانیہ
 کے مشاہدہ فانیہ سے ان کے طبیعت برداشت ہوتی۔ پھر جب ان کے طبیعت کی
 اس وقت دور سے ہوا کی طلب ہوئی۔ اپنا یہ تجربہ مذکور یہ امر واضح ہو چکا لہذا

معلوم ہو کہ منعموں کو بھی مخصوص دوسرے دوسرے مقامات پر رکھا گیا ہے۔
 ان چونکے باقی تمام دوسرے مقامات پر رکھا گیا ہے وہ بھی بدیہی و روش پر
 یہ کہ اگر کار و عمارت میں جو کچھ کی ضرورت تھی مگر کوئی نہیں معلوم
 ہو کہ فی غرض و مقاصد میں خاصہ سے مگر عمارت کے سبب جو عمارت ہے اس سے تعلق
 کی حاجت ہے پس اسی لئے کہ اس وقت یہ بیان کیا گیا ہے۔

دنیا بجز لاد و لعب کے کچھ نہیں

۱۰۔ اِسْیَٰ خُلُقٍ لَّیْسَ بِمَعْمُوْرٍ ۚ

وہ عمارت جو لاد و لعب کے سبب ہے

اسیٰ خُلُقٍ لَّیْسَ بِمَعْمُوْرٍ ۚ اس کے معنی ہیں کہ اس میں کل ۱۰۰۰۰ لاد و لعب
 میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام
 میں اس میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام
 میں اس میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام

۱۰۔ اِسْیَٰ خُلُقٍ لَّیْسَ بِمَعْمُوْرٍ ۚ اس کے معنی ہیں کہ اس میں کل ۱۰۰۰۰ لاد و لعب
 میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام
 میں اس میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام

۱۰۔ اِسْیَٰ خُلُقٍ لَّیْسَ بِمَعْمُوْرٍ ۚ اس کے معنی ہیں کہ اس میں کل ۱۰۰۰۰ لاد و لعب
 میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام
 میں اس میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام

۱۰۔ اِسْیَٰ خُلُقٍ لَّیْسَ بِمَعْمُوْرٍ ۚ اس کے معنی ہیں کہ اس میں کل ۱۰۰۰۰ لاد و لعب
 میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام
 میں اس میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام

۱۰۔ اِسْیَٰ خُلُقٍ لَّیْسَ بِمَعْمُوْرٍ ۚ اس کے معنی ہیں کہ اس میں کل ۱۰۰۰۰ لاد و لعب
 میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام
 میں اس میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام

۱۰۔ اِسْیَٰ خُلُقٍ لَّیْسَ بِمَعْمُوْرٍ ۚ اس کے معنی ہیں کہ اس میں کل ۱۰۰۰۰ لاد و لعب
 میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام
 میں اس میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام

۱۰۔ اِسْیَٰ خُلُقٍ لَّیْسَ بِمَعْمُوْرٍ ۚ اس کے معنی ہیں کہ اس میں کل ۱۰۰۰۰ لاد و لعب
 میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام
 میں اس میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام

۱۰۔ اِسْیَٰ خُلُقٍ لَّیْسَ بِمَعْمُوْرٍ ۚ اس کے معنی ہیں کہ اس میں کل ۱۰۰۰۰ لاد و لعب
 میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام
 میں اس میں کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی عظمت میں باری ہو اس کے لئے کہ وہ بھی مقام

ماترہ کا جس کو سب سے زیادہ سہولتیں ملتی ہیں۔ وہ وہاں کے باشندوں کو بہتر
 ہے۔ مزید یہ کہ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں ملتی ہیں۔
 ان کے لئے یہ سہولتیں ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں
 ملتی ہیں۔

ان کے لئے یہ سہولتیں ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں
 ملتی ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں ملتی ہیں۔
 ان کے لئے یہ سہولتیں ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں
 ملتی ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں ملتی ہیں۔
 ان کے لئے یہ سہولتیں ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں
 ملتی ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں ملتی ہیں۔

محض اعتقاد کافی نہیں

ات سے لوگ جو محض ایمان پر عمل کرتے ہیں وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں
 ملتی ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں ملتی ہیں۔
 ان کے لئے یہ سہولتیں ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں
 ملتی ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں ملتی ہیں۔
 ان کے لئے یہ سہولتیں ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں
 ملتی ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں ملتی ہیں۔

اس کا سبب یہ ہے کہ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں
 ملتی ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں ملتی ہیں۔
 ان کے لئے یہ سہولتیں ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں
 ملتی ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں ملتی ہیں۔
 ان کے لئے یہ سہولتیں ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں
 ملتی ہیں۔ وہاں کے باشندوں کو سب سے زیادہ سہولتیں ملتی ہیں۔

نہایت مل گئے، شواہد سے سب آگے تو غصہ ٹھس ہائی رہا و کس کئے ظالم
کالی جھانک جیسا کہ سب کی بھی آگس میں رہتے

سچچہ اس واقعہ کے متعلق کہ جس میں نے اس واقعہ کے متعلق سب سے پہلے
ہو اور وہ اس واقعہ میں اس واقعہ کے سبب سے وہاں سے کہ وہاں
انتہائی قدر ضرورت ہوگی جس میں سے بہت فرقے ہی ہوں گے، ایک دور
ہو گا بھی کر دے گی کہ جس نے اس کی یہ صورت دیکھا ہو اس سے متعلق ہے کہ
نے رشتہ داروں کو کہ اس واقعہ کے متعلق سب میں ہوں اور سب سے پہلے
حق میں کہ کوئی بھی اور وہ بھی ہے کہ وہ بھی اس میں گہرا میں کہ اس سے
معضلوں کے اس واقعہ کو اس کے اندر سے کہ اس سے کہ اس سے کہ اس سے کہ
اگر آپ کے وقت کے اس واقعہ کے متعلق اس میں اس میں اس میں اس میں
نہ اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
کے خلاف اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
اسی طرح اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
داعی ہونے کے واسطے پہلے اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
ہو یا بھی ضروری ہو کہ اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
تعمیل کے متعلق اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
رو اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
لوگ جن بزرگوں سے مل کر کہنے میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
تعمیل کے متعلق اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
خوش و کوفہ اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
تعمیل کے متعلق اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں

وہ سب جو جانکے بعد از جوفہ فوت ہوئے۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ بہت قسم کے تقاضات حاصل کرنے
 ورنہ اس عینی کے مسبب نقیہ کر کے کی شرط کے مردہ کو حیدر میں داخل ہوں جانت ہوئی
 سنتوں سے ثابت ہے۔ لہذا اس میں کہنے کے بعد بھی فرقہ اہل حق میں کیا کہتے تھے
 کے مسخر ہیں۔ اگرچہ مذمت فعلی و خاص طریقہ عمل سخت کا یہ نہ ہو۔ لہذا جو کی رانی کھانا
 سنت ضرور ہے۔ وہ اس میں کہنا علی و افضل اور بہت خوب ہے۔ اگر ممکن ہو۔ ورنہ
 ہیں اصل ہو۔ کوئی کہ مرید سنت بریل کے کارکن کا کوئی عمل نہیں۔

اس پر بھی ایک حکایت یاد آئی کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین صاحب قنبر
 کی نظر سے وہ حدیث گزری جس میں طاری حیات صحابہ کا منسوب ہے کہ صحابہ جو کوئی بھی
 درختوں تک کر جو کچھ موٹے موٹے چھکے ہوئے ان کو زرا دیتے اور پھر چھکے ہوئے
 ہی زندہ کر دیتی جاتے اور سوال کرنے سے انھیں اگرچہ یہ حدیث مسندوں میں یہ سطور سے گزری
 ہوئی ہیں اس مرتبہ انھیں بقیہ پر شکر لگائی اور مسافت خاص ہوا کہ کون سے کجائی
 مبدعات میں شریعت نبوی و طریقہ صحابہ کے موافق رہا۔ اور ہم نے تکلف کھائے کچھ نہیں، تو
 آپ نے تندرہ سے شاد دیا کہ ہم سب اسی حق کی روٹی کا چھنے آگے لکھا یا کر گئے۔
 چنانچہ مطابق ارشاد دوم سے دن جو کی روٹی اسی طرح تیار ہوئی اور آپ نے تناول
 فرمائی چونکہ تمام رائج میں جو کی مخلوق سخت ہوتی ہے۔ ورنہ چھپنے والی جگہ لگتی تھی
 اس وجہ سے سب کے پیٹ میں درد ہو گیا اور اس سخت تکلیف ہوئی کہ ہم نے کت
 کھائے کی قوت نہ ہوئی۔

اللہ اکبر! ان حضرات کے مرتب عایدہ ان مقالات سے منکشف ہوتے ہیں۔ اگر
 کوئی ہم عباسی پرست ہوتا تو معافیہ بخش ہوا۔ اور خیال کیا معنی یکہ بہت سے منکشف
 زبان سے یہ کہتے کہ میں اچھا سنت پر عمل کیا کہ پیٹ ہی کو کیڑے بکڑے چھرتے ہیں
 اگر دو جا مرتبہ اور سنت پر عمل کی نوٹ مردہ ہی سے حل نہیں۔ ہم بازار سے ایسی سنت
 پر عمل کرنے سے۔ مگر ان حضرات کا ادب دیکھتے کہ آئندہ کے سب جو کے کھانے کو تو
 چھوڑتے ہیں مگر اس طرح کہ سنت نبویؐ پر فائدہ بر بھی غبار نہ آئے نہ پائے اور آپ نے

رہی نہیں کہ انکس کس و سخت پیوں کی طرح سے جو کاکھ، لازم کر بننے کہ جو چاہے
 ہو گئے گرچہ سٹ میں درہو سکن جو کھانا نہ چھوڑیں گے بلکہ کس کہ جو بھی چھوڑ
 دیا اور سنت پر بھی انزام نہ آیا آپس میں دووں بانوں کو نہایت خوش سلوبی کے ساتھ جمع کرنا۔
 حاکم فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ، بی کی کہ کس کل و جوہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ
 ضوون اللہ سیدہ اجمین کی مسادات کا قصد کیا جو کہ دن و جب و دن کا کافی ہے۔ ہماری یہ بڑی سنت
 محض غلطی تھی جس کی ہم کو سزا دے دی گئی سنت پرستی ہم کا نرا نہیں بلکہ یہ حقیقت ہم میں تھی
 ہے کہ ان میں ہم نے بہت سی قصص و سن کے نقل سے ہم انکس کی صریح ہے۔ یہ طریقہ نہایت
 صحیح ہے کہ منہ سے وہی سی کے منتقل تھے۔ ہم کو اس کی بوس نہ کرنا چاہیے

شیوخ کے فرائض

ہر ایک مومن کو فرائض ہیں

حار پر رند حافظ بارہ رضیفاں فدر حمت کار نہ
 گو اس شد میں دور با عظیم فرما ہے ہی شیوخ کو کہ طابین سے رک جہت طاب
 کے موافق نام کو طاعت سے زیادہ کام نہ دوز ہے

غلطی نہ گزرا وی جاتے شد طفل مسکین را ایں مرہ گیر
 بچہ کو رو دھ کی بڑا رونی دینا اس داک کرنا ہے۔ و دظ شیرازی بھی اس شعر
 میں اس معنیوں کو کس خوبی سے ادا کرتے ہیں

شنگھار را جو طلب یا نہ شرفوت بود اگر نو بہ دو کئی شہر مروت نمود
 بعض لوگ یہ فطریہ نئی پر ہے ہو وہ عمدہ کرے ہیں کہ صاحب وہ ہر شہر ال
 آباد یعنی ان کا کلام عاشق نہ کہیں سے آیا تھا۔ سو نہ کہیا محض ان کی غلطی و رجعت
 نصرت دیں ہے مگر اس میں کچھ حضرت کا فطری تھیں نہیں۔ اس قسم کے عہد انہیں
 بلکہ ہر جہت سے ہوتے ہیں۔ اس سے ان کی شان پر کسی قسم کا عہد نہیں آتا بلکہ
 زیادہ ممکن ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے علوم سے ان میں جہاں تک ہر ایک کی عقل نہیں پہنچی

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ میں نے یہ سب کچھ
دیکھا ہے۔ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔

[illegible]

۱- قیادت در تیم را بر عهده می‌گیرد و اهداف را تعیین می‌کند.
 ۲- منابع تیم را شناسایی و تخصیص می‌دهد.
 ۳- وظایف را به اعضای تیم تفویض می‌کند.

اناربی شیوخ کا طرز عمل

[illegible]

ظاہر تھا۔ یہ وہ دردِ شہیدانہ تھا جس کی بھی یہ یاد میں بات کے تشبیہ و تمثیل سے
مذہبیوں کی روحی مہمات، غصیبہ و غم کیسے کہ نامور علماء میں مسئلہ
حرمِ نکاح و زنا میں یہ خطاب تھا۔

چنانچہ کتبِ تاریخ و فتنے میں، و درود و صلوات کو نہ ہی بکری سے دینے کسی
شعبہ و فتنی کا کوئی سبب نہیں سمجھتے تھے۔ ان کے خیال میں یہ نہایت سنگین و غیر عقل
یہاں تھا۔ خاندانِ نبویؐ میں یہ، اس کو آپؐ سے صلوات و صلواتِ علیہم اجمعین، اس نے
سینہ ہاتھ نہ ملائی۔ اگر والی نہ تھا، وہ نہ پائے تو فیصلہ دینے کے صلہ
مکتوبوں پر بھی تو دم کر گیا، تو جب ان سے باز نہ آیا تو وہ، تب ہی ان
کی یہ سبب ہو گیا۔ برکتِ ختمِ کاملِ مبارک ہو۔

اس کی میں یہی تھی جیسے ایک عورت اپنے شوہر کے خاندان سے ملنے کو اس
بہائی میں تھیں۔ ان کے پاس ایک شخص تھا، آپؐ سے ملنے، اچھے صلوات کرنا
نہایت متحرک رہے، دربار کرنا رکھا تو اس سے دست ہوں گے، میں نے اوروں
کھانے، دست سے نہ دے، اس کے حسبِ اعتقاد، خداوند سے نہ مانوں تو
ہاں یہ کہ تنہا پہ پہنچ جاتی حکمِ صاحب کے، اس کے دیکھا، دست یہ آئی ہے
میں میں رخصت وقت تو تنہا رہتا تھا، بہت کتا بہی کا ہے، میں نے پہل سے
کوئی کسی میں نہیں دست تو دینے گئے ہیں، و حسبِ حال نہ ہو گا، نہ مان گئے
ہائے ہونہ و ہند ہونا، ان کے بے چارے بچے ہو کر رہ گئے، بھگتاری پر اور اعتقاد کیا مگر
دست میں بلا کے ٹھونے تھے کہ ان کے ہی نہیں تھے تھے جب دیر ہو گئی وہ دست
نہ نہ ہونے تو بہت گھبرائے، اور یہ حکمِ صاحب کے پاس پہنچے، چکر و صاحبِ تہافت
مہاراجا کے اور میں کام میں رہا، دست ایک دست کو نہ نہیں ہونے، تو وہاں یہ
کہ میں یہ میں سے ملے تھا، آدم نکو بہ سے، اسے بھائی، دست آئی ہے میں تو اچھا
ہے، دادہ نامہ نکال رہا ہے، اس سے فتنہ کیا تو نامہ پڑھ کر پڑھا، دوپہر کے چہر
چپ کر چلے گئے، دست بند ہونے سے حق کہ یہ یہ کہ، اس کی، لوگوں نے حکمِ جی سے

اگر کہاکہ صاحب دھن نہ رکھتے تھے نہ رُکے، آخر عرض ہی چل لب۔ آپ نے تحت سے فرمایا، اوف۔ اسے مادے بچھے پتہ یہ کیا اگر رُکنا تو جاسے کہ حال کرتا۔

اس بے وقوف سے کوئی پوچھے کہ ۱۰۰ روپے مال تھا جو رکے کے بعد سوتلے منے سے تو بڑھ کر کوئی اور حالت نہیں، انسان کے واسطے انتہائی حالت موت ہے اگر رُک جاتا تو زندہ سے زائد موت آجاتی۔ تو جس طرح اس مریض کی موت کے باعث اور اس سچے کے قائل یہ حکیم صاحب ہوئے اسی طرح اس مرید کو، اگرچہ درجہ شہادت، ملا لگا ہے مگر نامہ حال میں ایک قتل ناجی کا بدعا دھبہ لگا جو مٹانے بھی نہیں مٹ سکتا۔

غرض حافظ شیرازی اس شعر میں اس قسم کے درشت مزاج شیوخ کو ظالم اور اس قسم کے طرز عمل کو بیدار سے تعبیر فرماتے ہیں۔ اور شرط مروت کے خلاف سمجھتے ہیں۔ صاحب واقفی بڑا ظلم ہے کہ یہ حضرات سچا سچے مریدوں کی حالت پر دروغ نہیں کہتے بلکہ سب کو بیک لکڑی سے ہٹکتے ہیں، صغیر اور اقربا سب کھسکا دیا، ساہراؤں کو کرتے ہیں۔

شیوخ کا بل کا طریق عمل

ہمارے حضرت کا کیا پر شفقت طرز عمل تھا کہ مریدوں کی حالت کو پیش نظر رکھتے ان کے ہاں سب سے پہلا اصول تھا، اگر کوئی قوی الاصف بعلیم الصلوات ہو تو اس کو پوری مقدار پر ودایم خدمت تعلیم فرماتے کسی کو دل ہنر، کسی کو پانچ ہنر، کسی کو پانچ سو مرتبہ غرض جس میں وسعت ہوتی اس کے موافق اس سے کام لیتے، ورنہ اس تشدد کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ یہ جو سچ کل دیکھا جاتا ہے کہ مساجد میں ہر نماز کے بعد لوگ سلام پھیرتے ہی تین ضربیں لا الہ الا اللہ کی گایا کرتے ہیں تو حقیقت اس کی یہ ہے کہ کسی شیخ نے اپنے کسی بہت ہی ضعیف و کمزور مرید کے واسطے ہر نماز کے بعد یہ ذکر بجز تعلیم فرمایا تھا کہ تم سے زیادہ نوکیلا ہو گا بس ہر نماز کے بعد تین ضربیں لگایا کرو۔ دنیا کا قمار ہے کہ خرخرندہ کو دیکھ کر جو بوزہ رنگ بدلتا ہے، لوگوں نے اس کو دیکھ دیکھ کر یہ بڑا دھنیا رکھ لیا حتیٰ کہ ہر کس و نا کس ہر نماز کے بعد ایسا ہی کرتا ہے۔ گویا ایک سم

[illegible]

نورانی میں قسم کا بہت راج ۔ و ساری حالت میں نہایت سے
ہیں مریض کی حالت کو دیکھ کر اچھا لگا ۔ اور یہاں سے نورانی میں بھی ملے
کہ نورانی جو وہاں پہنچے تھے وہاں رہ کر وہاں سے سب کو لے کر چھوڑا ماسک
بتا رہے ہیں کہ وہاں رہ کر وہاں سے سب کو لے کر چھوڑا ماسک
کہو کہ سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے

[illegible]

یہاں وہ علقہ خود کو صحیح سمجھ رہے تھے کہ وہ سب سے زیادہ عرصہ تک
 برقیں میں رہیں۔ وہ سب غائب ہو کر اس پتی تھوڑی سی کی، جو تھے تھے، تھے تھے، تھے
 کوڑھیں دے دے ہیں عداوت کی بہت سی تھوڑی سی تھوڑی سی تھوڑی سی تھوڑی سی
 جوں جوں تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے

یہاں وہ سب تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے

یہاں وہ سب تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے

یہاں وہ سب تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے

یہاں وہ سب تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے
 تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے تھے

وَلَكِنْ مَرْبُودٌ لِيُظَاهِرَكُمْ ذِي بَيْمٍ بَعَثَتْهُ عَلَيْكُمْ

میں سے معلوم ہوا کہ بھیم سے محبت کا لمحہ حاصل ہو جا رہا ہے اور اس میں ایک اور مزید نفع
 سے جو اس دُشمن کے وجود میں نہ تھا یعنی نافرمانی، بالتحقیق باقی ہو گا۔ اظہار کے ساتھ ہی
 انعام نعمت بھی مضمود ہے۔ چنانچہ اسی انداز میں یہ بے شک و شکوک کا رتبہ فرمایا ہے
 یہ سب سے بڑا نکتہ ہے۔ شخص میں اور اس میں شاد سے اس طرف کا ہوا مضمود و فہم پر
 عدم و جان کرنا بھی ہے تاکہ کور و جان سے شکر کی توفیق ہو۔ اس وجہ سے کہ جب
 تم تجھ کو دے دے یہ تمہارے ایک نعم اور احسان ہے۔ ورنہ ناعدہ ہے کہ جب کوئی
 کسی پر احسان کرتا ہے یا اس سے کوئی نعمت حاصل کرتا ہے، اگر تا ہے۔ لہذا تمہارے
 سے ساحتہ ہمارے شکر ادا کرو گے کہ جو اس نعمت کی نعمت ہے کہ حق قدس
 ہماری تحفہ کو مقرر نہیں فرماتے۔ قدم قدم رسائی کر رہے ہیں۔ یہ بات وضو کر کے
 بعد کہاں حاصل ہوتی۔

ہمارے حضرت حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں اثناف علی بابی خوب ٹھنڈ
 پیا کروں گا۔ مگر اب یہ پیا کروں کیونکہ گرا پانی پونگے تو گرجہ رہیں گے۔ اچھا لہذا نکلتے گا لیکن
 نڈ سے اس شکر نہ ہو گا۔ حق شکر ادا نہ ہو گا۔ اور اگر ٹھنڈ پانی پونگے تو ایک بن
 ہی سے ٹھنڈ نہ چلے گا بلکہ ہر بن جو سے اچھا لہذا نکلتے گا۔ طبعیت خوش ہو جائے گی۔
 دل باغ باغ ہو گا۔ اب جو شکر ادا ہو گا وہ علی درجہ کا ہو گا۔

تو اسی طرح وضو کرنے میں سخت دشواری و مشقت پیش آئے گا قیہ ہے اور دل
 وضو کر کے سے عجیب ہے تو ایسے وقت تم کرنے سے کس قدر طبیعت خوش ہوگی اور
 کس قدر شکر ادا ہو گا۔ ظاہر ہے کہ اس رخصت کی بدلت مری سے بچے۔ طرح طرح کی
 گفتگوں سے نجات ملی۔ اگرچہ دشواریاں بھی ممکن تھیں جو کچھ ہوا دیکھ جاتا لیکن دل ہر
 اور مرض کا غم غائب دل کو برقرار کرنے کے واسطے کافی تھا۔ غرض جمعہ کے وقت
 تیمم کرنے سے لازمی طور پر دل سے شکر نکلتا ہے اور ایک شکر نہیں بلکہ ہر گز ہے
 اور ہر شے سے شکر ہی شکر فرزند تعالیٰ کا ادا ہوتا ہے۔

و یہ تجربہ و مسابہ سے کہ شکر و بخشش زیادہ محبت جوڑتا ہے، اس وجہ سے کہ شکر کا رشتہ محبت و اسان پر جوڑتا ہے، اس لئے کہ مغفرت و معاف علیہ میں زیادہ محبت کا علی، حدیث پر دوستانہ و محبت پر اس سے بہتر سچا دلیل و دلائل سے کہ ہر ذوق و ذوق و ہر ذوق و طریقہ کا مخصوص و محبت خداوندی سے تعلق ہے اس میں ایک شخصیت یہ جوئی کہ اس سے حق تعالیٰ کی نسبت بڑھتی ہے۔

مصائب کی قسمیں

مگر اس پر یہ شبہ نہ کہ کیا ہے کہ مصائب سے محبت میں بڑھتی یا نہیں اصل مصیبت و مشا، درست میں کہ خدا کو ہر نسبت و اسباب ہوتی ہے، تو شکر و انصاف بھی زیادتی محبت کا سبب ہوتی ہے مگر مصائب انہیں بکے بعض، و بعض مصائب کو سبب نہ ہوتا ہے، اس لئے کہ وہ اس کا معیار اور مصائب کو سبب سمجھتا و غرض مصائب سمجھتا میں فرق کیا گیا ہو کہ مصائب دو قسم کے ہیں،

ایک تو وہ مصائب جو تباہ و تباہی بہت ہیں جن میں ہم سے کہ کسی کو باطل و فساد میں ہونا بلکہ ان کا فساد محض مستحب ہوتا ہے، اس قسم کے مصائب تو دائمی و ثابت کے لئے ہمیشہ موجب زیادہ محبت ہو کر رہے ہیں، چنانچہ ان میں سے بعض سے بعض لوگوں کے لئے آپ عزیز و اقارب رہتے ہیں اور اس سے ان کو کلفت بھی ہوتی ہے، اس لئے کہ ان کا جو معاملہ خداوندی کے معاملہ سے زیادہ بڑھتی رہتا ہے، اس میں کسی قسم کا نقصان نہیں آتا، کیونکہ انہیں نہیں ہے کہ خدا سے اس کو جو اتنی ہی ملے گی، اس کی عیب ہی وقت گذرے گی، ہی وقت سے ملے گی۔

اور ایک وہ مصائب کہ اس میں خود خدا پر اس کے کسب خیر سے کہے ہیں خود یا اس فعل کا نفع مصائب سبب بنتا ہے، اس قسم سے مصائب موجب و محبت نہیں ہوتے، لہذا اگر کوئی شخص، و تو غیر اس کے و غیر اس کے کہ وہ اپنے کہ عمل شان سے، اس سے نفس کو شکستہ پہنچے۔

علوم ہی کہ مقصود فرود ہوتے ہیں وہ ان کو اعمال کے لئے کسی درجہ میں مقصود میں سمجھتے
جیسا کہ مسئلہ میں تہ عدت و مخرج سے درمجم بہ کہتے ہیں کہ اس جگہ کہ علوم مقصود و اصلی و
مطلوبہ مانندت ہیں لیکن علماء بقصودیت میں شرکت رکھتے ہیں وہ انکی تعلیم میں
لئے بھی کوشش کرتے تاکہ عمالی میں ان سے کام لیا جائے بغیر اس کے کہیں مقصود نہیں ہوتی۔

مسئلہ تقدیر

چنانچہ سورہ حدید کی ایک آیت سے اس مضمون کا بنا چلتا ہے۔ خداوند تعالیٰ
مسئلہ تقدیر کے بارے میں فرماتا ہے کہ :-

مَا يَأْتِيَنَّ مِنْ مَّصْنُوعَاتٍ فِي الْأَنْفُسِ تَلَا فِي نَفْسِكُمْ شَيْءٌ
كَلْبٌ مِنْ شَيْءٍ تَأْتِيَنَّ مِنْ دَلَّ عَلَى الْمَلِكِ لَيْسَ يَوْمَ الْحِ

یعنی جو کچھ بھی دیکھیں مولا ہے جو وہ تھوٹے نفس میں ہو یا اس کے مابین
یہ سب کچھ کتاب خداوندی میں فیہ رسالت خلق ہوا ہے ہند کوئی نصف دنیا میں
مخالف مرقوم فی کتاب کے نہیں ہو سکتا۔ لگے اس کتاب کی غایت بین فرمانے میں
لیکن خلاف امور میں مافی تکم

یہ لام منقول ہے اجبر کے معنی کہ جو ہم سے جو یہ مسئلہ ملیر کیا ہے اور تحریر فی کتاب
کی اصلاح دی ہے۔ اس کی غایت یہ ہے کہ اس علم کے بعد شاید مفقود پر ہم کو حرج
و غلا نہ ہو اور شاید رہنمائی و موجودہ ہر فرحت بصورت تکثیر و غور نہ ہو۔

اور تقدیرات میں غور بہ پرتہ صف و پنج و ملاں کا نہ ہو، مضمون اور حاصل ہے
صبر کا اور صبر ایک امور بہ ہے۔ ہذا اس میں عن اکثر سے مقصود وراثت ہے صبر کا گویا
حاصل یہ نکلا جس صبر کی انگلیں کی غرض سے ہم نے تم کو مسئلہ تقدیر کی اطلاع دی ہے تکمیل
صبر کے واسطے یہ خبر لازمی ہے کیونکہ بڑن مسئلہ تقدیر کے مسئلہ صبر نام نہیں ہوتا
ان دونوں میں اچھا خاصہ علاقہ مزموم ہے۔

چنانچہ اس لزوم کے واسطے مشاہدات مؤید ہیں کہ اگر کوئی کسی فائل تقدیر اور

کسی مومن بالقدہ کا مڑکا مر جادے اس کو صبر بہت جلد حاصل ہو جائیگا بخلاف ایک منکر
تقدیر کے کہ وہ ہمیشہ اس اندوہناک انداز پر صق و تاسف میں رہے گا۔ فوس علاج
میں قصور ہو۔ فلک حکیم کا علاج کرنا تو ضرور لازم ہو جاتا۔ فلانے ڈٹ کے علاج سے فدا
رضی کو نہ ہو۔ اگر میں بھی اس کا علاج کرنا تو یقیناً مر جوتا۔ عرض یہ کہ
اس کے واسطے لازم غیر منقلب ہو جائیگی۔ و کس طبع پر عمل ہو سکتی ہے جب کہ خود
بہاری قدری اس قسم کے باطل العقیدہ لوگوں کے متعلق یہ ہے :

لیجعل الله ذلک حسرة فی قلوبهم

نہ مرفہام کی یہ ہے کہ من لفظن جو یہ کہتے ہیں کہ :

لو کادوا عندنا ما ما لعدا و ما قتلوا ۱۰۱

یہ کہنا ان کا محض عدم ایمان علی تقدیر کی دلیل ہے نہ جبکہ دوسری جگہ مذکور ہے کہ اگر
مقتدایا ہی خیال ہے کہ ان مقتولین کے قتل کا باعث ان کا مہذب مذہب میں بیگ کی
غرض سے جانا ہے اور اپنے شہروں اور مکاناتوں میں رہنا موت سے بچا سکتا ہے
تو پھر مہربانی کر کے ذرا تم اپنے نفسوں سے موت کو روک دو تم تو کہیں میدان
کا نہ رہیں نہیں جاتے۔ پھر گھروں میں بیٹھے بیٹھے کیوں مر جاتے ہو۔

لہذا معلوم ہوا کہ نہ میدان کارزار میں جانا موجب موت ہو سکتا ہے اور نہ گھر میں
رہنا مانع ہو سکتا ہے بلکہ موت تو خدا کے اختیار میں ہے۔ درمزموم فی کتاب ہے
جس وقت اجل مقررہ تمام ہو جائیگی خواہ مکانات کی بند کوٹھ یوں ہیں خواہ میدان کا تار
میں ہوں موت کے چکل سے بھاگنا ہی بے گز نہیں ہو سکتی و لکن تم فی مروج مشیدہ۔

منکر تقدیر بے صبر اہوگا

لیکن چونکہ یہ منافق منکرین تقدیر ہیں اس وجہ سے ان کو حکم خداوندی پر صبر نہیں
سکتا بلکہ ہمیشہ حسرت ہی میں مریں گے کہ لم یسے ہمارے عزیز میدان میں نہ جاتے تو ہمارے
نہ جاتے زندہ ہی رہتے۔ لہذا معلوم ہوا کہ جو شخص منکر تقدیر ہے اس کو کبھی صبر نہیں آئیگا

پر ہمارے ہی کے ساتھ جان کر الذہن یوموت ، غضب کے مہلک زہر میں داخل ہونے سے کہ ہم اس کی کہیں تفریح کے ذریعے سوچاویں اور عقل سے چھوڑ دے اور ایسی ۔

ہماری مثال وہی ہوتی ہے جیسے کوئی شخص کسی کے ہاں جھان بواور میزبان نے اس کو پناہ یک مہر و برکت مکان قیام کے واسطے جس کے معتد کتب عجیب عجیب سامانوں سے لگے ہیں ورنہ روز بروز اس سے بہتر نہیں ہو سکتے یہ کہہ دیا کہ یہ چار کتب جن کے دروازے کھلے ہوئے ہیں ان کی سیر و تفریح سے تم پناہ جاؤ اور جن کمروں کے دروازے بند ہیں ان کو نہ کھولنا۔ اب تم کو مایوسی کے دم کی سیر و تفریح کی ہیں جانتی گئی ہے ان کی سیر و سیاحت سے تو بہرہ انداز ہوا میں اور جن کمروں کے کھولنے کی ہم کو اجازت نہیں ہے کہ وہ بند نہ لگائیں۔ اگر ہم ان چاروں دروازوں کے جھانک توڑ ڈالیں گے تو ان کے بند کرنے کی طاقت درحالت کفر میں کبھی کیوں بند نہیں کر سکیں گے۔ ان کے کھلنے میں تو یہ خلاف تہذیب و احدانی خبر سمجھ جائے گا۔

اسی طرح جس ثور کی غنیمت اور غزوہ جس کا دروازہ منہ اس اقامت و تفریح کے کھول دیا گیا ہے۔ ان میں ہم کو بحث و مباحثہ کرنا چاہیے اور جس کو کے متعلق کب کئی کرنا چاہیے ہم کو منع کر دیا گیا ہے ان میں ہم کو کلام کرتے داخل در محذوبات اور معصیت ، تا وہاں سمجھا جلتے گا۔ اور خواب ، مسائل اور مسائل اور حل ہو گا۔ اسی کو فرماتے ہیں ۔

انہوں کو روایت کہ پرسد زباغیں تبس جہ نعت گل چہ شہید ۔ جب چہ کرڈ کیا مجال ہے کسی کی کہ ان برادر ہونے کی حقیقت کو معلوم کر سکے ۔ یہ ہستی سے ہمارے محفل کی کہ سب پر خطر رہا میں قدم رکھ سکے ۔ امر و خداوندی میں قدم رکھنا قوت بشریہ سے خارج ہے ۔ ذات و صفات خداوندی کی کہ نہ معلوم کن امکان سے باہر ہے حتیٰ کہ جمیع عقلا اس بر تفاق سے کہ علم بالکمال خداوندی ذات و عنایت کا مختلفت سے ہے ۔ ہم تو نہ صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح وہ ذات توکل غیر درک بالکمال ہے وہی اسی کی شان کے شایع انھیں کا نزول ہے اور اسی سے ہی جہاں ہلاکت میں بھیجی بھی ان کے مرتبہ عظمت کے مناسب ہے ۔ جیسا جانی ویسی ہی بھی ۔ اسی مجاہدہ کی نصیحتیں ایسے

مفسد کا عکس ہو، مانگن و مچھلے و سی۔۔۔ سے عدو کے ساتھ تہمت
 تقدیر کا منہ بہ منہ ہو گا۔ پس یہ اس وجہ سے کہ مفسد بھی
 راجع سے ورنہ نہ تہمت کا عکس نہ ہو اور اتنا عکس کا عکس نہ ہو
 میں ہو سکتا ہے نہ آخر میں یہ دو رنگ نہ بنے۔ نیز جو اس پر ہر خوف نہ
 ہو مگر بھی دوہوں ہیں۔۔۔ جو گناہوں میں نوبت سے حق و قصد سے
 ان ملک کوئی نہ ہو۔۔۔ اس کی تہمت ان ملک کو تہمت کا حصہ ملے نہیں ہو
 سنا تو بے عیب ہو گا۔ اس کی تہمت اس کی تہمت سے ادلی و بندہ دلا
 ہے۔ بلکہ تہمتوں میں تہمت و تہمتوں میں تہمت کو جیسے جیسے تہمت
 پر گناہ کو تہمت سے۔۔۔ اس کی تہمت میں تہمت سے تہمت کو تہمت
 اس کا سلسلہ اور جو تہمت ہے۔

اور وہ ہیں یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت
 دعویٰ کی یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت
 عملی تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت
 سے تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت
 یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت
 یعنی یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت

اسی طرح تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت
 آخرت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت
 دنیا کا تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت
 کریں جو تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت
 ہوگا جب کہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت
 تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت
 کامل یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت یہ تہمت

مستحقان کے لئے ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے
 ہاں، ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے
 ہاں، ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے
 ہاں، ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے
 ہاں، ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے
 ہاں، ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے

قرآن کریم ایک نئی ہے

ہی میں نے اس میں کائنات کی ہر شے کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے
 ہاں، ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے
 ہاں، ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے
 ہاں، ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے
 ہاں، ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے
 ہاں، ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے

جیسے وہی سے ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے

حرف حرف سے ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے

یہی قرآن کریم ہے جو ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے
 ہاں، ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے
 ہاں، ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے
 ہاں، ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے
 ہاں، ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے
 ہاں، ہر قسم کی خدمتوں کی فہم کی گنجائش ہے

اور اس کلامِ مہملی کے خلاف سے ایسا ہی کیا لفظی مغالطہ ہو جیسا کہ اس کلامِ مہملی سے ورفقہ صبح ۱۰ بجے، گرسٹہ ہو کہ عذر مستی کو جو مہملی کہنا ہے جب اس کلام میں ورفقہ کلام میں کہ فرق ہے۔

جو یہ ہے کہ وہ فوقی نہیں اس لیے کہ اس کا تہذیب ہے کہ وہ سے جو کلام
صدور ہوتا ہے اس کو کلام حق کہہ سکتے ہیں اور ان کے ساتھ کلام غلطی کو کلام حق کہہ
سکتے ہیں اور اسی مثال سے یہ بات بھی معلوم ہو جائے گی جس طرح ہم منشیہ کا ذکر کر
تھے تو ان کے متعلق نہیں دیکھنے تھے جس کا سبب یہ ہے کہ ضعف اللہ دے۔

[illegible]

موتی صدمہ سہا سہی۔ مومن ہوتے۔ یہ موتی صدمہ لہندہ کے سے موتی علی اس تن سے اٹل تہ ہے۔

یو جو کہ۔ یہ نہ رہا نہ تہ نہ ہی صدمہ ستوم ہا بیکہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
ماضی و ماضی میں ایک دن وہ سر پہاں نہ نہ ہی صدمہ ستوم کا جہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
سے تو قرعے نہ کہ صدمہ ستوم ہا بیکہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
تہ نہ ہی ماضی و ماضی میں ایک دن وہ سر پہاں نہ نہ ہی صدمہ ستوم کا جہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
مستحق نہ ہی ماضی و ماضی میں ایک دن وہ سر پہاں نہ نہ ہی صدمہ ستوم کا جہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
صدمہ ستوم ہا بیکہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
موتی صدمہ ستوم ہا بیکہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
مستحق نہ ہی ماضی و ماضی میں ایک دن وہ سر پہاں نہ نہ ہی صدمہ ستوم کا جہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
صدمہ ستوم ہا بیکہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں

موتی صدمہ ستوم ہا بیکہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
صدمہ ستوم ہا بیکہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
صدمہ ستوم ہا بیکہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
صدمہ ستوم ہا بیکہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
صدمہ ستوم ہا بیکہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
صدمہ ستوم ہا بیکہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
صدمہ ستوم ہا بیکہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
صدمہ ستوم ہا بیکہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
صدمہ ستوم ہا بیکہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں
صدمہ ستوم ہا بیکہ ہوں سو انکھی سے ماحر سے ہیں

تجلی کے اثرات

بیز میں غم سے یہ بھی نہ خیال کرنا چاہتے کہ اس تجلی کلاسی نے اپنی عظمت کو چھوڑ کر

کی ماسک کہ جس سے جہان بگمے جس کی قطرات سے سسکتی ہیں
 سادوں کی سسکی جاتی ہے وہ اس کا حال سے شہنشاہ کا ہوا
 سرور سے کہ اس کا دامن سے تار سے ماحول سے کہ وہ
 طوفان سے کہ اس کا دامن سے تار سے ماحول سے کہ وہ
 گزشتہ ہفت روزہ

اس نے نہ سید کو چھوڑا کہ نہ سرور کو بانی کی گستاخ پران کہ طبعی
 بنا وہاں پر سرور تھا اس کی ٹری خوب ہے گئی کسی کو کہ جس سے
 تار ہر نے وہاں سے کہ اس کے لئے وہاں سے کہ اس کے لئے
 کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
 کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے

وہی ہے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے

وہی ہے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے

سازدہ روزہ کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
 کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
 کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
 کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے

وہی ہے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے

وہی ہے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
 کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
 کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے
 کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے

نہیں تھے وہ ایک اور مہم کے لئے روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ ایک سفیر بھی تھا جس کا مقصد ان کے لئے ایک اور مہم کے لئے ایک سفیر بھی تھا۔

دنیا کی کوئی چیز بیکار نہیں

ایک بار جب ایک شخص نے ایک سفیر کو دیکھا تو اس نے اس کے ساتھ ایک سفیر بھی تھا جس کا مقصد ان کے لئے ایک اور مہم کے لئے ایک سفیر بھی تھا۔

مگر وہ شخص ایسے نہیں تھا جس کا مقصد ان کے لئے ایک اور مہم کے لئے ایک سفیر بھی تھا۔

اس شخص نے ایک سفیر کو دیکھا تو اس نے اس کے ساتھ ایک سفیر بھی تھا جس کا مقصد ان کے لئے ایک اور مہم کے لئے ایک سفیر بھی تھا۔

چنانچہ اس شخص نے ایک سفیر کو دیکھا تو اس نے اس کے ساتھ ایک سفیر بھی تھا جس کا مقصد ان کے لئے ایک اور مہم کے لئے ایک سفیر بھی تھا۔

بھی خود بخود اور ہماری شان سے ہے

شاور گاہ کے ہر حصے میں بہت سی گہرائی ہے

اس کے ساتھ ساتھ ہی ایک اور گہرائی ہے جس میں بہت سی

سے مل رہی ہے۔ یہ سب کچھ سچا ہے اور اس کے ساتھ ہی

جس کے ساتھ ہی ہے کہ وہ قدر کچھ سچا ہے اور اس کے ساتھ ہی

سے مناسب نہیں ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

تہ بہ تہی و ساری میں اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

نہیں مل رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہے کہ اس کے ساتھ ہی

ہوتے ہیں وہ کسی نہ کسی طرف سے ہوتے ہیں اور اللہ میاں کو یہ لحاظ
کیوں نہ کرے اور یہ کہ وہ کسی نہ کسی طرف سے ہوتے ہیں اور اللہ میاں کو یہ
ہیں کہ کسی نہ کسی طرف سے ہوتے ہیں اور اللہ میاں کو یہ
ہیں کہ کسی نہ کسی طرف سے ہوتے ہیں اور اللہ میاں کو یہ
ہیں کہ کسی نہ کسی طرف سے ہوتے ہیں اور اللہ میاں کو یہ
ہیں کہ کسی نہ کسی طرف سے ہوتے ہیں اور اللہ میاں کو یہ

دنیا و آخرت کی حقیقت سمجھنا

اب یہ کہ دنیا و آخرت کی حقیقت سمجھنا
ہیں کہ کسی نہ کسی طرف سے ہوتے ہیں اور اللہ میاں کو یہ
ہیں کہ کسی نہ کسی طرف سے ہوتے ہیں اور اللہ میاں کو یہ
ہیں کہ کسی نہ کسی طرف سے ہوتے ہیں اور اللہ میاں کو یہ
ہیں کہ کسی نہ کسی طرف سے ہوتے ہیں اور اللہ میاں کو یہ
ہیں کہ کسی نہ کسی طرف سے ہوتے ہیں اور اللہ میاں کو یہ

کدورات میں ملکہ لکم الدنیا و الدنیا و الدنیا

سہی مدعاں میں کہ کوئی نہ کہ ہے میں کہ نہ دیا و ترس کہ غضب میں خوب
ہو و فکر کرو کہ وہ میں سے مدعاں کہ وہ میں سے مدعاں کہ وہ میں سے مدعاں
سہی مدعاں میں کہ کوئی نہ کہ ہے میں کہ نہ دیا و ترس کہ غضب میں خوب
ہو و فکر کرو کہ وہ میں سے مدعاں کہ وہ میں سے مدعاں کہ وہ میں سے مدعاں
سہی مدعاں میں کہ کوئی نہ کہ ہے میں کہ نہ دیا و ترس کہ غضب میں خوب
ہو و فکر کرو کہ وہ میں سے مدعاں کہ وہ میں سے مدعاں کہ وہ میں سے مدعاں

سے طمان سے تہہ تک تھام لیا۔ یہاں سے اس نے اپنے ہاتھ سے اس کے
 سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر
 اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر
 اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر
 اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر

یہی سب کچھ وہاں ہی ہوا۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر
 اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر
 اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر
 اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر
 اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر

اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر
 اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر
 اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر
 اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر
 اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اس کے سر پر

شیوخ کے حلقہ ولہجہ کی تحقیقت

اسی جگہ پر وہ سب بے سبب
 بنے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ

وہ سب بے سبب بنے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ
 خاص بننے کی غیبت حاصل کر رہے تھے۔ انہوں نے یہ خیال کر لیا کہ یہ سب بے سبب

هَلُمُّ الْآخِرَةِ
فِكْرٌ آخِرْتُ



ہاں میں یہاں سے آتے ہیں۔ ۲۵۰۔ ۲۵۵۔ ۲۶۰۔ ۲۶۵۔ ۲۷۰۔ ۲۷۵۔ ۲۸۰۔ ۲۸۵۔ ۲۹۰۔ ۲۹۵۔ ۳۰۰۔ ۳۰۵۔ ۳۱۰۔ ۳۱۵۔ ۳۲۰۔ ۳۲۵۔ ۳۳۰۔ ۳۳۵۔ ۳۴۰۔ ۳۴۵۔ ۳۵۰۔ ۳۵۵۔ ۳۶۰۔ ۳۶۵۔ ۳۷۰۔ ۳۷۵۔ ۳۸۰۔ ۳۸۵۔ ۳۹۰۔ ۳۹۵۔ ۴۰۰۔ ۴۰۵۔ ۴۱۰۔ ۴۱۵۔ ۴۲۰۔ ۴۲۵۔ ۴۳۰۔ ۴۳۵۔ ۴۴۰۔ ۴۴۵۔ ۴۵۰۔ ۴۵۵۔ ۴۶۰۔ ۴۶۵۔ ۴۷۰۔ ۴۷۵۔ ۴۸۰۔ ۴۸۵۔ ۴۹۰۔ ۴۹۵۔ ۵۰۰۔ ۵۰۵۔ ۵۱۰۔ ۵۱۵۔ ۵۲۰۔ ۵۲۵۔ ۵۳۰۔ ۵۳۵۔ ۵۴۰۔ ۵۴۵۔ ۵۵۰۔ ۵۵۵۔ ۵۶۰۔ ۵۶۵۔ ۵۷۰۔ ۵۷۵۔ ۵۸۰۔ ۵۸۵۔ ۵۹۰۔ ۵۹۵۔ ۶۰۰۔ ۶۰۵۔ ۶۱۰۔ ۶۱۵۔ ۶۲۰۔ ۶۲۵۔ ۶۳۰۔ ۶۳۵۔ ۶۴۰۔ ۶۴۵۔ ۶۵۰۔ ۶۵۵۔ ۶۶۰۔ ۶۶۵۔ ۶۷۰۔ ۶۷۵۔ ۶۸۰۔ ۶۸۵۔ ۶۹۰۔ ۶۹۵۔ ۷۰۰۔ ۷۰۵۔ ۷۱۰۔ ۷۱۵۔ ۷۲۰۔ ۷۲۵۔ ۷۳۰۔ ۷۳۵۔ ۷۴۰۔ ۷۴۵۔ ۷۵۰۔ ۷۵۵۔ ۷۶۰۔ ۷۶۵۔ ۷۷۰۔ ۷۷۵۔ ۷۸۰۔ ۷۸۵۔ ۷۹۰۔ ۷۹۵۔ ۸۰۰۔ ۸۰۵۔ ۸۱۰۔ ۸۱۵۔ ۸۲۰۔ ۸۲۵۔ ۸۳۰۔ ۸۳۵۔ ۸۴۰۔ ۸۴۵۔ ۸۵۰۔ ۸۵۵۔ ۸۶۰۔ ۸۶۵۔ ۸۷۰۔ ۸۷۵۔ ۸۸۰۔ ۸۸۵۔ ۸۹۰۔ ۸۹۵۔ ۹۰۰۔ ۹۰۵۔ ۹۱۰۔ ۹۱۵۔ ۹۲۰۔ ۹۲۵۔ ۹۳۰۔ ۹۳۵۔ ۹۴۰۔ ۹۴۵۔ ۹۵۰۔ ۹۵۵۔ ۹۶۰۔ ۹۶۵۔ ۹۷۰۔ ۹۷۵۔ ۹۸۰۔ ۹۸۵۔ ۹۹۰۔ ۹۹۵۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۵۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۵۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۵۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۵۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۶۰۔ ۱۴۶۵۔ ۱۴۷۰۔ ۱۴۷۵۔ ۱۴۸۰۔ ۱۴۸۵۔ ۱۴۹۰۔ ۱۴۹۵۔ ۱۵۰۰۔ ۱۵۰۵۔ ۱۵۱۰۔ ۱۵۱۵۔ ۱۵۲۰۔ ۱۵۲۵۔ ۱۵۳۰۔ ۱۵۳۵۔ ۱۵۴۰۔ ۱۵۴۵۔ ۱۵۵۰۔ ۱۵۵۵۔ ۱۵۶۰۔ ۱۵۶۵۔ ۱۵۷۰۔ ۱۵۷۵۔ ۱۵۸۰۔ ۱۵۸۵۔ ۱۵۹۰۔ ۱۵۹۵۔ ۱۶۰۰۔ ۱۶۰۵۔ ۱۶۱۰۔ ۱۶۱۵۔ ۱۶۲۰۔ ۱۶۲۵۔ ۱۶۳۰۔ ۱۶۳۵۔ ۱۶۴۰۔ ۱۶۴۵۔ ۱۶۵۰۔ ۱۶۵۵۔ ۱۶۶۰۔ ۱۶۶۵۔ ۱۶۷۰۔ ۱۶۷۵۔ ۱۶۸۰۔ ۱۶۸۵۔ ۱۶۹۰۔ ۱۶۹۵۔ ۱۷۰۰۔ ۱۷۰۵۔ ۱۷۱۰۔ ۱۷۱۵۔ ۱۷۲۰۔ ۱۷۲۵۔ ۱۷۳۰۔ ۱۷۳۵۔ ۱۷۴۰۔ ۱۷۴۵۔ ۱۷۵۰۔ ۱۷۵۵۔ ۱۷۶۰۔ ۱۷۶۵۔ ۱۷۷۰۔ ۱۷۷۵۔ ۱۷۸۰۔ ۱۷۸۵۔ ۱۷۹۰۔ ۱۷۹۵۔ ۱۸۰۰۔ ۱۸۰۵۔ ۱۸۱۰۔ ۱۸۱۵۔ ۱۸۲۰۔ ۱۸۲۵۔ ۱۸۳۰۔ ۱۸۳۵۔ ۱۸۴۰۔ ۱۸۴۵۔ ۱۸۵۰۔ ۱۸۵۵۔ ۱۸۶۰۔ ۱۸۶۵۔ ۱۸۷۰۔ ۱۸۷۵۔ ۱۸۸۰۔ ۱۸۸۵۔ ۱۸۹۰۔ ۱۸۹۵۔ ۱۹۰۰۔ ۱۹۰۵۔ ۱۹۱۰۔ ۱۹۱۵۔ ۱۹۲۰۔ ۱۹۲۵۔ ۱۹۳۰۔ ۱۹۳۵۔ ۱۹۴۰۔ ۱۹۴۵۔ ۱۹۵۰۔ ۱۹۵۵۔ ۱۹۶۰۔ ۱۹۶۵۔ ۱۹۷۰۔ ۱۹۷۵۔ ۱۹۸۰۔ ۱۹۸۵۔ ۱۹۹۰۔ ۱۹۹۵۔ ۲۰۰۰۔ ۲۰۰۵۔ ۲۰۱۰۔ ۲۰۱۵۔ ۲۰۲۰۔ ۲۰۲۵۔ ۲۰۳۰۔ ۲۰۳۵۔ ۲۰۴۰۔ ۲۰۴۵۔ ۲۰۵۰۔ ۲۰۵۵۔ ۲۰۶۰۔ ۲۰۶۵۔ ۲۰۷۰۔ ۲۰۷۵۔ ۲۰۸۰۔ ۲۰۸۵۔ ۲۰۹۰۔ ۲۰۹۵۔ ۲۱۰۰۔ ۲۱۰۵۔ ۲۱۱۰۔ ۲۱۱۵۔ ۲۱۲۰۔ ۲۱۲۵۔ ۲۱۳۰۔ ۲۱۳۵۔ ۲۱۴۰۔ ۲۱۴۵۔ ۲۱۵۰۔ ۲۱۵۵۔ ۲۱۶۰۔ ۲۱۶۵۔ ۲۱۷۰۔ ۲۱۷۵۔ ۲۱۸۰۔ ۲۱۸۵۔ ۲۱۹۰۔ ۲۱۹۵۔ ۲۲۰۰۔ ۲۲۰۵۔ ۲۲۱۰۔ ۲۲۱۵۔ ۲۲۲۰۔ ۲۲۲۵۔ ۲۲۳۰۔ ۲۲۳۵۔ ۲۲۴۰۔ ۲۲۴۵۔ ۲۲۵۰۔ ۲۲۵۵۔ ۲۲۶۰۔ ۲۲۶۵۔ ۲۲۷۰۔ ۲۲۷۵۔ ۲۲۸۰۔ ۲۲۸۵۔ ۲۲۹۰۔ ۲۲۹۵۔ ۲۳۰۰۔ ۲۳۰۵۔ ۲۳۱۰۔ ۲۳۱۵۔ ۲۳۲۰۔ ۲۳۲۵۔ ۲۳۳۰۔ ۲۳۳۵۔ ۲۳۴۰۔ ۲۳۴۵۔ ۲۳۵۰۔ ۲۳۵۵۔ ۲۳۶۰۔ ۲۳۶۵۔ ۲۳۷۰۔ ۲۳۷۵۔ ۲۳۸۰۔ ۲۳۸۵۔ ۲۳۹۰۔ ۲۳۹۵۔ ۲۴۰۰۔ ۲۴۰۵۔ ۲۴۱۰۔ ۲۴۱۵۔ ۲۴۲۰۔ ۲۴۲۵۔ ۲۴۳۰۔ ۲۴۳۵۔

موتی طبعی محمد مدحت شریف سے نام نہاں سربراہ



مکمل میں سارا نام ہیں لہذا اس سے منسوب رہیں۔ یہاں تو مریض کی طرح
 رہتے ہیں مگر بعد میں جہنم میں جہنم میں رہیں اور مریضوں کی طرح
 ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک ہوا نام ہے جسے عذاب سے کوئی نہ بچا
 کر رہا اور اسے کوئی نہ بچا۔ یہ وہی ہے جسے اللہ نے بچا اور اسے
 بچا۔ یہ وہی ہے جسے اللہ نے بچا اور اسے بچا۔

۱۲۶

سے تم کو خود ہی نصرت ہو جائے گی اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ بڑھے گی۔ یہی مطلوب
 ہے اور اسی کی تعمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمائی ہے۔ اب
 دعا کیجئے کہ تم کو توفیق مل جیسب ہو

وہی اللہ ہی سیدنا و مولانا

محمد و علی آلہ و اصحابہ

اجتمعین

وہیں سے وہ لوگوں میں سے تھا جس نے ان کو اپنا بیٹا بنا لیا۔
 وہ لوگوں میں سے تھا جس نے ان کو اپنا بیٹا بنا لیا۔
 وہ لوگوں میں سے تھا جس نے ان کو اپنا بیٹا بنا لیا۔

اللہ کا وعدہ خلاف نہیں ہوتا

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ جس نے اللہ کا وعدہ کیا ہے وہ اس سے
 وعدہ خلاف نہیں ہوتا۔

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ اللہ کا وعدہ کبھی نہیں ٹوٹتا۔
 اس لیے ہمیں اللہ کے وعدوں پر ایمان رکھنا چاہیے۔
 اللہ کا وعدہ ہمیں ہمیشہ سچا رہتا ہے۔

وعدہ اللہ لا تخلف اللہ وعدہ، لیکن الذین یؤفون عہدہم

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ اللہ کا وعدہ کبھی نہیں ٹوٹتا۔
 اس لیے ہمیں اللہ کے وعدوں پر ایمان رکھنا چاہیے۔
 اللہ کا وعدہ ہمیں ہمیشہ سچا رہتا ہے۔
 اس لیے ہمیں اللہ کے وعدوں پر ایمان رکھنا چاہیے۔
 اللہ کا وعدہ ہمیں ہمیشہ سچا رہتا ہے۔

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ اللہ کا وعدہ کبھی نہیں ٹوٹتا۔
 اس لیے ہمیں اللہ کے وعدوں پر ایمان رکھنا چاہیے۔
 اللہ کا وعدہ ہمیں ہمیشہ سچا رہتا ہے۔
 اس لیے ہمیں اللہ کے وعدوں پر ایمان رکھنا چاہیے۔

[illegible]

سے حرف کا غلط پڑ نہیں رکھے۔ ۲۔ ہر کوئی بڑا بھاک۔ ہر شے ضرور ہے کہ نھاک
 کا کب وجہ مائے اندر بھیجت جس کا حاصل ہی ہے کہ آخرت سے زیادہ دنیا کی طلب
 سے واصل کئے لئے آخرت سے زیادہ کوشش کھاتی ہے۔ اور یہی عملوں کی مثال
 سے کہنے کہ جہاں کہہ بیکام میں ہی تندر بوجھنا ہے مگر جس اوقات میں وہ ہے
 کہ بلکا سمجھ کر اس کی طرف نہایت ہیں کیا جانا، زیادہ بھاک سوجھتا ہے حاکم کی
 بلکا بلکا زیادہ بھاک ہے وہ تو گوشت میں ہو سکتا ہو جاتا ہے اور یہ اس بلکا
 رکھو، بیکہ بھاک کی اصل سے اس وقتوں میں سمجھو، اور یہ بات یہ تو تمہوں نے
 سمجھ سکتے ہیں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ ہر کوئی کے فوٹو میں تیار کر رہے ہیں۔
 مولانا فرماتے ہیں سے

مگر ہمیں امانت پرست ہیں۔ ہمیں یہ بھی سمجھنا ہے
 اس میں سے کہتے کہ ہمیں سے وہ جوئے کا اصل میں سمجھنا تھا۔ اور یہ میں بہ
 شخص کے اندر لگا۔ سے گوشت کا وجہ نہ ہو مگر جب نہ میں اس میں ہے تو اس کی
 بہرہ منہ ہوئی اس سے اس سے بعض دفعہ یہ دہان سے اس میں گنگ
 لگتی۔ بعض دفعہ ایک لگائی سے بھرتا، جو وہ اس سے کہہ بھاک میں لگ گیا
 بھر سو اسے دہان سے لگے میں لگا، پنچاویں و پینچاویں کی جی جی گئی۔

کسب دنیا و کسب دین کا فرق

صاحبو! حق تعالیٰ کے ظاہر سے سبب کہہ معلوم ہوگے تو اس کو نصف نہ سمجھو
 اور اس کے دینی درجہ سے بھی نکلیے کی پوری کوشش کرو۔ وہ میں کسب دنیا سے
 منع نہیں کہ ناجائز دنیا سے منع کرنا ہوں کہو کہ یہی جڑ ہے تمام جرائم کی جڑ
 اللہ نہ مائیں کل خطہ سے آج کل نو عظیم یا نہ تھا دت کسب دنیا و حیات دیا میں
 وق ہیں کرتی جس کی وجہ سے وہ دو غلطوں میں مبتلا ہیں :
 ایک نوعیت کے کھام میں دنیا کی نامت دیکھ کر اس طرحی کر سکتے کہ یہ ہوگی کسب

ہا جی میں گناہ کر گیا۔ میرے محبت سے اس نے میری سبکدوشی کی ہے۔
 میری سبکدوشی کے ساتھ اس نے سب سے پہلے میری سبکدوشی کی ہے۔
 میری سبکدوشی کے ساتھ اس نے سب سے پہلے میری سبکدوشی کی ہے۔
 میری سبکدوشی کے ساتھ اس نے سب سے پہلے میری سبکدوشی کی ہے۔
 میری سبکدوشی کے ساتھ اس نے سب سے پہلے میری سبکدوشی کی ہے۔

دعا سے ہے جی۔ دستِ مکرر میں کہہ دوں گا۔
 میری سبکدوشی کے ساتھ اس نے سب سے پہلے میری سبکدوشی کی ہے۔
 میری سبکدوشی کے ساتھ اس نے سب سے پہلے میری سبکدوشی کی ہے۔
 میری سبکدوشی کے ساتھ اس نے سب سے پہلے میری سبکدوشی کی ہے۔
 میری سبکدوشی کے ساتھ اس نے سب سے پہلے میری سبکدوشی کی ہے۔
 میری سبکدوشی کے ساتھ اس نے سب سے پہلے میری سبکدوشی کی ہے۔

جس دن اس نے اچھا کرنا شروع کیا۔
 وہاں میں رہتا رہا۔
 میری سبکدوشی کے ساتھ اس نے سب سے پہلے میری سبکدوشی کی ہے۔
 میری سبکدوشی کے ساتھ اس نے سب سے پہلے میری سبکدوشی کی ہے۔
 میری سبکدوشی کے ساتھ اس نے سب سے پہلے میری سبکدوشی کی ہے۔
 میری سبکدوشی کے ساتھ اس نے سب سے پہلے میری سبکدوشی کی ہے۔

[illegible][illegible]

انہی کلمہ کی باتوں کو جس سے جس سے خدا کا شکر ہو، ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے

عورتوں پر چٹ و نیا کا غلبہ

مورہا پرست اس کا مدت غلبہ سے اس میں روزہ کہہ کر سے کہ اس میں ہاں ہے
 کھانا یہ ہے کہ جب ماہور میں ہی ہو نہ ختم ہو صحت مند نہ دنیا کی کچھ
 سے کہہ دیں کہ اگر کسی نہیں، جو نہیں خود غور کر کے کچھ نہیں کہ ان کی مجلسوں میں سے
 کہانی مجلسیں سنی ہیں جن میں وہیں کا ذکر ہو جائے وہ وہاں کا روادہ مدعو کر، بھی مباح
 ہے جب کہ کوئی بات معصیت کی نہ کہ جائے شکر مباح نہ مکرر گناہ سے ملی ہوئی ہے

[illegible]

وہ اب سرگرم سماں وادیوں کے لیے تیار ہے۔ آج کل کے معاشرے میں
وہ اب علم کے سین میں سیکھنے والا ہے۔ وہ خود ہی۔ اور وہ خود کے لیے بھی نہیں
بلکہ اپنے لیے اور اپنے لیے۔ تاکہ اس میں نہ ہو۔

دنیا دار پریشانی سے خوں نہیں

صاحبِ اہلِ اسلام اور اہلِ علم نے اپنے ہر فن و فنون کے لئے بڑی محنت
کے ساتھ کتب و کلام جمع کیا ہے۔ ان کی یہ کتب و کلام ہر علم و فن کے
کے لئے بڑی قیمتی ہیں۔ ان کے لئے ہر علم و فن کے

نہایت پرستار ہو کر رہا کرتا تھا۔ یہ خداوندی رحمت ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اپنے لئے جو کچھ چاہتا ہے وہی دے دیتا ہے۔

کہنا کہ وہ موبی بچہ کا، سندس عہدہ نہیں تھا۔ وہ بچہ مر رہا تھا۔
میں نے وہ شے دیکھی تھی۔ وہ کھلی۔ مگر یہ ہاتھ ہی ہاتھ سے
دھنسی جانے میں سادہ نہ کہ یہ رازوں میں کیچھڑی نہ تو ہونے لگا

سکون و راحتوں کو غفلتوں میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ کھانا سادہ رکھیں۔
 دماغ کے دل میں جو روڑا کہ کسی صاحبِ کمال پر غور و تدبیر سے پیدا نہیں
 کرے۔ پورے دماغ سے گھبراہٹ پیدا نہیں ہونی چاہیے۔ یہ کہیں کہیں ناگوار چیزیں ڈسٹر

۱۰۔ میٹھورہ کے سلطان مسعود کے حاصر ہونے سے سب یار کیا ہی۔ سلطان نے یہ خبر دیکھ کر ۲۰ مہ

موت کا کہ جس سے کہ فوف اور مطلب کہنے میں بھی شام سے رات میں ہستی
مدا و رات سے چل جاتی ہے۔

بہت کچھ کہہ سکتے ہیں کہ عکس کا کیا ہے طبع سے یہ عکس و دام
کہتے ہیں کہ اس سے کیا کہہ سکتے ہیں کہ عکس و دام کسی چیز کا عکس ہے جس کا عکس
بہت سے عکس و دام ہے۔ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے۔

اچھے گھر کی باتیں کہہ سکتے ہیں کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے
میں سے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے
عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے
عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے
عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے

میں کہہ سکتے ہیں کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے
دوستی کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے
میں سے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے
میں سے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے
میں سے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے
میں سے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے

میں سے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے
لا جواب ہیں جو کہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے
ہاں ہوں کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے
میں سے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے
خدا پر ایمان نہ ہوتا ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے
نہ کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے
گدھے کے عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے کہ عکس و دام کا عکس ہے

وہاں بھی۔ لگتی ہوئی باتیں ہیں۔ آپ آج بھی وہاں ہیں۔
 تہہ و بالا۔ یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔
 یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔
 یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔
 یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔
 یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔

یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔
 یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔
 یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔
 یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔
 یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔
 یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔

یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔
 یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔
 یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔
 یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔
 یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔
 یہاں سے وہاں تک۔ یہاں سے وہاں تک۔

اہل اللہ موت سے نہیں گھبراتے

مشرق و مغرب کی تمام زبانوں میں اللہ کی تعریف کی گئی ہے۔
 اللہ کی تعریف کی گئی ہے۔ اللہ کی تعریف کی گئی ہے۔
 اللہ کی تعریف کی گئی ہے۔ اللہ کی تعریف کی گئی ہے۔
 اللہ کی تعریف کی گئی ہے۔ اللہ کی تعریف کی گئی ہے۔
 اللہ کی تعریف کی گئی ہے۔ اللہ کی تعریف کی گئی ہے۔
 اللہ کی تعریف کی گئی ہے۔ اللہ کی تعریف کی گئی ہے۔

کمر سخی نہ نہ یاد نہ و
 چھ مہینوں کو نہ مہر و
 اونے رے رے اور پر نہ و
 جس کس حد شیش بھڑو
 گوہر دیں شاخوں کے عطا میں پونہ توں بہ بھی کامت حکم تا جہد بے سے
 تاہل و رکازات ہند ہینے سے عشق میں مگر میں تو خود نے پے قصہ میں بکھاس
 اور خود اس کے بھانے کا ہوتا ہے ۔

اما حق منورہ اندک نہ نہ بعد قصور

وہ اسی واسطے مسلمان بنے کہ وہ کسی سے گزیر کہ میں قدموں سے اس کا ٹھیک
 ہے یا نہ ۔ اس سے نہ بد حالے پر ایل میں بگڑا ہی نہ مگر تو چھٹی نہیں اس سے
 دین کا وہ عطا میں مگر جو دھار نقصان ہے کہ وہ ماماں رک کی نہ ست سے نکل جائے
 لگے میں نہ ہی بہ قصوں ہستیہ و نہ نئی نگر کہ وہ سے بنی نہ تو اہل تو مثل
 وہ کے گاتے بھلے تے

تبلیغ کے آداب

میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے لوگ اس کا نام کر تبلیغ ہے جو گویا
 عطا کا مصدقہ و ترجمانی نہ ہے اس میں سے تبلیغ کے آداب میں سے ہیں
 اس کا مطالعہ اس باب میں بہت ہی ہو گا اس میں میں نے بتایا ہے کہ تبلیغ کی نگہ
 کا کون سا درجہ مطلوب ہے و کونسا درجہ خیر و عطا ہے جس میں ایک مضمون سے
 کہ تبلیغ میں ثبات کا لفظ نہ ہو یعنی یہ تجویز نہ کر کہ بہاری سنی سے شدھی مذہبی ہو جائے
 یا کس نہ بہت ہمسام ہو جائیں کہ ان کو اس کو بہت غلط کا نتیجہ یہ ہے کہ چند دن کے
 بعد جب اس نے اس کے قریب میں دیر ہوگی تو بہت بہت ہو جائیگی ۔ اس میں راز یہ ہے
 کہ بہت سی اصل جہتہ عقلی عمل کا سبب ہوتا ہے ۔

صوفیہ نے اس کو خوب سمجھا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ بہت رسوں اللہ علی اللہ علیہ
 وسلم نے تم کو فی الحال سے منع کیا ہے ، ہاں حقیقت میں عطا میں سے ممانعت نہیں بلکہ

تجارتِ آخرت

طاعات دینی و عبادت کے فضائل یہ عطا فرمائیے اور اول ۱۳۱۱ھ
 ۱۹۰۰ء میں مسجد مسلمان کو یہ عبادت باوجود دیگر کے مجمع میں جو جس پر رکھنے
 ۱۹۰۰ء میں مسجد مسلمان کو یہ عبادت باوجود دیگر کے مجمع میں جو جس پر رکھنے

رقیے نہایت خوب دئے نظر ہے لیکن اس وقت اس کا
 حاصل سے ملے ہوئے ہے، اس وقت سے جس کے شریعت طہ سے ہوا
 کا سے دئے ہے، یہی پتہ کے مال سے ملے ہے اور طہ سے حصے کا نشان
 بھی نہیں ملے گا، اس کے پیش نظر دئے دئے دئے کا واسطے کے
 محنت اُن حضرات کو دینا ہے جو وہ ترقی حاصل ہوئے کہ آج
 لوگوں کو خواب ہے ملے بھی نہیں ہو سکتے۔

[illegible]

مظہر آیا۔ خانچہ، انھی محنت و ملائحت میں ایک مدت ترقی کر رہی تھی کہ اسکو بہت بڑی مدد بھیجی جائے۔ علی بدخشاہی وغیرہ سواور کر کے بھیجے کہ ترحسے، انکس کے ذیل بھیجے۔ یہاں۔

تاریخ اور حدیث کا فرق

ترقی نامت خوبصورت عطف سے مکن اس وقت اس کا حاصل محض ثبوت اہل فہم سے ہے جس کی سرپرست مظہر نے جرأت دی ہے صحابہ کرام و ان سرمدان مہموا تعین ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نمونہ تھے۔ انھوں نے اس کو اپنے خیال میں کبھی جگہ نہیں دی جناب رسول مقبولؐ نے کبھی اس کی تعلیم نہیں دی۔ جو کہ میرے جس کا کہ ایک و محدثین میں مدون معنی جمع ہے اس کو دیکھ جائیے۔ اہل سنت سے اس کا تعلق نہ ہو بلکہ یہ ہے تاریخ و احادیث کا یہ مسئلہ ہے کہ اگر وہ حدیث سے مطابقت میں ہوں تو اہل حدیث اس پر بیچ محض کہوئے ماریں میں یہ قرار نہیں ہے کہ وہ واقعات ہیں اپنی رسے کو دخل دینے میں پھر اس رائے کو بصورت واقعہ بیان کرتے ہیں۔

زادہ اس کے بعض خود رو مصنفین پر انھوں نے کہ وہ محدثین رحمہ اللہ میں کرنا اور انھوں سے واقعات میں سی رائے کو شامل کرنا ہے بہت بڑی حد تک اس کے خلاف سے واقف ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ محدثین علیہ الرحمۃ کے کسی مدین سے کام لیا ہے ابتداء یہ اعتراف مطابقت واقع کے مؤرخین ضرور ہو سکتا ہے۔

صحابہ محدثین کا مدین اس سے زیادہ دیکھا ہو گا کہ اگر ایک محدث سے ایک بات کو ثابت کرنے میں تو اس کے بعد ہی وہ کہہ دیا کہ اس کا مدین صحابی کہاں کرے؟ اور اس میں بھی حدیث میں کہہ دیتے ہیں۔ اس معلوم ہوا کہ ان حضرات کا مقصود محض یہی رہا ہے کہ اللہ علیہ وسلم کے حالات کا تذکرہ کرنا ہے نہ کہ اپنی رائے کو ثابت کرنا یا اس پر اثر کرنا کیونکہ جب ایک حدیث کے ساتھ دو مری حدیث جو اس میں سے عوارض معارض ہیں موجود ہے تو ہم سے کہ اس محدث کی رائے کسی ایک حدیث میں ہوگی تو جوتو۔ مرد معارض کوئی خاص رائے کیونکہ مقصود ثابت ہو سکتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کو ذ

اور اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے
 کہ اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے

میں اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے
 جو اوقات کو اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے
 بنیاد پر ہے۔ اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے
 جو اوقات کو اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے
 بنیاد پر ہے۔ اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے

ترقی بنیاد صحت کا مطلق نظر تھا

اور اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے
 صحت کا مطلق نظر تھا۔ اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے
 بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے
 ترقی حاصل ہونے کے لئے اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے
 اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے

الذین اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے
 اگر اگر اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے

اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے
 یہ ہے اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے
 اور پھر اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے

واللہ اعلم۔ اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے
 اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے
 اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے

بجائے اس کے بعد مقررہ میں سے ایک کو مقصود سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے

کی عزت سے مکمل منہ پر تعصب ہو جاتی تھی۔ دوسرے طبقہ کی نظیر علی شاہ بھی۔ وہ سراسر
مذہب کا فانی ہے۔ وہی وجہ ہے کہ ایک امت نے غلامی سے۔ نہ کسی مذہب کو کافی سمجھا ہے کہ
وہ نہ صورتِ ظاہری سرِ عصب کے موافق خیال و تصوراتِ عبادت کے۔ نہ وہیں میں کہ وہ صرف
جسے میں کہ صورت ہی اس۔ نہ وہاں بہک بن مدل تعصبات ہوئے گی
اس کو ہمارے۔ نہ نہ ہی یہاں۔ نہ نہ وہاں وہاں کہنے کے لئے کہ اگر عبادت
میں۔ یہی ہو تو اس کو کہے جو کوئی کہ یا پر ہمیشہ۔ ہر ہر میں رہا۔ جس دروز میں عبادت
ہو جاتی ہے۔ پھر عبادت سے عبادت ہو جاتی ہے۔ پھر وہ ذریعہ قریب بن جاتی
ہے۔ اس کو مودار و دم علیہ رحمۃ فرماتے ہیں۔

ز صفت و ذمہ جہر و بد خصل

وہ خیانت ست دراز وصال

یہی اہم سے خیال ہر ہر سے۔ پھر وہ خیال ہی بہ ہو جاتا ہے ضلالت
کی طرف۔ مگر یہ اسی وقت سے جب کہ صورتِ شریعت پر مصیبت ہو۔ ورنہ گویہ
بھی۔ ہو تو پھر اصل حاکم کوئی نہیں ہیں۔ اس سے میں کہتا ہوں کہ اگر رسم
ہوئی اور منطق ہوئی تو اس کے مبدی حقیقت ہو جانے کی امید تھی مگر خطبات
ہوئے کہونکہ اس سے کہ نظریات کے سے ضرورت اس کی ہے کہ شریعت کی وقعت
دل میں ہو اور یہاں ہی مرد ہے۔

علماء پر اعتراض کی حقیقت

سچ کل عقد شریعتِ مطہرہ کو مولویوں کے خیالات کا مجموعہ سمجھتے ہیں اور
ان پر اعتراض کیے ہیں۔ لیکن ہم کو عینیت سمجھنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کو تو ان لوگوں سے اعتراض سے کیا گیا مگر جو دفع میں اثر اس اثر کا آپ
کی بر مولا۔ لیکن تاہم اور دعوت تو صرف مولویوں کو بنایا۔ ہم اس کے بھی
شہرہ نہ۔ یہاں مگر متعصبین کو بہ ضرورت سمجھنا چاہیے کہ درحقیقت ان کے

کو، اس میں کھٹک کی طرح سے کھڑے ہو کر، صواب و غلط کا موازنہ کرتے ہوئے
میں ہوں۔ یہی وہ صحت مند بات ہے۔ میں سمجھوں کہ میں نے جو کچھ
دیکھا ہے وہ بالکل درست ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

دین کے تجزیہ کی صوتیں

اب اہل کون و حور، مسلمان، پادری، مسیحی، کھڑے ہو کر، ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک
میں سے کہہ دو، یہی وہ کھٹک کی طرح سے کھڑے ہو کر، صواب و غلط کا موازنہ کرتے ہوئے
دیکھا ہے کہ مسلمان جیسے کھٹک کی طرح سے کھڑے ہو کر، صواب و غلط کا موازنہ کرتے ہوئے
میں سے کہہ دو، یہی وہ کھٹک کی طرح سے کھڑے ہو کر، صواب و غلط کا موازنہ کرتے ہوئے
نئی حرکت نہیں کرتے اب اس سے کہہ دو، یہی وہ کھٹک کی طرح سے کھڑے ہو کر، صواب و غلط کا موازنہ کرتے ہوئے
کو کہہ دو، یہی وہ کھٹک کی طرح سے کھڑے ہو کر، صواب و غلط کا موازنہ کرتے ہوئے
اور دوسری طرف سے کہہ دو، یہی وہ کھٹک کی طرح سے کھڑے ہو کر، صواب و غلط کا موازنہ کرتے ہوئے
اس صحت کی بات کی ضرورت ہے کہ ایک مسلمان کے لئے جو کچھ کہہ رہا ہے وہ بالکل
اور کچھ نہ کہہ رہا ہے اس لئے کہ اس میں سے کوئی بات نہیں ہے۔ ایک سب سے کہہ رہا ہے کہ جو کچھ کہہ رہا ہے
اس کی مسطورہ بات ہے۔ اب اس وقت تک کہ جس نے وہ کھٹک کی طرح سے کھڑے ہو کر، صواب و غلط کا موازنہ کرتے ہوئے
اس میں وہ عمل ملاحظہ کر لے۔ یہی وہ کھٹک کی طرح سے کھڑے ہو کر، صواب و غلط کا موازنہ کرتے ہوئے
سے دین کا یہ زیادہ تر عمل ہے کہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ کھٹک کی طرح سے کھڑے ہو کر، صواب و غلط کا موازنہ کرتے ہوئے
جو کہہ رہا ہے وہ کھٹک کی طرح سے کھڑے ہو کر، صواب و غلط کا موازنہ کرتے ہوئے
مستقل تھا تاہم اسے انہوں نے کوئی ذکر نہ کیا کہ یہاں تک کہ کسی نہ عام کے کام میں
سے وہ اس کا لیتا ہے۔ یہی وہ کھٹک کی طرح سے کھڑے ہو کر، صواب و غلط کا موازنہ کرتے ہوئے
نہا جو یہ بالکل وہی بات ہے کہ کلمہ "ہاں" اس پر یہیہ بیان کیا گیا ہے
کہ کاربند رہ کر عمائد بنیاد ضرور ہے۔ یہی وہ کھٹک کی طرح سے کھڑے ہو کر، صواب و غلط کا موازنہ کرتے ہوئے
نہا جو یہ بالکل وہی بات ہے کہ کلمہ "ہاں" اس پر یہیہ بیان کیا گیا ہے

کے کسی کو نہ ہو گا جس میں وہ ہمارے کسی سے
 رہے۔ یہ کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔ یہ کہہ کر ان میں سے
 میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔ یہ کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔
 کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔ یہ کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔
 کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔ یہ کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔
 کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔ یہ کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔

ایہ نیکوئیوں تقویٰ کے معنی

سادتہ ————— خداوند سبحان و تعالیٰ کے لئے
 عندہ بے انتہا اور بے شمار اجر و ثواب ہے۔ جو کہ
 سے وہ کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔ یہ کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔
 کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔ یہ کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔
 کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔ یہ کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔

دوسرے پانچ اور مرتبہ ہے۔ درمیان میں اور مابین
 کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔ یہ کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔
 کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔ یہ کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔
 کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔ یہ کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔
 کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔ یہ کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔

ایک صاحب نے کہا کہ میں نے یہ سب سنا ہے۔ یہ سب سنا ہے۔ یہ سب سنا ہے۔ یہ سب سنا ہے۔
 کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔ یہ کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔
 کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔ یہ کہہ کر ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔

[illegible]

عیادتِ بدنیہ مالیہ میں تفریق

چہا۔ عبادت بندہ و مالک تو ہی راسخ برحق و مصلوۃ و انوار کلاۃ سائے
راں سے کہتاں ہو۔ و قائلے و اہل مصلوۃ ہی سے۔ ہو دیباہ و غیر
کامیان تھا۔

دوسرے دو نمبر ہیں جس پر دو دن ثابت بن گیا ہے۔ انہوں نے اپنے دل کے ہاتھ اپنی دھڑکنا دیکھا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ نہری کو کبھی جیسے وہ سنا ہے کام لیتا ہے۔ ان لوگوں سے طمانتہ بہت چھوڑ دیا۔ چار چار سے ہوا ہوا ہوا کہ آروں میں مٹی ہو کچھ نہی ٹھیکے کئے ہو کہ آسانی سے ہٹا بھی جائے گا۔ عدالت میں رہے ہیں۔ اسی طرح ہم میں کہہ کی۔ مانت ہے غرض اس تفصیل سے مقدمہ ہو گا کہ ہم لوگوں نے دین کے اجزاء کو ٹھیک کر رکھا ہے۔ اب حرو ہوا ہے جسے ہمارا وردہ ہے کہ وہ دوسرے نے۔ یہ ایک جملہ ہوا ہے۔ پھر اس سے تین دن۔ جو اس کی حقائق و اصل ہیں

[illegible]

دہلی میں وہ نورانی شے ہے۔ ہاں، انکار کاں تھا، اور انکار کاں رکھ کر جیوں میں وہ
وہ ساری بات لکھی میں رہے۔

اسی کے وہ وہ گزرتے ہی تھے جس کو عرب و سہیل میں سے آو
اگلے ساتھ گزرتے ہوئے ان کے نہیں دور میں نہایت میں نے چھٹی چہرہ وہ تھی چٹا
نہیں میں نے وہ تھی حرافت کو ہاں میں میں اور ان سب کے سے مسیحا میں وہ
وہ رہا ہے کہ میں کے، جن میں مسیحا بن بھیجے سے زیادہ ثواب و ثبات وہ بہت
تھی، وہ وہ ثواب میں میں نے رکھے تھے، یہاں سے یہاں سے مکر وہی میں وہ رہا ہے
- یہ بھی وہ رہا ہے وہ نہ کے میں میں یہاں یہاں یہاں

کا وہ رہا ہے - یہ جو وہ وہاں سے وہاں کے وہ وہاں میں وہاں میں
وہ رہا کے وہ رہا ہے میں میں وہاں پہاں پہاں پہاں پہاں وہ رہا ہے
وہ سب وہاں پہاں پہاں پہاں پہاں وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے
کے میں میں وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے
حق ہو گئے یہ شکار وہ وہاں کہ وہاں یہ شکار وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے
شکار وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے

میں سے مسیحا کہ وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے
مسکت وہ سب وہاں وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے
سے سب وہاں وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے
مہم وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے
میں وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے
وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے
بھی وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے
وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے
وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے وہ رہا ہے

۱۔ غلبہ دروں سے حال نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ نہ تو کبھی ملاجرت ہو سکتی تھی نہ کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی۔
 ۲۔ کبھی تو کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی نہ کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی۔
 ۳۔ کبھی تو کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی نہ کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی۔
 ۴۔ کبھی تو کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی نہ کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی۔
 ۵۔ کبھی تو کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی نہ کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی۔
 ۶۔ کبھی تو کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی نہ کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی۔
 ۷۔ کبھی تو کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی نہ کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی۔
 ۸۔ کبھی تو کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی نہ کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی۔
 ۹۔ کبھی تو کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی نہ کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی۔
 ۱۰۔ کبھی تو کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی نہ کبھی ملاجرت نہ ہو سکتی تھی۔

شرعیات کے دُرُوق

۱۔ دُرُوقِ شریعت میں مذکور ہے کہ شریعت کے تحت کئی شریعتیں ہیں۔
 ۲۔ دُرُوقِ شریعت میں مذکور ہے کہ شریعت کے تحت کئی شریعتیں ہیں۔
 ۳۔ دُرُوقِ شریعت میں مذکور ہے کہ شریعت کے تحت کئی شریعتیں ہیں۔
 ۴۔ دُرُوقِ شریعت میں مذکور ہے کہ شریعت کے تحت کئی شریعتیں ہیں۔
 ۵۔ دُرُوقِ شریعت میں مذکور ہے کہ شریعت کے تحت کئی شریعتیں ہیں۔
 ۶۔ دُرُوقِ شریعت میں مذکور ہے کہ شریعت کے تحت کئی شریعتیں ہیں۔
 ۷۔ دُرُوقِ شریعت میں مذکور ہے کہ شریعت کے تحت کئی شریعتیں ہیں۔
 ۸۔ دُرُوقِ شریعت میں مذکور ہے کہ شریعت کے تحت کئی شریعتیں ہیں۔
 ۹۔ دُرُوقِ شریعت میں مذکور ہے کہ شریعت کے تحت کئی شریعتیں ہیں۔
 ۱۰۔ دُرُوقِ شریعت میں مذکور ہے کہ شریعت کے تحت کئی شریعتیں ہیں۔

کہ چونکہ منہ نفس تو ہے اس کو ہے، مگر جو آفس اس کی فکر میں۔ تو اس کی حد میں حضور
 سے بدرجہا نہیں کرنے کے خلق ایک جہان سے اس کو اس سے سمجھنا۔ ایک باطن واجب
 سے پہلے اس وقت اس سے جان مدینوں جو کچھ ہی ہو سکتا ہے تو ایک شرف
 نفس سے بچا جائے جس سے اس سے ایک از سبب کیا ہے کہ اس کا طالع ہو جس
 کی اصلاح کرنا ہی ایک سو میں سے اس سے یہ قدر سمجھتا ہے کہ کس فی نفس کے پہلے
 آمد و رفت دکھو تو مجھے مدد ہی سے اسے پائیدار ہو گا جس مدد یہ ہے جیسے جو ایک شرف
 بتلا رہا ہے کہ اس کی حد میں جب اس شخص کی سوانح نظر فرمائی تو بھلا دین میں یہ
 سو سہا پہا کہ اس کے کچھ لایا ہے یا نہیں۔ ہی نہ اس سے اس کا علاج یا جو
 بہتے کہ نفس اس میں سے کہ اس میں انصاف ہی نہ ہو یا کہ پائیدار سے اس کے گردیا
 جان نہیں سے ہتے بھی جو یہ ہے مگر نہ نہ کہ ہو تو زیادہ جانتے

دوسری حد میں ہے: نہ دوامت بقوا تو ہم دینے کی سمجھت حضور سے رد و بد
 محنت کو قرار دیتے قرار دیا، محنت اس وقت ہو سکتا کہ مدد یہ ہے جس سے اس ہو
 اور اس وقت اس سے اس ہے کہ جب انہی اس سے ہو، ورنہ نہ اس سے نہیں ہوتا
 بعد، تطارک جو ایک بھی وہ مشہور ہوئی، نوک حدیث سے یہ بات بھی سمجھ میں آئی نہ ہا
 میں نہ ف کی نوبت نہ تھی پائیدار، دوسری اس حدیث سے یہ بات بھی سمجھ میں آئی
 کہ جب اس وقت پر یہ لین چاہیے کہ اس کی حد میں اس سے ہوئی ہے۔
 جیسا کہ حدیث میں لکھا ہے مدیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جہاں آج کل کے دن کی
 یہ حالت تھی ہے کہ کوئی دیہاتی اس کے سامنے نہ کھجے بلکہ نوبت یہ اس کے
 خیال جو گارت مدد یہ پکڑی میں سے رو بہ نکال کر دیکھا دقتی یا کل ہے۔

پیرانِ بطل کی تشیل

جس طرح ہماری وہ مانت بنادی ہے کہ جیسے ایک یہ دینے پنے مشعل سے
 ایک خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ میری انگلیاں نجی سے بھر رہی ہیں۔

وہ سب کچھ دیکھ کر اس نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔ وہ
 اس کا نام ہے۔ وہ اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام
 ہے۔ اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔

وہ اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔ اس کا نام
 ہے۔ اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔ اس کا نام
 ہے۔ اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔

اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔ اس کا نام
 ہے۔ اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔ اس کا نام
 ہے۔ اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔

اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔ اس کا نام
 ہے۔ اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔ اس کا نام
 ہے۔ اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔

اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔ اس کا نام
 ہے۔ اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔ اس کا نام
 ہے۔ اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔

اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔ اس کا نام
 ہے۔ اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔ اس کا نام
 ہے۔ اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔

اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔ اس کا نام
 ہے۔ اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔ اس کا نام
 ہے۔ اس کے لئے ایک نیا ہیرو ہے۔ اس کا نام ہے۔

کے لئے دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اور بہت سے دیگر چیزیں بھی ملے ہیں۔

یہ سب چیزیں ہیں جو کہ اس کے ساتھ ساتھ ملے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ اور بہت سے دیگر چیزیں بھی ملے ہیں۔

یہ سب چیزیں ہیں جو کہ اس کے ساتھ ساتھ ملے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ اور بہت سے دیگر چیزیں بھی ملے ہیں۔

یہ سب چیزیں ہیں جو کہ اس کے ساتھ ساتھ ملے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ اور بہت سے دیگر چیزیں بھی ملے ہیں۔

سہاں سے جس نام مودنے ۱
لے روانے تخت و تاج ۱
دیکھئے کہ یہ ہر شخصے ہاگ سار ۱
سے سار بہ عام سے ۱
منا بہ دو حسد ۱
گرتہ بدائی سے نہ مان ۱

میں وہاں تک کہ وہاں سے نہ ہو ۱
دوستان و سنی کر گناہ ۱
دوستان بھی میں ۱
نہ ہر سے ۱
تے میں عاقل ۱
گرتے ۱
ہاں ۱
کھان ۱
ہر سے ۱

آئندہ شہر بہر کہ نہ رو بہ رج

مگر بعض جیسے صاحب تخت بھی میں کہ وہاں جو ضحاک کے بھی دست گورائیں
نہر سے کہ نہ اداہم کی کسی حادثہ سے وار و تو کر نکھو یا وہاں ایک میں ماف
و دے ماف ۱
میں ۱
میں ۱

آئندہ شہر بہر کہ نہ رو بہ رج

نہر بہر کہ نہ رو بہ رج

ہے کہ صاف صاف کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

میں صاف صاف کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

میں صاف صاف کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

میں صاف صاف کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

میں صاف صاف کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

میں صاف صاف کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

میں صاف صاف کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

میں صاف صاف کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

میں صاف صاف کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

میں صاف صاف کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

عشق است و نزار بد لسانی

نفس سے کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

نفس سے کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

نفس سے کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

نفس سے کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

نفس سے کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

نفس سے کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

نفس سے کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

نفس سے کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

نفس سے کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

نفس سے کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

نفس سے کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

نفس سے کہہ دے کہ میں وہاں سے ہوں

[illegible]

مذہب اور ترقی

[illegible]

موسکی میں تو مصلحت سے رکھ دینا ہوتا ہے۔ مگر دیکھ کر غصہ سے کہہ دے کہ
میں طرح پروردگار میں سے ہوں کہ سب سے بڑا ہوں۔

روشنی کا علاج یہ ہے کہ کسی شخص کو حد تک روشن کر دے کہ اس کے لئے سب کچھ
پروردگار کا حکم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس لئے اس کو اس کے لئے سب کچھ
پروردگار میں دیکھ کر اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس لئے اس کو اس کے لئے سب کچھ
پروردگار میں دیکھ کر اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس لئے اس کو اس کے لئے سب کچھ

دین دروں کی کوتاہی

طاسری دین دروں میں کبھی سب سے کم نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کے لئے سب کچھ
پروردگار میں دیکھ کر اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس لئے اس کو اس کے لئے سب کچھ
پروردگار میں دیکھ کر اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس لئے اس کو اس کے لئے سب کچھ
پروردگار میں دیکھ کر اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس لئے اس کو اس کے لئے سب کچھ

قال را بگذارد و مردمان شو پیش مرد کاٹے پاہل شو

و در ہاں کی کے وہ نہ تارک - ہاں -

اظهار کس ملوچ نہ کہ فی حد خود تارک نہ کہ فی حد

میکند و مرد و سید مخلص ہاں در زمانہ تر و دور کہ فی حد

و حری و دین دروں میں سے کہ حری میں و عظام میں سے ٹرہ کر ہے وہ

کہ جیسے لوگ میں سے خود دین دروں میں سے کہ حری میں و عظام میں سے ٹرہ کر ہے وہ

خود قابل نہ تارک و در ہاں کی کے وہ نہ تارک - ہاں -

بعض دین دروں میں سے کہ حری میں و عظام میں سے ٹرہ کر ہے وہ

نری مان سے خود تارک و در ہاں کی کے وہ نہ تارک - ہاں -

بشش العظیم یعنی باب لاہور و نعم الامیر علی باب

میں سے وہ حری میں سے کہ حری میں و عظام میں سے ٹرہ کر ہے وہ

طبع بگل و ہرچہ غامی بگو

مگر ہم سے ہے

بہنم سے کہہ دیا وہ کہ سن ہر ذریعہ دن وہم
 مہوی صاحب سے ذرا جزاک لے یہ اسخوہ کسی سے ہیں کیا۔
 ہر کام میں مخصوص کام ہی ہو یا جبے خود لکھ دے نہ دے رہت میں
 راضی رہنا چاہیے۔

اگر لکھ لکھ تو کھول جائید میں من دجہ دخل ہو گئے
 مسئلہ نوا حق کے سے مل کر وہ کہ سکا نہیں دخل موجود گئے۔

دنیا پر آخرت کی ترجیح

ترجیح الآخرة

ہم نے یہ کتاب لکھی ہے کہ دنیا کی ہر شے دنیا ہی میں رہے اور نہ اس کے بعد کسی اور جگہ پہنچے۔
اس کتاب میں ہم نے دنیا کی ہر شے دنیا ہی میں رہے اور نہ اس کے بعد کسی اور جگہ پہنچے۔
کو ہر ماہ کے لئے ایک نیا باب ہے۔

مسلموں سے اس کا مدد ہی ہو سکتا ہے جسے نئی نسلوں کا جنت میں۔ تو اس طریق سے
 یہ نسلوں میں ۱۰۰۰ شہادت دینی کو ملے گا۔ ہاں کہہ سکتے ہیں کہ اس کو جنت پر ترجیح دینا
 کا وہ ہی کام ہے جس کا مسلم بن علی سے کہتے ہیں کہ اس سے اس کو مطلب
 نہیں ہے کہ اس سے صاف ہے کہ اگر کوئی مسلمان یہ کہتا ہے کہ وہ کافرانہ کام کرتا
 ہے وہی کلمہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے من ارتد کا

من ترتب صلوة متعددا فقد کفر

جس سے نماز کو متعدد مرتب کہ وہ کافر ہو گیا جس سے نئے کافروں کا کام کیا کیونکہ
 یہ مسلمان سے ماڈل کرکے دوسری موسیٰ کا نام لے کر رہا ہے وہ فتنہ بی ہوا۔ حضرات
 صحابہ فرماتے ہیں

هات فزون ما یبہد ومن ابدا نعمی مؤثر لصلوة

کہ ہماری دوسرا شہاد کے درمیان میں یہ کہتا ہے کہ یہ ہمارا تھا۔

یہ مسئلہ کھڑا ہے جسے ہم سب سے پہلے دیکھیں یہ لوگوں ہمارے مطلب یہ ہونے
 یہ ضرور رہے گا کہ یہ مطلب ہونا کہ یہ اس میں ہر سے اس طرح حدیث کا
 مطلب ہے کہ وہ اسے غرض مسلموں کو اگر اس کے مخالف ہے یا مخالف ہے تو عقاب و زیور
 مسلم ہو گا اور یہ ہمارا نہیں ہو سکتا ہے ہم اس آیت کے مخالف ہیں میں۔ بالکل کفار کے حق
 میں ہے صاحبو احمد بن حنبلہ اور زیادہ انصاف ہے کہ جو شکاں حق تعالیٰ کو کفار سے تھی آپ
 اسی میں مسئلہ ہے میں۔

دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کا نتیجہ

اب سمجھیں کہ وہ حالت ہماری کیا ہے جس کی حق تعالیٰ شکایت فرماتا ہے میں۔ وہ حالت
 ہے کہ ہم اس کا آخرت پر غور نہیں کرتے ہیں اور یہ مرض اس سے کہ ہم اس کو مرض ہی نہیں سمجھتے
 اس میں عام مسئلہ ہے کہ ہماری کفریت میں جوری، زنا، شراب خوری کو سب گنہگار
 منور لینے اور رسالت سے کفری گناہ سمجھیں گے لیکن کہیں یہ بھی کسی ذہن میں آتا ہے کہ دنیا

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا کہ کسی نے اس طرح کی بات کہی ہو۔

۱۔ بد نظریوں میں مدد نہ کرے۔
 ۲۔ غریبوں کو نہ دے۔
 ۳۔ غریبوں کو نہ دے۔
 ۴۔ غریبوں کو نہ دے۔
 ۵۔ غریبوں کو نہ دے۔
 ۶۔ غریبوں کو نہ دے۔
 ۷۔ غریبوں کو نہ دے۔
 ۸۔ غریبوں کو نہ دے۔
 ۹۔ غریبوں کو نہ دے۔
 ۱۰۔ غریبوں کو نہ دے۔

۱۲۔ رومانی کہ دس۔ حق سبحانے ویراوتے

— 100 —

مجلس شورای ملی - تهران

تاریخ: ۱۳۸۵/۰۵/۰۵

سے جس طرح کہ وہ اپنے

[illegible]

مجلسه ۱۰۰۰

مدرسہ پرانہ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

[illegible]

نہیں ہے بلکہ اگر ہمارے پاس اس کی ضرورت ہو تو اسے

[illegible]

نہیں نہر سے نکلتے ہیں۔ اور یہ بہت کم ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی کہ

ہیں، تاکہ ہم سے ملنا نہ ہو۔

اس میں گڑبڑ ہے کہ ہمیں کہیں نہ ملے۔ اس میں سے کہیں کوئی نہ ملے۔
 میں نے کبھی اس سے ملنا نہ سیکھا۔ اس میں سے کہیں کوئی نہ ملے۔
 میں نے کبھی اس سے ملنا نہ سیکھا۔ اس میں سے کہیں کوئی نہ ملے۔

میں نے کبھی اس سے ملنا نہ سیکھا۔ اس میں سے کہیں کوئی نہ ملے۔
 میں نے کبھی اس سے ملنا نہ سیکھا۔ اس میں سے کہیں کوئی نہ ملے۔
 میں نے کبھی اس سے ملنا نہ سیکھا۔ اس میں سے کہیں کوئی نہ ملے۔
 میں نے کبھی اس سے ملنا نہ سیکھا۔ اس میں سے کہیں کوئی نہ ملے۔

میں نے کبھی اس سے ملنا نہ سیکھا۔ اس میں سے کہیں کوئی نہ ملے۔
 میں نے کبھی اس سے ملنا نہ سیکھا۔ اس میں سے کہیں کوئی نہ ملے۔
 میں نے کبھی اس سے ملنا نہ سیکھا۔ اس میں سے کہیں کوئی نہ ملے۔
 میں نے کبھی اس سے ملنا نہ سیکھا۔ اس میں سے کہیں کوئی نہ ملے۔

خواص کی خواہشیں

ایک دو، میں سے وہی ہے۔ میں نے کبھی اس سے ملنا نہ سیکھا۔
 میں نے کبھی اس سے ملنا نہ سیکھا۔ اس میں سے کہیں کوئی نہ ملے۔
 میں نے کبھی اس سے ملنا نہ سیکھا۔ اس میں سے کہیں کوئی نہ ملے۔
 میں نے کبھی اس سے ملنا نہ سیکھا۔ اس میں سے کہیں کوئی نہ ملے۔

میں کہہ رہا تھا۔ اسی کا میں بھی بخوبی واقف تھا۔ تو جیسے ہی اس کی طرف دیکھی
 تو میری دل کا درد صاف دیکھ گیا تھا۔ وہ کہتا تھا۔ جو وہ ہے وہ کہو یہاں تک کہ یہاں تک
 کہ کہ تو جانتی ہو۔ کہ وہ جو وہ ہے کہ وہ نے کہا ہے کہ یہاں تک کہ یہاں تک
 کی بات ہے یہاں تک کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے
 میں وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے
 وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے
 جس کا میں سوچ رہا تھا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے
 میں کی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے
 مال میں یہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے
 سے اس وقت کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے
 تو جیسے ہی اس کی طرف دیکھی تو جیسے ہی اس کی طرف دیکھی تو جیسے ہی اس کی طرف دیکھی
 اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
 کو کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے
 جو یہی قوم کا تھا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے
 نے وہی کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے
 نہ ہرگز نہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے
 مطلب یہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے
 یہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے
 ہر کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے
 سے کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے
 یہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے

اصلاح اخلاق کی ضرورت

میں یہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے

و ج میں کب گئی کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ کھائے کے ذمہ ان کو بلیا گئی تو اس نے
 مجلس میں سید میں کھائے جو کھانے میں بارہویں گاؤں والے بہت اچھے ہونے لپکے
 کی سے ہاں سے بیٹے کی کھانے میں۔ جب وہاں سب بیکر بیٹھے تو مردان نے نواسی کے
 ہاں سے سب سے کیا۔ نہ جی کھانے میں شکیہ ہو گیا۔ کب بہت ہے کچھ لوگوں نے ضد کیا
 کہ جو شخص کھانے کے ساتھ بیٹا آئے تھے۔ ہم کھانے کیوں گے۔ مگر میں ناش ہو گیا
 ۱۰۰۔ یہ صاحب دولت ہے کہ جب بیکر ملان محنت سے کھانے سے لودہ نکالیں کرتے
 ہو۔ یہاں تو کوئی اس دھند کے دل سے پوچھا۔ وہ کہیں محبت سے اٹھ رہا ہے۔ وہ تو
 محض اسی غم کے ساء سے اٹھ رہا تھا۔ جب وہ دوسرے گھر میں کھانے کے ذمہ گئے تو
 اس سے کھانے کے لئے کہنا۔ وہ ان کی بات نہ کیا۔ پوچھا۔ عتیق مذکور سے ورنہ ہرے
 ہیں۔ میں نے دل پہنچا۔ انہوں نے کھانے کا نظارہ کرنا ہوئے۔ بڑے مجمع کو محبت سے کب
 یہ کہنا ہے کہ اس کے موافق آگئے ہوں۔ ان میں سے یہ کہنا تھا۔

فرمان کر کے اس سے کہنا۔ کہ جو دھند ہو کر بیٹھے۔ اراکھانہ کو
 گ۔ تجا سے بہت شہرت ہے۔ یہاں سے کھانے سے نکالنا۔ بھی کافی نہ ہوا۔ سر باز سے نکلیا
 سب کے سامنے بے تر ہو گئی کہ ان کے گھمستے کیا۔ یہ کھانا وہ سب سے شہرت ہوئی۔ یہ
 میں "میں" سے خوش رہا۔ یہ کھانا کب کی کہیں کہ خدا کا نون بن یا کہ نے بڑے مجمع کو
 ۱۱۔ اس کے گھر پر کھانا تھا۔

ساعت چھ بجے۔ ہنگامہ بن گیا۔ سب کو تکلیف مونی ہے۔ گوئی نہ مردہ کی فکر وجہ
 سے طرہ۔ کب سے مجھے ہوا کہ وہ کھانے یا کہ ایک مجلس میں مجھے بجا گیا۔ میں نے
 مہربان کے سو کھانے۔ یہ درویش بھی نہ سے۔ یہ کھانا۔ وہ بھی مجلس سے نہیں بدلتا
 و ق کی فہم سے جو کہ پہلے ہی نہ وہ خدہ علی حتی۔ وہ مجھے رائد دینے لگی۔ میں نے انکار کیا۔
 وہاں سے کئے مذبحی میں سے کھانے کے لئے نہ کر دیا تھا۔ کہ برائے انہوں کے
 جڑے خوش ہوئے۔ دوسرے سے سید مری انہوں نے ایک وعظ کر لیا۔ کہ صاحب
 وہ تو ایک دن ہی بیدار رہے۔ کہ ان کا گئے۔ گیارہ ویسے سے۔ ان میں تو ایک

نہا کر رکھا مگر نہ تھا جس۔ سو کہ جسے آئی تے تے آتے تے صبا کو خوب پان سے۔
 اس وقت کسی نے کچھ نہ کیا مگر بعد میں مکان بن گیا۔
 میں نے وہاں میں کہا کہ آپ کو کچھ کو زیادہ رقم دے رہے تھے مگر میں نے لے لیا تو گل
 کو آپ میری بھی کسی شکایت کرنے اور دوا ہی نہ بن کو جب کاغذ ہوا ہے تو شکایت نہ
 میں آئی ہی سے اس سے محمد علی۔ میں نے پان لکھا ہوں نہ اسے کیا میں نہ مانا نہ کھانا
 میں نہ بہاں دوئی طلب نہ رہے بلکہ۔ ہاں محمد علی کے بعد یہاں کر کے کہ میرا مال
 یہ کھانی سے نہیں ہوگا میں نے پان مانگا۔ مگر یہ بن سے خوب پی کیا کہ میں خوب
 دیکھا کہ اس سے میں اس میں ہے۔ کوں کیا نہیں۔ رو قی یہ پان کاغذ نہ کھلی ہاں
 جسے اس میں میں مانا کا اتنا نہ صا حرج نہ پان ہے۔ صبا ہی میں نہ مانا جو کہ ہر شخص
 سمجھا ہے کہ میں سے اس کی کمر کیا نہ تھا مگر ۲ آدموں کو اس کا کمر نہیں نہ ان
 سے نہ بلے نہ پان سے میں۔ محمد علی نے کہا کہ وہ پان ہی نہ ہے کہ وہ پان دو ذات
 کا باج ہے۔ پان کا کوئی وقت ہی نہیں میرے پاس میں جھڑ دیا پان کا پان کھانے
 سے ہی ڈھ بٹا ہے اس لئے اس کو حل ہی خد کیا کہ باج ہے۔ وہ گڑھی پان کے
 واسطے پان میں تو میں پان میں کہ نہ پاس بیٹھنے خوب وہی کھانے اور فرما
 کرنے کا بیٹھ ہی پان شکایت۔ اس سے میں ان کو حق وادہ نہ کوئی نہ ہی ہے۔
 ہی واسطے میں ہی دینے۔ دینا میں پان میں کو پان سے کھانے میں ہی
 کہ اس میں اور ہی ۲ جیسے سے سلی اکلای کر دیا ہوں تاکہ وہ نہ دے۔ دیا ہی نہ
 میں۔ اور میں آدمی کا بار ہوتا ہے جہاں دینے رہتا میں گرو گت بیت کی۔ یہ سے ساتھ
 میں ہے پان میں سے صاف کہ دیا میں کہ آپ بنا تھا خود مرگ جہاں بہر
 وہ نہ جگا وہاں پان میں بھی نہ میں کہہ کہ اسے وہ میں جہاں آسنا وہ وہاں تھیں
 وہاں سے۔ پنے تھا میں کا مٹا کر ہی اور میں نہاں شخص وہاں سے۔ یہ میں
 آج یا مرگ ہی سے میں ان کو یہ معلوم نہ کیا کہ آپ سے ساتھ میں چھ گروہ ان خود آس کی
 وہاں سے تو آپ اپنے حقیقت کو دیکھ کر دعوت نہ کر کریں یا۔ ذکر یہ میں۔ طفلی بن کر
 کھانا نہ کھاؤں۔

جاہ، مال سے زیادہ مرغوب ہے

اب ایک چیز گئی جاہ، یہاں سے بھی زیادہ مرغوب ہے کہو کہ جاہ کی جینٹل ملک مطلوب ہے۔ اس سے طے پڑے گا کہ ہم مکمل ہیں جو کام ہر دین دے شکت سے بھی پورے نہیں وہ صاحب جاہ کے اس پلانے سے کل یہاں سے ہیں اور اس میں جاہ خاص اس وجہ سے مطلوب ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کی ہڈ سے بچا ہے جنی یا د کا اصل نفع دفع مصلحت سے مگر آجکل کے کوہا بہت کچھ کہتے ہیں کہ بنا جاہ یا ہے اور اس سے بڑوں و مسک کا جانا ہے۔ عرض جب مال دنیا سے نہ چھوٹ جاہ دیا کیوں نہ ہو کہ حدیث میں ہے "ما دنیار حاکمات امر سلا فی مطعنه صم خند لہما من حب المال و لشرف بلدین" (کہا قال)

"یعنی دو چیزوں کے بھٹکے مکینوں کے گھر کو ثناء دے دو، (یہاں سے بڑے نیند) عسٹ مال و شرفیت جاہ دین کو ثناء دے دو ورنہ دیتا ہے۔

اس سے کھد لے کر حجت جاہ دین کو کسی قدر سنا کر دیتا ہے جنہاں میں جاہ حاصل کرنے کے لئے انسان وہ وہ کام کر کر رہتا ہے جو محصل مال کے لئے بھی نہیں کرنا چاہئے۔ مگر اس کو بھی طرح پر دیکھا جاتا ہے۔ سوچو دوسری بات میں بڑوں دینے میں ناسمے و اسے حجت ہے جینے میں شادی و عینی میں ایک شخص اپنی زمین و جاہ دے دے تب تک داتا ہے۔ کوئی اس سے پوچھے کہ تو نے کیا حاصل کیا کچھ بھی نہیں۔ صرف ایک نام خریدتا تو اگر جاہا سے تو دو کوئی کو بھی نہیں بک سکتا۔

خیر یہ کہ تو دنیا فلاح کہو کہ جی خیر خریدنے میں جس کو وہ تو دیکھی نہ سمجھنے میں مگر جس لوگ اس کی موت بنا کر دنیا خریدے ہیں یہ ان سے بھی بڑی چیز ہے کہ وہ نہ دیکھ کر یہ کہ صورت سے حاصل کرتے ہیں کسی کو دھوکا نہیں دیتے اور یہ جی دلت نہ حاصل کرتی ہے دین کی موت میں اس سے لوگوں کو دھوکا ہوتا ہے بلکہ جن دفعہ وہ خود بھی دھوکا میں رہتے ہیں سمجھنے میں کہ ہم دین کا کام کر رہے ہیں چنانچہ تحسین علیہ دین سب سے علی چیز ہے مگر کچھ جیسے اس میں لوگوں کی کیا کیا نیکیاں ہیں کہ شکر نیت محض دنیا ہی نہ نہ ہوتا ہے گو کہ دین سے دنیا

فعل کا تو یہ ہم کو نہیں ملتا اس لئے اس کی مسرت اس قدر نہیں ہوئی۔ اس کا، مٹھان یہ ہے کہ اگر بسے سبب جمع ہو جویں کہ فعل تو ان کا ہو مگر متبہ ہو جائے دوسرے کی طرف تو کیا اس وقت بھی وہی ہی مسرت ہوئی ہے۔

غرض ہماری حالت یہ ہے کہ کوئی دنیا و دنیا کی صورت سے رمل کر رہا ہے اور اس میں بسنا نامک ہے کہ آخرت کی لئے کچھ پروا نہیں اور کوئی دنیا کو دین کی سوت سے چل کر رہا ہے اس شخص اپنے کو یہ سمجھا ہے مگر حقیقت میں یہ بھی دنیا دار ہے حق تعالیٰ اسی کا نبی و مہدی ہے: **مَنْ تَوَلَّى الْخَلْقَ الْاِثْمُ وَالْاِثْمُ الْاِثْمُ خَيْرٌ وَابْغَىٰ**۔ کہ ہم علاج کے لئے ہوش رہیں کرنے بکدر اس دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو۔

مطلق طلب دنیا کی ممانعت نہیں

ہاں چھپنے سمجھنے کے قابل ہیں نہ کہ کسی مادی نے اس عکس بل قدوس فرمایا ہے جو شائے مسوق ہے جس کے معنی بے جبر کو دوسرے پر ترجیح دینے ہیں اور اس کے سوا کہ میں طلبوں یا بل نینخواست نہیں فرمایا میں سے معلوم ہوا کہ ہم طلب نہا پر کما نہیں بلکہ کماٹ اس پر ہے کہ وہاں کہ عزت پر ترجیح دیتے۔ مگر کوئی شخص دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دے مگر دونوں کے لئے ہم کے وقت آخرت ہی کو ترجیح دے مگر اس کے ساتھ وہ دنیا کی بات بھی سمجھ رہے ہوں کہ ممانعت نہیں ہے۔ اس میں زائد ہر شے کے اصلاح ہے جو مطلق طلب دنیا کو مذموم سمجھتے ہیں اس خوب سمجھو کہ ترجیح دنیا ہی الا آخرت کی ممانعت ہے مطلق طلب دنیا کی ممانعت نہیں ہے۔

اب لوگوں کی حالت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شادی کرے تو کہے ہیں یہ کیسے بزدل ہیں جو بیوی رکھتے ہیں۔ بزرگوں کو بیوی کی کیا ضرورت ہے سبحان اللہ میں بزرگوں کو ضرورت ہونا چاہیے کہ نہ کھائیں نہ پہنیں نہ بیوی کی۔

ایک مرتبہ میں میرے چچا گیا۔ گھر میں سے میرے ساتھ تھیں کیونکہ ان کے صاحب کو ضرورت تھی۔ اور وہ میں کچھ نصیب میں۔ تو سبک میں شہر میں ہو سکتا تھا نصیب میں اجتناب سے

مستہ میں ہوئے حتمی میں مقرر ہو سکے ہیں وہاں تک کہ انہوں نے مجھ سے بیعت کی اور
 کی، تو ایک دو سو فی صحت اس سے ہوتی ہے کہ اس سے متبذیر ہو۔ نوویں کو ساتھ ساتھ
 لئے پھرنے ہیں۔ چنانچہ صاحب سے مقرر ہو یا، انہوں نے اس سے اس سے اسی ہوں
 سے بات تک میں کہ وہی بی کچھ مسائل سے واقف تھی۔ اس سے جواب دیا کہ جس سے
 بے چارے سال تک ہوں سے بات نہیں کی، وہ تو کیا اس سال تک کا جو مقررہ کہ تھے غرض
 کہ یہ ہوئی کے حوالہ ضائع کر دیا۔ وہی کہ ہوں، وہی کہ ہوں۔ غرض کہ کل ہوئی
 کو ساتھ ساتھ بھی دیا ہے۔ اصل کیا جاتا ہے۔

عاداتِ نبویہ کا اتباع

اسی طرح اس کو کہتے ہیں کہ سترے بزرگ ہیں جو عقیداتی چیز ہیں، انہوں نے
 کا کچھ سمجھنے میں نہیں ہوتا ہے۔ یہ کہی کہ وہی کہتے ہیں۔ انہوں نے انہوں نے انہوں نے
 میں انہوں نے کہ عقیدے جو عادت کما ہے، عادت۔ نظام ہے کہ عبادتیں ہیں
 پھر عادتِ نبویہ کا اتباع شرعاً واجب نہیں ہے، بلکہ ترک میں کو گناہ ہے۔ عادت میں عزت
 وغیرہ کے لحاظ کر کے کا اختیار ہے۔ بات یہ ہے کہ ضروری نہ عبادتیں ہیں، عادتیں
 ہیں جن سے مراد امت نہیں کر سکتے، اس لئے کہ جتنے عاداتِ نبویہ کا اتباع واجب
 نہیں ہے، وہاں کہ کسی کو بہت جو عادات ترک کرنا چاہیے، عبادتیں ہیں، عادتیں
 ہیں، شک نہیں کہ اس کو وہ وہی کہتے ہیں، عادتیں ہیں۔

جو کہ روٹی سے مجھے عقیدہ آیا کہ ایک عادت ہے جو بہت عادتیں ہیں، عادتیں ہیں، عادتیں ہیں
 علیہ نے فرمایا، یہی آج سے سنت کے موقعوں میں عادتیں ہیں، عادتیں ہیں، عادتیں ہیں
 ہو یا، وہی کہتے ہیں، عادتیں ہیں، عادتیں ہیں، عادتیں ہیں، عادتیں ہیں
 یہ کہتے ہیں، عادتیں ہیں، عادتیں ہیں، عادتیں ہیں، عادتیں ہیں، عادتیں ہیں
 خواجہ صاحب نے بھی ایسا ہی کیا، اب جو وہ روٹی عادتیں ہیں، عادتیں ہیں، عادتیں ہیں
 اب ان کا، اب یہ ہے کہ یہ نہیں فرمایا کہ سنت کے اتباع سے ایسا ہو، بلکہ یہ فرمایا

تدوین میں بھی اس سے متعلق سوچیں کہ جو لوگوں کو اس سے واسطہ ہے
 میں وہ اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے
 اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے

اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے
 اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے
 اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے
 اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے
 اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے

اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے
 اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے
 اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے
 اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے
 اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے پہلے

آخرت کی صفات

والآخرۃ خبر والبقیہ اس میں جواب ہے کہ عذر کا جس سے اس کا خط ہونا معلوم
 ہوگا۔ اصل جواب کا یہ ہے کہ کسی منفعت کا نقص ہونا اس کی تزیج کے لئے کافی نہیں
 بلکہ ترجیح کے اور اسباب بھی ہوتے ہیں۔ وہ دنیا میں بہ چند یہ صفت ہے کہ وہ حاصل
 سے گیارہ آخرت میں اس کے مقابل چھہ ہت ہیں۔ یہ تہذیب دوسرے بعد معنی دیا
 آخرت عمدہ و سبب بھی ہے، و عابد رہے اس میں سے وہاں نہ دو گئی وہ
 بدت ہے وہ وہاں ہی سے وہاں اوں میں سے نہ ہو کہ اس سے ہے کہ
 اس کے مقابل و صف حاصل کو پہنچ کوئی ترجیح نہیں دیا کہ جو آخرت میں ہونا چاہیے
 موجب ترجیح ہو تو پھر ترجیح کبھی نہ ہو سکے کیونکہ اس میں نہایت عابد ہو اس وقت

مہمیشہ

یہ ایک تہذیب ہے جس میں فی عدالت و نظم و انضباط کا تمام انکس بیان فرمایا ہے
 اس سے پہلے کئی قوموں میں مذکور ہے شیعہ شفی و سعید و راس کے اور نہایت کا
 ذکر ہے جس کا مائل بہ تہذیب و انضباط ہے جس میں ہر قسم کی جبر و استبداد کی
 کسی کے سامنے نہیں دیکھا گیا تھا۔ ارشاد ہوا ہے: *سبحانم شفی و سعید*۔
 اُس وقت دھرم کے لوگ ہیں گئے جس شفی و سعید کے و دھرم کے ہونے۔ اس کے بعد
 دونوں قوموں کی تفصیل ہے ایک میں کبیر کی تفصیل ہے جس میں ایک ہی شفی و سعید
 کہ جو لوگ شفی میں وہ تہذیب کی تہذیب کا ہے۔ اس میں صرف سماں زمین قائم رہی گئے
 گئے ہیں وہ تہذیب کا ہے۔ دیکھ رہے ہیں کہ تہذیب کا تہذیب کا ہے۔ اس کے بعد دوسری
 تہذیب میں دوسری قوم کی تفصیل ہے: *امامہ و سعید و انور*۔ دوسری قوم دوسری
 وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے جسک آسمان و زمین قائم رہیں گے مگر اس وقت آپ کا تہذیب کا ہے
 ان پر دائمی عطا ہوگی جو نہ قطع نہ کیا گیا۔ یہ جنت و سعید کا ہے۔

قبر اور روح کا تعلق

میں امت محمدیہ کو جس مہمان کے قتل کرنا مقصود ہے۔ لوگوں کا دل اس سے
کہ دہائی میں تمام مذہب جمع ہیں اور آخرت کے حق حسمہ قریب کے متعلق سب سب دہائی کا
میدان ہے۔ انہی مکان ہی مکان ہے۔ اور کچھ نہیں چونکہ لوگوں کو خدائے ربی نفس معلوم نہیں
اس سے اس عالم کا تصور و معرفت تو دہائی میں اتنی بسا مگر وہاں کے لذت و فرح میں نہیں تیرے۔ وہ
یہ کہ حسیل کا علم ہی سے کہ کو چوہرا احسن نہیں ہے اس لئے ان کے دل بڑی وہاں سے کہ
اور حق کے دہائی سے اور عالم آخرت کو نہا کا میدان ہی وہی لوگ کہتے ہیں جو وہاں حق و باطل
جو وہاں حق میں وہ توہم عجیب ہیں کہ عالم آخرت تو بہت گہرے سامان کے بعد جو حق کا حیل
ان کو آہستہ آہستہ قیامت سے پہلے وہ توہم کے بعد خدائی کو نہا قیامت کا نیا آئینہ ہے جو حق
ایک گہرے آئینہ گہرے آئینہ نہا حق لوگ اس سے ہی کوہم سمجھتے ہیں مگر وہاں حق میں وہ
جہنم میں کہ خدائی قیامت میں جہنم کی قیامت۔ بدن کا گہرے ہے۔ روح کا گہرے کہ گہرا
نہیں ہے۔ روح کو اس سے ہی حق ہے مگر روح اس میں مضیہ نہیں ہے نفس و پرہیز ہے
اور قید و نودا و سری چیز ہے۔

دیکھو! آفتاب کو زمین سے خلق نہ ہے کہ تمام عالم اس سے متور ہے مگر کہ وہ زمین کے
مذہبیت ہے مگر نہیں وہ نہ اتنا بڑا ہے کہ زمین سے سڈھنے زیادہ ہے پس مٹ کو بسا ہی
کاشمیر فی کبدہ اس و غوم بعضی مسدود مت رقی و معاربا

اب یہ دیکھا چنگا کہ ایک پیادہ میں یا نکلن میں ہاں بھر کر رکھا جائے تو اس میں آفتاب کا جسم
نظر آئے مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آفتاب اس کے اندر مقید ہے، مگر کہیں اسی طرح آئینہ
آفتاب ہی صورت دیکھنے میں تو اس وقت آئینہ سے آگ کو مطلق تو ہوا ہے مگر یہ آفتاب آئینہ کے
اندر مقید نہیں مگر کہیں میں مرنے کے بعد رُوح کو جسم سے الگ ہی فعل ہوتا ہے جیسا آپ کو بتا
دے تعلق ہے پر یہ ظاہری محض سمجھنے کی توفیق ہے مگر رُوح کسے قید میں ہے اور
انسان کی حقیقت رُوح ہے نہ کہ جسم اگر کوئی شخص فیر میں دس رکھا جائے تو اس کو کھانا
سے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ بیٹری سے لے انسان کو کھانا دیا گیا ہے کہ یہ کھانا کھایا۔

سو منجھہ میں رہا ہے۔ جو وجہ سے اس وقت ہوں کیلئے اس وقت کے اختیار کرنے کی۔
 نویں لہذا حق فرماتے ہیں۔ اے میں سعد و نفی محنت خالدين فيهم۔
 جو لوگ عید میں وہ جنگ میں میں لفظ میں بشت بات کو سنتے ہیں میں ان کے یہ
 کا یہ کہہ گا۔ کہ لفظ میں میں شعل ملوایں کہ کا بین لفظ یہ کہ ہے یہ ہے یہ
 اس کے لئے جو فرمایا ہے ہاں میں منتوا نفی ہذا کہ یہ بخت لوگ ان کی یہ ہیں گئے
 رہا بھی نہ ہی لفظ میں دیا ہے کہ اس میں لڑا ہاں بھی بھیل ذکر نہیں کی گئی

۱۰۔ کہ یہ لفظ میں لفظ میں گاہے۔ یہ کہ خوف خود طلب میں بند وہ صرف
 اس کے یہ ہے کہ معافی سے بچے گا وہ یہ ہے کہ اس میں میں ہر جسم کا طریقہ بتایا
 یہ ہے کہ لفظ میں میں بخت میں کہ یہ کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ
 رخت سے یہ کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ

۱۱۔ کہ یہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ
 چہرے پر چاہیں آری میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ
 تھے میں نے ان کی نشانی

۱۲۔ کہ یہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ
 من خبیث معذور یہ یہی وہی صاحبہ کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ
 جس سے معافی میں رکاوٹ ہو جائے۔ اس سے زائد مطلوب نہیں جو لوگ کرے۔ کی لئے حق
 معافی نے میں لفظ میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ
 سے اس میں دگر معافی کی طرف اشارہ نہیں ہوا اور یہ کہ لفظ میں کہ لفظ میں کہ
 اس کے مقابل میں معافی کے لئے عمل کی طرف اشارہ نہیں ہوا

نعمائے آخرت سے لہ علمی کا اثر

مگر اللہ تعالیٰ کا کلام الیٰ یٰ یٰ یٰ ہے کہ یہ میں جس ایک ہی لفظ، ارشاد فرمائیے مگر وہ
 ایک خط یہ ہے کہ عادت میں اس کی نفس کی طرف جو دیکھو منتقل ہو جائے کہ یہ کہ باخ

میں آتی۔ حاکم بھی کہ جس میں گھر رہا کرتا تھا۔ نہ کہ جس سے جو شخص سے بددلی
 نہ دیکھیں۔ کاجو بھی، میں نے سب سے بہتر۔ جس سے بہتر۔ اس سے بددلی
 میں نے سب سے بہتر۔ جس سے بہتر۔ اس سے بددلی

میں نے سب سے بہتر۔ جس سے بہتر۔ اس سے بددلی
 میں نے سب سے بہتر۔ جس سے بہتر۔ اس سے بددلی
 میں نے سب سے بہتر۔ جس سے بہتر۔ اس سے بددلی
 میں نے سب سے بہتر۔ جس سے بہتر۔ اس سے بددلی

مردہ کو چینیوں کا ثواب پہنچانے سے

جس میں گھر رہا کرتا تھا۔ نہ کہ جس سے جو شخص سے بددلی
 میں نے سب سے بہتر۔ جس سے بہتر۔ اس سے بددلی
 میں نے سب سے بہتر۔ جس سے بہتر۔ اس سے بددلی
 میں نے سب سے بہتر۔ جس سے بہتر۔ اس سے بددلی

میں نے سب سے بہتر۔ جس سے بہتر۔ اس سے بددلی
 میں نے سب سے بہتر۔ جس سے بہتر۔ اس سے بددلی
 میں نے سب سے بہتر۔ جس سے بہتر۔ اس سے بددلی
 میں نے سب سے بہتر۔ جس سے بہتر۔ اس سے بددلی

عبد منوم کو اس سے کہوئے منع کر دیا تھا کہ اس کے کھانے سے نصیب نہ ہوگا، اور جنت میں
 کیم نہیں ہے جہاں نصیب نہ کیا جائے جیسا کہ آدم علیہ السلام نے اسے کھانے کو نصیب
 جنت کا تھا جو حکم ہو کہ جنت سے نکلوا دنیا میں جاؤ مریس وہیں بے جنت میں
 ہے تو ان کا جنت سے نکلنا نصیب کے حاجت کے واسطے تھا۔ یہ محض غیب کے طور پر
 نہیں ہو سکتا مگر یہی رہی کہ محض غیب ہو رہا ہے

غیر یہ تو ایک عظیم ہے جو بہت کی غذا اس میں شدت سے برپا رہی۔ باقی اہل مضمون
 بہت اور بالکل صحیح ہے کہ جنت کی غذا میں شدت بالکل نہیں۔ توبہ کا یہی چہرہ بالکل فضول ہے
 کہ اسے جو خدا عز و جل نے ان نعموں سے محروم سے اسے، وہ تو ایسی نعمتیں کھا رہے
 کہ ان سے جواب میں بھی نہیں ہیں مگر ہم نے وہاں نعمتوں کو دیکھا نہیں اور ان کو چھوٹے
 بھی نہیں اس سے دنیا کی نعمتوں سے بہت ہیں اور ایسے نعمتوں میں یہ بھی نہ گڑی ہوئی چیزوں کا
 جنت میں جو ہوا چھوٹے ہیں۔ بخانیہ میں محمد محبوب رحمہ اللہ علیہ کے ایک خادم تھا جیسے
 وہ روزانہ سے پوچھتے تھے کہ نعمت جنت میں کیا ہے؟ میں نے اسے دیکھا کہ وہ جنت میں
 رہتا ہے حق تھا کہ اسے ایسے نعمتوں میں کہ جنت میں بھی نہ تھا کہ اسے دیکھا کہ وہ جنت میں
 رہتا ہے کہ وہ دنیا کی تمام نعمتوں کو تمنا نہیں کرتا، اور خدا کا یہ ہے جو خود ہی

۱۰ بیان ہے کسی نے توبہ کیا ہے۔

جو کتنی دنیا کو بوسے نار و نر

حلی راضی کہ مژم بکار و بار و نر

بیچ کا بازہ اور متبک وقت دو ٹوک کے لئے عبادت کا وقت ہے اور حقہ والوں
 کو اس وقت ان کی تدش ہونی ہے یہاں تک کہ متبرک جگہ یعنی جنت میں بھی اس کو اس
 وقت ان کی فکر ہے کہ ملے گی یا نہیں میں حقہ چیسے کو تمام تو نہیں کہتا مگر ہے نبی چیز
 حقہ پینے والوں کو کھانے پینے میں بھی اس کے بغیر لطف نہیں آتا اور شریف اوقات
 میں ان کو کسی دُھس گئی رہی ہے۔ کچھ عتبہ بھی تو بڑی ہو عبادت کے کہ منہ سے
 بھی دُھواں اور تک سے بھی دُھواں اور پیٹ میں بھی دُھواں ہو دو چیزوں کی سی صورت
 ہے۔ پھر عتبہ ہو کہ دو چیزوں کی سی صورت بنا ما فضول بات ہے

عمر ۳۰ (۲۰)

انعام سے وہ بہت خوش رہا، اور چونکہ ان کے پاس نہیں تھا وہ ان سے نہ جی تو بہت
ساتھے ملی کہ اس میں پہنچے، ان کو کسی قسم کا خوف و غم نہ رہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل
انعام سے وہیں ساتھی ملی اور اس پر بھی نہ ہونے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تک کام
کرنیوالوں کا علاج نہیں فرمائے، اب بندہ بے گناہی سے گناہ سے بے گناہی
کی ہی رہے صحیح ہے کہ تم بھی وہیں جاؤ تو تمہارا ہے۔

آخرت دنیا سے بہتر ہے

وَلَا تَحْزَنْ فَرَأَيْتَ مَا يَكُونُ لِلْعَبِيدِ مِنَ الْآخِرَةِ مَعْرُوفًا

کہ تم نہ دیکھو، آخرت پر ترجیح دینے ہو، آخرت اس سے بہت بہتر ہے اور پائیدار بھی ہے
اس سے معلوم ہو کہ اللہ کی رحمت سے صحیح بات کہ تمہاری کو آخرت میں پہنچے گی نہ کہ یہ ہے جس تم
مردوں کی فکر چھوڑو، یہی فکر کہ وہ تم بھی اس سے محروم نہ رہو، ان مسنون کو ایک بڑی سزا ہے ادا کیا ہے
جب تم نے اس میں عید طلب کیا، جہاں ہو گیا خوش کے صاحبزادہ عبد اللہ بن عباس کو منت
صدر تھا ایک بدی نے ان کی اس طرف توجہ کی ہے

أَصْبَرَ تَكُنْ بِمَنْ هَذَا جَدُّكَ
صَدْرُ عَمِيَّةٍ بَعْدَ صَدْرِ رَأْسٍ

اے ابن عباس! صبر کیجیے کہ کہہ سکتے ہیں کہ تم بھی سارا جہاں نہیں گئے کیونکہ عید کا عید ہو
کے صبر کے تابع ہے اس کے بعد کہتا ہے

خَيْرٌ مِنَ الْعَبَاسِ جَدُّكَ وَبَلَّةٌ خَيْرٌ مِنْكَ لَعْنَةُ

اور صبر کیوں نہ کیا ملت جلا نکد، لہذا ہے کہ عباس جو تم سے جدا ہو گئے اس میں تمہارا
کچھ نقصان ہوا، ان کا نقصان ہوا، تم کو اس کی مفارقت پر صدمہ ہوئے کا ثواب مل گیا جو تمہارے
حق میں عباس کے دوڑے، وہ بہتر ہے اور اب کو تم سے جدا ہو کر وہ مل گیا، اس کے ثواب
تم سے بہت بہتر ہے، واقعی خوب سنو، اب میں دہانتے ہیں کہ اس بڑی سے بہتر کسی۔

میری نشتی نہیں کی

بات یہ ہے کہ ہم کو سارا رنج و اس سے جو توبہ ہے کہ آخرت ہم کو یاد دہیں کہ حرکت کی

شرعیہ کو اصل امر سمجھے اور زبان فی نعمت و در احسن مسکن حق تولیے اور اس کے دل سے ہر حسرت
میں بکے پینے نہ بیدار حسرت بدلی۔

جنت کلفت سے خالی ہے

موت کی راحت کا ہوا تو جہنم کی ہوا بڑا حال ہے۔
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهُوْنَ الْفُكْهَمُ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْتَهُوْنَ

جس کو دل چاہے اس کا اور خود خواست کریں گے وہ بھی پوری ہوگی حدیث میں مذکور ہے
اور جس کو پسند آئے گی وہ خواست کریں گے اللہ تعالیٰ وہاں جسے دے اس آدمی کو اور اس سے کہیں
تسلی نہیں کہ کھینچ کر نہ دے کہتے ہیں کہ اس سے بے نیاز ہوں چاہتا ہوں اس کو کھینچ کر نہ دے
مادگی اور ہیبت نہ ہو کہ کھینچ کر نہ دے کہتے ہیں کہ اس سے بے نیاز ہوں چاہتا ہوں اس کو کھینچ کر نہ دے

نہایت ہی معقولی صاحب ہیں یا امتحان کا اس کو اگر کسی کام سے کوئی چاہتا تو یہ جنت میں
اسے کوئی بھی آگے اس کا جہاں تو یہ ہے کہ ایسے تم ہی ہو گے جو جنت میں نہ ہو اور نو
کوئی نہ ہو کہ نہیں کہو کہ موت کو تو دنیا میں ہی کی دوس میں نہ ہو طعناں سے کرا سے اور
کہ کسی کا دل موت کو چاہتا ہی ہے تو اس کی دنیا تو توبہ کلفت ہے جس سے مرگے کہ

کی فکر نہ ہے اور جنت کلفت سے خالی ہے، امتحان فی حق اللہ ہے اور جنت میں جا کر
وہ سوچا تھا کہ وہاں جہاں ہے کہ جنت میں بلنے کے بعد مرنے کی تسکین میں اس کی آگے ہے
امتحان کے بعد یہ متادل میں نہ آئے گی دربار میں جنت کے بعد جو گا جو قیامت کے بعد ہو گا

ارواح کی حالت

اور قیامت سے پہلے یہ حالت ہوگی کہ روح کے رہنے کے واسطے عاقل کے نیچے فذیل
لگے ہوں گے جن کے ذہن سبز پند کے غالب میں مدد میں رہیں گی اور یہ غالب ان کے واسطے جسم
قائم ہو گا بلکہ مبطوع مرتب کے ہو گا کہ جہاں جہاں اس مرتب کے ذریعہ سے اڑتے بھڑکے گئے۔ یہی
نفسیں اور راجحیں آخفت کی ہیں جس کی وجہ سے الہ اللہ کے قلوب دنیا سے سزا دیں۔

مذہب کی تعلیم کی طرف توجہ نہ دے کر، اپنے دماغ کو جسے وہ اسے چاہے
 جسے چاہے، پھیلے پھیلے کر دے گا۔ اس کی وجہ سے انسان کی نفس کے
 شعور سے محروم ہو جائے گا۔ اور اس کے دماغ کے شعور میں کیا رہا اس کو
 نہیں سمجھا جاتا ہے۔

۱۔ حق پرستی کا نام ہے جس میں ہم نے اپنے رب کے سوا کسی اور کو شریک نہیں کیا۔
 ۲۔ حق پرستی کا نام ہے جس میں ہم نے اپنے رب کے سوا کسی اور کو شریک نہیں کیا۔
 ۳۔ حق پرستی کا نام ہے جس میں ہم نے اپنے رب کے سوا کسی اور کو شریک نہیں کیا۔
 ۴۔ حق پرستی کا نام ہے جس میں ہم نے اپنے رب کے سوا کسی اور کو شریک نہیں کیا۔
 ۵۔ حق پرستی کا نام ہے جس میں ہم نے اپنے رب کے سوا کسی اور کو شریک نہیں کیا۔
 ۶۔ حق پرستی کا نام ہے جس میں ہم نے اپنے رب کے سوا کسی اور کو شریک نہیں کیا۔
 ۷۔ حق پرستی کا نام ہے جس میں ہم نے اپنے رب کے سوا کسی اور کو شریک نہیں کیا۔
 ۸۔ حق پرستی کا نام ہے جس میں ہم نے اپنے رب کے سوا کسی اور کو شریک نہیں کیا۔
 ۹۔ حق پرستی کا نام ہے جس میں ہم نے اپنے رب کے سوا کسی اور کو شریک نہیں کیا۔
 ۱۰۔ حق پرستی کا نام ہے جس میں ہم نے اپنے رب کے سوا کسی اور کو شریک نہیں کیا۔

معدن پر مدد بہ ہمارا نہ تھا صرف انہوں نے ٹوسٹ سبب ہو کر چاہا تھا
تو وہاں ملک پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ اس طرح ظاہر
کر رہے ہیں اور کہتے ہیں ۔

[illegible]

دانش سبب و باطنی و علم سائر کرب
در عالم بد کنش مرثیہ در کرب

۵۴۲ سعادت و خوشی کی حقیقت

سعادت و خفیت لغت میں ایک کثرت ہے جس کے معنی میں خوش فہمی مطلب یہ ہو کہ
وہ جو جتنے غیب و غم میں وہ جتنے میں بہتر میں گئے وہ اس سعادت سے بہرہ مند ہوا
کہ ان خوش فہمی میں کوئی نہ جلد جس کا حسب اعتقاد ہے کہ اس عاجز و ناتوان سے وقت
میں ہائے گمراہی نہ ہو، بلکہ جس سے نہ اس میں سنے کسی سے اس کی صورت میں اگر
یہ ہو کر ان کو اس حدیث و دعویٰ کی آمد و آمد میں نہ ہو، بلکہ اس کی آمد و آمد میں
ہو، بلکہ ان میں مدد میں کے غیب سے اس میں نہ ہو، بلکہ اس کے متعلق وہ اس میں
جہاں ہے کہ اس شخص کو اس میں ایک ایک سے نہ ہو، بلکہ اس میں ایک ایک سے نہ ہو،
اسے جو اس میں کر لیتے وہ اس میں ہے جو اس میں کر لیتے غیب کا اچھا ہونا،
تقدیر کا پیدا ہونا اس میں اس کے بہت سے فوائد و نفع ہوتے ہیں۔

یوں صرف قاعدہ کسی شخص کو دیتے وہ اس سے نہ ہو، بلکہ اس سے نہ ہو، بلکہ اس سے نہ ہو،
صرف قاعدہ ہو گا کہ اس کو اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو،
غلاب قاعدہ نہیں کہ اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو،
غلاب قاعدہ میں اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو،
اگر اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو،

سعادت و خوشی کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو،
اعتبار سے مطلب یہ ہو گا کہ اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو،
یہ جائیں گے اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو،
اس میں جائیں گے۔ ورنہ یہ نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو،
اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو،
کوئی نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو،
تبت فاما سلسلہ عظیم میں یہاں سے صرف اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو،
اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو، بلکہ اس میں نہ ہو،

۵۴۸
 جس پر ہمارے دل (۱) ہے
 جی نہیں دیکھا کہ یہ ہم سے
 جس پر ہمارے دل (۱) ہے
 جی نہیں دیکھا کہ یہ ہم سے
 جس پر ہمارے دل (۱) ہے
 جی نہیں دیکھا کہ یہ ہم سے

۵۴۹
 جس پر ہمارے دل (۱) ہے
 جی نہیں دیکھا کہ یہ ہم سے
 جس پر ہمارے دل (۱) ہے
 جی نہیں دیکھا کہ یہ ہم سے
 جس پر ہمارے دل (۱) ہے
 جی نہیں دیکھا کہ یہ ہم سے

عمل صالح کی توفیق

۵۵۰
 جس پر ہمارے دل (۱) ہے
 جی نہیں دیکھا کہ یہ ہم سے
 جس پر ہمارے دل (۱) ہے
 جی نہیں دیکھا کہ یہ ہم سے
 جس پر ہمارے دل (۱) ہے
 جی نہیں دیکھا کہ یہ ہم سے

۵۵۱
 جس پر ہمارے دل (۱) ہے
 جی نہیں دیکھا کہ یہ ہم سے
 جس پر ہمارے دل (۱) ہے
 جی نہیں دیکھا کہ یہ ہم سے
 جس پر ہمارے دل (۱) ہے
 جی نہیں دیکھا کہ یہ ہم سے

جائیں گے مگر جس کو حد 'چاہے وہ بہت میں رہ جائیگا بھی جس میں رحمت ایسے بھی ہیں کہ وہ گنہگار
سعید سمجھتے ہیں مگر ان کے نزدیک وہ سعید نہیں ہیں۔ اللہ بات قاصدہ بتلے ہے۔ اس نے عائشہ
کی کمر توڑ دی ہے کیونکہ کسی کی کسی کو یہ نہیں ہے کہ عمر خدا کے نزدیک کیسے میں ہے
تا بار کرانوا بٹھلس یکہ باند

ابن عباس نے دوسری جگہ سورہ اعراف میں (الحاشا لمن یثلم من ما کو معنی من فرمایا)
اس میں اور اس میں بظاہر کچھ فرق نہیں اس لئے یہاں بھی ما کو معنی من کہنے میں کچھ حرج نہیں
اور اس کے بعد حضور بل جنت میں کچھ اٹھناں بن نہیں رہا کیونکہ اس میں علود سے اشتباہ نہیں ہے۔
مولانا شاہ و عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ایک اور تفسیر کی ہے تو بہت عجیب
ہے۔ وہاں تک کسی کا ذہن نہیں پہنچ سکا اس کا حاصل یہ ہے کہ الاحادیث نہایت سے اللہ تعالیٰ کو فرقی
کرنا منظور ہے۔ اپنی ابدیت اور بل جنت کی ابدیت سے کہ خدا تعالیٰ کی ابدیت کسی کی مشیت کے تابع نہیں
اور بل جنت کی ابدیت داخل مشیت ہے۔ الاحادیث بل جنت سے فقط یہ بات تینا مقصود ہے کہ بل
جنت کی ابدیت مستقل نہیں بلکہ تابع مشیت الہیہ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ ابدیت کسی وقت منقطع ہو
جائیگی کیونکہ دوسری شخص سے یہ امر معلوم ہے کہ حق تعالیٰ کی مشیت جو علود بل جنت کے متعلق ہے
وہ کبھی منقطع نہ ہوگی۔ یہ اصل ہے شاہ صاحب کی تفسیر کا۔

مگر ان کی روایت سے یہ معنوں بشرط نہیں سمجھ سکا کہ وہی سمجھے گا جس کو یہ معلوم ہو کہ اس مقام پر
ایک اشکان سے جس کو شاہ صاحب دفع کرنا چاہتے ہیں۔ و فی تہ صاحب نے اس کو اہمیت
مسل اور مختصر کنواں سے رفع کر دیا ہے جو ان کے تخریج کی اصل ہے
ایک آریہ نے یہ افراط دوسرے عنوان سے شائع کیا تھا کہ خدا کا وجود بھی غیر متناہی
ہے اور جنہوں کا وجود بھی غیر متناہی ہے تو دونوں برابر ہو گئے۔

میں نے اس کا یہ جواب دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کا وجود غیر متناہی بالفعل ہے، جنہوں کا وجود
غیر متناہی یعنی لاحق عند مدہ ہے مگر شاہ صاحب کا جواب سب سے عمدہ ہے کہ خدا تعالیٰ
کا وجود غیر متناہی بالذات ہے، اور بل جنت کا وجود غیر متناہی، بغیر ہے یعنی مشیت کے تابع
ہے۔ یہ چند نکات تھے جو اس نکتہ کے متعلق تھے۔ اب میں آیت کا خلاصہ عرض کر کے بیان کو
ختم کر دوں گا۔

خدا صمد یہ ہوا کہ اس امت میں اللہ تعالیٰ نے تم کو آخرت کی راحتوں کی طرف متوجہ فرمایا ہے تاکہ ان کو مستغفر کر کے ہم آخرت کی طرف رغبت کریں اور اس کے لئے بھی کبریا و عظمیٰ قدر و قدریت حاصل کرے گا یہ بتلایا ہے کہ سعادت حاصل کریں جس کا خلاصہ علم حاصل ہے۔

وہ ہر اس میں اہل علم کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی رحمت کی طرف متوجہ ہوں کیونکہ یہ دیکھتا ہوں کہ اہل علم آج کل علم حاصل کر کے بے فکر ہو جاتے ہیں علم کا ہتھام اور کس علم کی کوشت نہیں کرتے۔ اور حیرت ہے کہ کس پر وہ اپنے آپ کو نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں یہ بھی علم مجرد علم و ہوش ہے جس سے تم ثبات رسوں چاہتے ہو۔ اس علم خالی علم کی تو وہ حالت ہے جس کے تحقق میں غفلتیں فرماتے ہیں۔

علم بھی کمر بسر قل است قال	نے زہد کیفیتے حاصل نہ ص
علم چہ بود آن کہ رہ بنایت	زنگہ گری زوں بزدایدت
اں بکوس ہا زمرست بر دل کند	خوف منشیت دوات فزوں کند
تواندانی بجز یوز دل بجز	خوددانی نی کہ تو خوری یا بخور
علم بنود بغیر علم عاشقی	ما بقی تمییس میس شقی !
علم چوں بر دوزنی میس شود	علم چوں بر تن زنی ماسے شود

حقیقی علم

حقیقی علم وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو اور وہ بدون علم کے نہیں ہو سکتی۔ پس علم بڑا علم کے حالات کی مثال سے ظہور کے روحانی نہ خدا بہ جہالت صحت۔ عرض علم محض یہ کفایت کرنا ٹری غلطی ہے۔ عمار و عذاب کو علم کا بورہ تمام نہ چاہیے۔ جب ہی ان کو سعادت حاصل ہوگی چونکہ اس بین میں اہل علم و طلب بھی نہ رہیں اس لئے یہ علموں طلب علموں کی ضرورت کا بین کر دیگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ دنیاہ آخرت کی چین چاہتے ہو تو سعادت حاصل کرو۔ ورنہ ایسی سعادت جس سے جنت کا دھوں ولی حاصل ہو اور حق تعالیٰ کا قرب کامل عطا ہو۔ عیدوں مع علم سے کہ سوا کیا کہ ایک درجہ علم۔

و مجاہدوں سے بھی جو سنا ہے یوں کو نجاتِ مطلقہ کے لئے جس بیان و سلام بھی
 کافی ہے۔ لیکن یہ بھی کہہ کر کہ اگر کوئی مذہب ذرا بھی بہتہ
 سے دوسرے مذہب سے زیادہ کمال کا ہے تو اس کو تسلیم کرنا ہوتا ہے۔
 دوسری بات یہ کہ اگر کوئی مذہب دوسرے مذہب سے زیادہ کمال کا ہے تو اس کو تسلیم کرنا ہوتا ہے۔

یہ بات کہ اگر کوئی مذہب دوسرے مذہب سے زیادہ کمال کا ہے تو اس کو تسلیم کرنا ہوتا ہے۔
 دوسری بات یہ کہ اگر کوئی مذہب دوسرے مذہب سے زیادہ کمال کا ہے تو اس کو تسلیم کرنا ہوتا ہے۔
 یہ بات کہ اگر کوئی مذہب دوسرے مذہب سے زیادہ کمال کا ہے تو اس کو تسلیم کرنا ہوتا ہے۔
 یہ بات کہ اگر کوئی مذہب دوسرے مذہب سے زیادہ کمال کا ہے تو اس کو تسلیم کرنا ہوتا ہے۔
 یہ بات کہ اگر کوئی مذہب دوسرے مذہب سے زیادہ کمال کا ہے تو اس کو تسلیم کرنا ہوتا ہے۔
 یہ بات کہ اگر کوئی مذہب دوسرے مذہب سے زیادہ کمال کا ہے تو اس کو تسلیم کرنا ہوتا ہے۔
 یہ بات کہ اگر کوئی مذہب دوسرے مذہب سے زیادہ کمال کا ہے تو اس کو تسلیم کرنا ہوتا ہے۔
 یہ بات کہ اگر کوئی مذہب دوسرے مذہب سے زیادہ کمال کا ہے تو اس کو تسلیم کرنا ہوتا ہے۔

صبر و شہادت علیٰ حق و خلیفہ سیدنا و مولانا

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اجمعین و خیر العوالم

و الحمد لله رب العالمین

آمین ۱۵/۱۶



راحت بخوت سے۔ تمام سارا سامان پیچھے چھوڑ جاتا ہے پھر جس تہہ سرے یا محل میں جا کر قریب کرنا ہے تو وہاں بیٹھ کے سنے دل لگا کر سناں بند ہوتا۔ لکھنؤ میں کی تہائی کوشتیں یہ ہوتی تھیں کہ کسی طرح یہاں کے کام سے بعد درخت پائے گئے کیونکہ جو مکوں و
 مزارات میں لکھنؤ میں تعصیب ہوتی تھی وہاں سے۔ مزارات میں قطع
 غصیب میں دو مکتبی بیٹھے ہیں یہاں سے اپنی کے جائے کہا جاتا ہے کہ اس طرح
 تپ نے ایک تہہ سے دوسرے تہہ کا پتہ دیا۔ کاسٹریٹ کیا ہے اسی طرح یہاں ہوتی رہی
 بھی اس قابل دنیا سے نہیں رہی دنیا سے بھر کا وہاں کے سفر کی جی تپ کو مزارات
 نیانی بھی پاس ہے تاکہ جین وقت پر کوئی پڑھ لے۔ تو وہاں سے بات کو، لکھنؤ سے
 اس کے پہلے، تہوں میں کی تہہ، اس کا حق سے ایک حقیر قطرہ سے جس قدر
 میں رہا کرتا تھا اس پر تپ تھا کہ اس سے تپ، بیٹھ و میں آیا تیار ہو سکتا ہے
 تو کیا ہے وہی رہی تھیں وہ کسی دوسری دنیا میں تپا نے وہاں سے وہ تپاں میں ہو
 سکتا۔

پیش کردہ ملاحظہ کے بعد حضرت مولانا صاحب نے فرمایا کہ اس پر ہدایت
 اس پر ہدایت سن طریق سے دیکھنا ہیقت قدرت کی میت و جان صاحبان ہدایت
 واضح کی ہے تاکہ ہدایت و مصیبت کی آمد سے گل مرہ پڑے ہر قدرت کا تپاں کی کسب و
 اس کا دوسرا حالت میں پیش کیا ہے وہ جس کے کسی کو مدد میں اس میں ہر ایک سے ہر ایک کا
 درحق و مدد بھی ہو گئے ہیں جس کا کسی مستقل تعصیب میں ہر ایک سے ہر ایک کا
 حیثیت سے اس رہا ہیقت رکھتے ہیں۔ مختلف ملاحظہ کے، جو ہر ایک سے ہر ایک کا
 حالت میں ہر ایک سے اس نشاں کو جس کے ایک مستقل تعصیب کی شکل میں ہی تپاں کی
 کی خدمت میں ہر ایک سے اس نشاں کو جس کے ایک مستقل تعصیب کی شکل میں ہی تپاں کی

احقر العباد !

منشی محمد رحمن خاں

۱۰ جون ۱۹۵۷ء

پرمیٹک - ملتان شہر

دو دنوں کی طبیعت میں صحت نہ رہے۔ مجھ سے ملنے کے لئے میں نے اپنی ریت سے توفیق کا
 ترہ، لکھا یہ کہ کئی وقت کے کام میں میں ملنے کیوں نہ تھا کہ اب کر یہ سواں کیا
 حالت کہ یہ توفیق ہی نہ رہا ہے میں اس لئے کہ توفیق کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس
 سے کہ میں نہ رہا کہ اب یہ ہے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ آپ کو میں نہ دیکھ دیت
 پڑے کی صورت میں نہ رہا کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے
 ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے
 کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے
 ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے

صاحبزادہ، آپ کے کاموں پر نظر کر رہا ہوں کہ کام ہی میں اتنے دسکے بتلانے
 میں نہ رہا کہ میں نے توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے
 ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے
 کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے
 ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے
 کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے
 ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے
 کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے
 ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے

تو میں نے توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے
 ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے
 کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے
 ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے
 کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے
 ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے کہ توفیق سے ملنے کے لئے

ہے کہ فصول و بیہ و بے جس میں کوئی غلطی نہ ہو

فوائد تلاوت

قرآن میں منافع بہت سے ہیں ایک میں توجہ فکر کے اس پر عمل کرنے کا ہے۔
دوسرا فائدہ تو یہ ہے کہ وہ لوگ جسے کچھ پڑھنا فصول سے وقت نہ ہو۔ بعد اس کو ٹوٹ نہ پڑے۔
اس بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو آپ دانتے ہیں کہ قرآن پڑھنے والے کو
۴۰ حرف پر ہس نیکیاں ملتی ہیں اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ایک حرف سے ایک اعانت ایک
حرف سے اور ایک حرف سے دوسرا ایک حرف تو اس میں تین حرف ہوتے ہیں اس کی
تیس نیکیاں ہوتیں اور بعض علماء یہ مطلب بیان کیا ہے کہ میں الف و زمر و یس میں
سے ہر ایک کو ایک حرف میں کہتا ہوں لفظ الف میں جو الف آیا ہے۔ وہ ایک حرف
ہے اور لفظ ہ میں جو اوں لاہ ہوا گیا وہ ایک حرف ہے اور لفظ یس میں جو یس ہوا گیا۔ وہ
ایک حرف ہے تو وہ تپ سے ۴۰ حرف سے جسے کو بیان کیا ہے اور ان کو قیاس پر چھوڑ دینا
اس حساب سے کہ اس میں نو حرف ہوتے ہیں اور اس میں نو نیکیاں ہوتیں تو یہ قرآن کا
تھوڑا نفع ہے کہ بے کچھ پڑھنے سے ہی یہ فطرتی نو نیکیاں مل جائیں و ہمارے چھوٹے
بچے نہیں ہو۔ اور یہ ثواب کوں حرف مقطعات کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ تو ایک تھیں قلمی
قرآن کے ہر غلط کاپی تو اب ہے سورۃ فاتحہ نہ پڑھتے ہیں۔ یہاں دہاں سے الحمد للہ تلاوت
اس میں پانچ حرف ہیں۔ معانی چار نیکیاں کچھ گنتیں مگر اس سے تو یہ ہے کہ ہم نو نیکیاں اس کو
نفع نہیں سمجھتے مگر کہ اس کی قدر معلوم ہوگی۔

اس کی بعینہ ایسی مثال ہے۔ دو شخص ملے جانے والے ہیں اور معلوم ہے کہ یہ تانبے
کا پیسہ دہاں بالکل نہیں چلتا ایک نے تو تانبے کے پیسوں سے اور دوسرے کا تانبہ دہاں
راج ہے خریدیں دوسرا شخص جو کہہ کہ حالت سے جاہل ہے اور اس کو خبر نہیں کہ دہاں کس
نقد کی ضرورت ہوگی۔ اس پر ہنسنا ہے اور اس کو بے وقوف بنانا ہے۔ کہتا ہے جب یہ پیسہ
کا تانبہ تو دہاں بھی نہ اور دیکھا اس نے صرف یہ ہے کہ یہ پیسہ ہاتھ لگے مگر ایک تیسرا

ماں باپ سے ایک تختے سے کچھ ایکسٹریکٹ کریں گے وہاں کوں کسی سے کام نہ آوے گا۔

حیرت نہایت ہے ایک شخص ۱۰۰ کوڑے دوست کہ قیامت کے دن ایک شخص کی نیکیاں دیکھیں ہر شخص کی وہاں کا نام دے سے کہ نیکیاں دہ سو تو جتنی ہے وہ بدین زیادہ ہوں تو وہ کسی سے ۱۰۰ ہوں ہر شخص تو چندے طرف میں کھانچا گا۔ اس قدر کے موافق اس شخص سے شام کو گھر پر ایک نیکی کریں سے تو کوئلہ ماٹے تو بہت میں جتنی آجاسے گا وہ شخص خوش ہو گا کہ میرے ماں باپ ہوئی ہے دوست احباب بہت سے ہیں کسی سے ایک نیکی کامل جا کیا شاد بہت چاہیہ وہ جانتے گا اور جا کر باپ سے پی حیات میں کرے گا۔ مجھے ایک نیکی کی صورت ہے تو میرے باپ ہو میرے حال پر نہ کر دو ایک نیکی ۱۰۰۰۰ صاف جواب دے دینا کہ یہاں ہر کو اپنی جان کی پڑی ہے تجھے ایک نیکی کسے دے دوں۔ ماں جی اسی طرح جواب دے دے گی۔ ولاد بھی کا سا جواب دے دے گی دوست احباب بھی اور کی سنائیں گے آخر نہایت پاس ہو کر کوٹے گا راستہ میں ایک شخص کسی سے گا جس کے پاس صرف ایک ہی نیکی ہوگی۔ وہ اس سے پوچھے گا کہ کیاں پر ہیں کیوں مورے ہو کیا بات سے؟ وہ جواب دے گا کہ اگر میری پریشانی کا علاج ہو سکتا تو میں طاعون بھی کرتا، مگر اس کا علاج کسی سے نہیں ہو سکتا۔ سر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہے طاعون کرنے سے کیا فائدہ۔ ماں باپ۔ ولاد و اقارب دوست احباب سب جواب دے پچھلے قریب کیا کر رہے؟ وہ کہے گا کہ اپنا حال تو کھوشیہ میں اس میں کچھ ساتھ دے سکوں۔ غرض بعد کا نہ بھیا۔ یہ اپنا حال کہے گا کہ مجھے ایک نیکی کی ضرورت تھی۔ وہ شخص جواب دے گا کہ میرے پاس کل ایک نیکی ہے اور وہ میرے کسی کام کی جی نہیں کیونکہ گاہ بہت زیادہ ہیں۔ میں تو جہنم میں جاؤں گا۔ یہ نیکی مونی تو کیا رہ جونی تو کیا اسے نیکی تو جی سے جا۔ میرے ہی کام آجاسے گی یہ شخص خیر نہ دگا کہ یہ اتنا یہ کون سنی ہے جو اس طرح بے خطر اپنی نیکی دے رہا ہے۔ عاصیو وہاں بھی یہ مل دل ہی سخاوت کریں گے اور یہی محقق پر رحم کریں گے۔ ماں باپ کچھ کام نہ آویں گے غرض یہ شخص

حس سوز وہ یکلے کر لوٹے گا ورنہ بارہی میں بیت کر دے گا وہ تو بموجب اس قاعدہ کے تبش ویا جائے گا کیونکہ یکساں ماسب ہوئیں۔

اس سے بعد اس سچی حالت کو دیکھنا یا جاننے کا کہ تم نے یہ کیا کیا کہ بتی بیل دو مہرے کو
 دے دی یہ تم کو دینی نجات کا فکر نہیں وہ جس کو کہتے ہیں میرے پاس صرف ایک
 بتی بیل تھی میں جانتا تھا کہ قمار کے موقع تو میں نہیں ہوں اور یہ بیل میرے کار آمد نہیں
 ہو سکتی مگر دینی خاں اپنے فضل سے بخش دیا تو درمات ہے مگر جب میری بخش
 صرف فضل ہی پر تو کافی ہے اور میں اپنے عمل سے میں بخشا ہوں تو اس طرح کی بھی
 کیوں نہیں تو اس میں سے وہ بیل اس مسکین کو دے دو کہ اس کی تو معافیت ہو
 جائے گی یہ معاملہ قسمت حق کے پر ہے وہ تقویٰ میں سماوت پر کش دیا
 جائے گا۔

۱۔ سوچو، عجیبہ! یہ ہے وہاں درویشی، ماتہ پر بخشش جو عاقبت ہے ایک
 اور شخص، ۲۔ قلعہ بند ہے میں راستے کہ میں نے کئی بکری رکھی کہ میں نے ایک دن راستہ
 میں سے کاٹا تھا، ۳۔ حوالہ ہے کہ ماتہ پر درویشی، ماتہ سے منکر حق تھاں کے یہاں اس
 کی بھی قدر ہوئی، ۴۔ میں کہ جسی بہت پریشان درویش، ۵۔ ایک کام کو چاہے کتنا ہی
 درویش ہو، ۶۔ بعض درویشی، ماتہ میں جو جاتی ہے، ۷۔ درویش بڑے عمل جناب
 ناز تھا، رکھے رہ جاتے ہیں۔

ایک برنگ کا قصہ کہ جب ان کا انتقال ہو تو کسی دوسرے برنگ کو کشف ہوا
 باغواب میں دیکھا کہ ان سے سول نور رہا ہے کہ ہمارے واسطے کیا ملے گا آئے ہوا ہوا
 سے جواب دیا کہ تو چھ آئیں تو سندے کر یا ہوں ادا دنا ہوا ہے تو یہ بھی قیامی
 درست نہیں رہے بلکہ سندے سندے دودھوں رات کا قصہ یاد کرو دودھ والی رات
 کا قصہ یہ جو تھا کہ ایک روز دودھ پینے سے ہڑ میں درد ہو گیا تھا تو ہوں نے کسی سے
 یہ کہا کہ دودھ سے درد ہو گیا تو یہ بار پرس ہوئی کہ تم سے دودھ کو موثر قرار دیا حالانکہ موثر
 ہم میں یہ کہی تو یہ ہے جب توحید بھی غلط ثابت ہوئی تو وہ برنگ بہت پریشان ہوئے۔

چہرہ شاد ہو کر تھپے قوس کے موافق دوزخ کے مستحق ہو چکے۔ کیونکہ تمہارے ذہن میں تمہارے پاس نہ صرف ایک بیانی تھی اور وہ جی غلط بات جوئی۔ اب سنو! تم کو کس بات پر بتاتے ہیں۔ ایک سے نو قرب ایک بیانی کے بچے کو سہاوی سے کاپیت دیکھی تھی اور تم نے اس پر رحم کیا کہ حافظ اٹل دیا تھا جس پر اس سے تم کو سہاوی وہ دیا اس بیانی کے بچے کی جہے قوسوں اور تم کو کھل کی مایہ محنت جاتا ہے۔ یہ بھی ایک عمل تھا مگر کبھی حق تعالیٰ مدد نہ مل سکے نہ فائدہ دے ہی صورت پر بخش دیتے ہیں

چنانچہ ایک رنگ میں قاضی کیوں کٹر جو بیانی کے شیخ ہیں۔ ان کو کسی نے خود میں دیکھا کہ ان سے سوال کیا جاتا ہے اور کتاب آمیز سبوں کو دہاتے اور ٹیپ خاکوت سے کھڑے ہیں۔ جب کتاب ہو چکا تو انہوں سے عرض کیا کہ میں تو حدیث میں بیڑھا کرتا تھا کہ ان سے یستغفر من ذی الشیبة مسئلہ کہ حق تعالیٰ نہ بولے مسلمان سے یا فرماتے ہیں اور اس کو کھل دیتے ہیں مگر یہاں تو معاملہ برعکس معلوم ہوتا ہے۔ اس پر رت دہا کہ جاؤ اگرچہ نیکی کچھ نہیں مگر تمہارے بڑھاپے پر رحم کر کے تم کو کھل جاتا ہے۔ ہمارے سامنے ہے ہر گز کہا ہے۔ بے شک تم کو بڑھاپے آگئی پر رت جاتا ہے۔ اسی کو شیخ سعیدی فرماتے ہیں

ولم یجد مدد وقت وقت میں نہیں

کہ حق شرہ دار دوزخ سے سفید

اس سے زیادہ حیرت انگیز دوسری حکایت ہے کہ یہاں تو قاضی یکے بن کٹر واقعی بڑھاپے تھے۔ ایک مسخرہ جوان کی حکایت ہے کہ جب مرنے لگا تو اس کو اپنی حالت پر خوف تھا کیونکہ عمل صالح کچھ نہ کیا تھا۔ اس نے یہ وصیت کی کہ جب مجھ کو غسل و کفن دے چکو تو میری دائرہ پر ذرا سا تاجہ رک دینا۔ چنانچہ وراثت نے وصیت پوری کی۔ اس کو کسی نے خوب میں دیکھا کہ اس سے سوال ہوا کہ تو نے یہ وصیت کیوں کی تھی۔ اس نے عرض کیا کہ یا اللہ میرے پاس عمل تو کچھ تھا نہیں۔ اس لئے اپنی حالت پر اندیشہ تھا اور یہ حدیث میں ہے سنی تھی۔ اے اللہ! یستغفر من ذی الشیبة مسئلہ کہ خدا بڑھاپے مسلمان سے شرماتا ہے۔ قسمت سے میں بڑھا بھی نہ تھا اور بڑھا بن اپنے اختیار میں تھا۔ تو میں نے یہ وصیت کی کہ میرے باپوں

اور یہی بھی بہت سے گھر کے اندر بھی پیاس معلوم ہوتی اور پیاس بہت شدید معلوم ہوتی
مگر چونکہ یہ سوکھے، مرنے والے ہوتے ہیں تو اس میں درمیان میں اس کے پیاس کا ذکر
ہی کیا گیا ہے۔ وقت عدل کے تو کہہ سکتے ہیں کہ اس سے بہت زیادہ پیاس سے مراد اس کی گہرائی
یا نوعیت خاص اس سہانی کی حالت میں بہت سے ایک ہی میں آسکتی ہے۔ اب وہ کوئی بہت
جو اس کو کھڑے رہنے کی ایک وجہ سے گھر کے باہر ۱۰۰ پاؤں سے شکر کے پانی میں ایک
دش اور سہانی میں لے جاتی ہے۔ وہ صرف قوت رائی میں کہ پہلے اور نہ سوئی
کیونکہ پیاس کوئی قوت ٹرک نہ تھی اور اب رادہ تو گئی کیونکہ حکم خدا کو کہ کسی قدر عبت یا
بہت سے قوی ٹرک ہے جس نے اس قوت اور حرکت کے پانی سے اور یہ کھلے
کرتا ہے اس کا کور دست کرتا ہوا کہ تک باقی پیتا ہے

اب اس قوت معدن کر کے جاو کہ اس کی نفسہ نہ کوئی مرنے سے نہ تھی یہ
پنے جس واقع میں موقوف سے اپنے مضاف ایہ پر میں اور گریختے کام کا قضا کیا ہوتا
تو وہ ارادہ عمدہ سے اور نہ کام کا قصد کیا جانے تو وہ ارادہ ہر اسے چھے وہ پر ثواب
سے گا اور نہ وہ ہر اگر چیت ارادہ نہ مائے کاکہ: کھانے کا اس سے بھی ارادہ کی
ظلمت معلوم ہوگی کیونکہ کسی محل پر برا و نذاہدوں ارادہ کے مرتب نہیں ہوتی اور ارادہ پر
بدون عمل کے بھی گناہ تو سب کچھ جاتا ہے۔ اگر بدوں ارادہ کے کوئی گناہ جہوں چوک سے ہو
گی تو وہ معاف سے۔ حق تعالیٰ و مانتے میں۔

رسالۃ فی حدیث ماں سبب و احطاب

یعنی یہ وہ کو تخلیق فرماتے ہیں کہ اس طرح کیا کرو یا نہ کرو۔ حدیث سے بھول چوک
موجہ سے تو نہ تو یہ نہ کیا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اگر سورۃ بقرہ
کی دعائیں مقبول ہوئیں میں جہوں چوک پر خواندہ ہو گا ایک حدیث میں اس کو صاف
غفلوں میں کیا گیا ہے۔ دفع عن الخطایا والسیا کہ میری اُمت سے خطا و
سیا معاف کر دیا گیا۔ بعض اعمال میں تو سب لوگ جانتے ہیں کہ بدوں ارادہ کے عمل معتبر
نہیں ہوتا مثلاً بدوں نیت کے جمع نہیں ہوتی نیت کا نام ہی تو ارادہ ہے۔ اگر بدوں نیت

[illegible][illegible]

دوست عزیز! این کتاب را به شما تقدیم می‌کنم
چون می‌دانم که برای شما بسیار مفید خواهد بود.
با احترام و مهر،
[نام نویسنده]

...
 ...
 ...
 ...
 ...

فصل في بيان ما يجب من العلم بالدين

۱- در صورتی که در یک سال دو بار بارش اتفاق افتد، در آن سال بارش را دو برابر می‌شمارند.
 ۲- در صورتی که در یک سال سه بار بارش اتفاق افتد، در آن سال بارش را سه برابر می‌شمارند.
 ۳- در صورتی که در یک سال چهار بار بارش اتفاق افتد، در آن سال بارش را چهار برابر می‌شمارند.

...
...
...
...
...

ہمیں کوئی شک نہ ہو کہ یہ طرہ تو سہو و سہو ہے اور اس کی تعلیم کے ساتھ دونوں

ہمت ٹٹکل میں بدو نہ بدیشی کی توجہ توفیق دے اور یہ توجہ ایسی حرکت کرنے والی
 ہمت کہ سب سے پہلے وہ اس ہمت کو دیکھ کر ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے
 اس کا حال دیکھ کر ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے اس کا حال دیکھ کر ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے
 ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے اس کا حال دیکھ کر ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے
 ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے اس کا حال دیکھ کر ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے
 ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے اس کا حال دیکھ کر ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے
 ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے اس کا حال دیکھ کر ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے

اہمیت قیمت

حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں:

مَنْ لَمْ يَرْوِدْ حَتَّى يَخْلُصْ مِنْ مَوْتٍ
 حَتَّى يَخْلُصَ مِنْ مَوْتٍ حَتَّى يَخْلُصَ مِنْ مَوْتٍ
 لَاحِرَةٌ مَعَى سَعْيِهِ وَهُوَ مَوْسَى وَتَمَّتْ كَيْسَ
 سَعْيِهِ سَكُونًا

یعنی جو کوئی مرنے کا جہنم دیکھ کر ہمت سے اس کو توجہ دے اور یہ توجہ ایسی حرکت کرنے والی
 ہمت کہ سب سے پہلے وہ اس ہمت کو دیکھ کر ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے
 اس کا حال دیکھ کر ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے اس کا حال دیکھ کر ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے
 ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے اس کا حال دیکھ کر ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے
 ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے اس کا حال دیکھ کر ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے
 ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے اس کا حال دیکھ کر ہمت کے ساتھ ہر ماہوسے

دیکھئے، اگر ایک شخص کو یہ مکان دکھائے، ایک خستہ و خراب دروازہ دیکھتے
 عذر دیکھ کر کہ یہ دروازہ تو کئی وقت تک کھلا رہا ہے اور وہ ایک عذر دیکھ کر کہ یہ دروازہ
 دیکھتے عذر دیکھ کر کہ یہ دروازہ تو کئی وقت تک کھلا رہا ہے اور وہ ایک عذر دیکھ کر کہ یہ دروازہ

سے ۳۱ میں ایک ہی جمعہ رہے جس کو اسے حضرت علیؑ کی ولادت میں ایک مرتبہ سے نورانی رستہ میں ملنے کے خیال میں جو کہ توہموں نے بے تکلف پہنچے تھے اور اس سے اس کی یہاں تک کہ بہت مستحق ہیں۔ اگر آپ فرمائیں تو کلام میں اس کی یہ کہ یہ ہے توئی واقعت دیکھئے۔ اچھی اس پر مولا کی تشریف آوری کا نام نہ لیا کہ کہیں سے اُدھار لے کر دعوت کرنے کا یہاں رہتے جب پہنچے ہیں وقت نماز، نماز سے صاف کہہ دیا اور جو زمانہ نہ جسے بھی کیا ہے وہاں سے فرمایا۔ جہاں میں دیر نہیں وہاں سے تیرے بعد وقت تو ہیں وقتوں سے رزوں کا نام۔ کسی سے موت کا نہ کہ نہ تیرے سے تو ہو گئی وہاں سے وقت سے بے فکر یا یہاں تک کہ مذہب کے وقت یک دہن میں آیا اور جیکو مذہب کو نہ دے دے گیا اس وقت تک صاحب نے تیرے سے اس کی تشریف آوری میں ایک دن موت کے لئے خدا سے تیار ہوئے بھیج دیتے ہوئے نہ لیا۔ جہاں تک میں تکلف نہ کرنا۔ مہوں نے کہا حضرت یہ نوح سے نہ لگا کہ جب میں تہ ہیں آپ سے وقت نہ لیا اور جب کہ خدا سے آپ کی برکت سے یہ وہی ہے اس لئے آپ میں تھا، مہذّبوں کو یہ نہ لگا کہ یہ دیندار نہ لیا۔ خوب بات سے لکھ دیا۔

ایک شخص نے ایک عزیز کا رشتہ بیان کی کہ میں نے ایک دوست سے کہا کہ میں نے ان میں ان کو ایک دور میں کہ ایک نئی جوتیاں کر رہے تھے۔ بائیں ہمارے یہاں ریح جی تے۔ وہ شخص کہنے لگے کہ میں سمجھا کہ شاید کوئی مرگ تے۔ جوں گے اور ایک ہی کا منظر رہا کہ ان مرگ کی میں بھی ریا تے۔ مرگ میں مگر جب ایسے کوئی دیر کوئی مرگ تے اور نہ لگا۔ منظر یہ نظر آیا۔ وہی سے کہ وقت بھی مر گیا تو میں نے یہ مت کیا کہ یہ بھی بچے جی کہے بہہ رہے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ آج اس گھر میں نہ لگا۔ مرگوں سے وقت کا نام بھی جی رکھا ہے۔ جب فاقہ موتا ہے تو پہلوں کو ہمد دیتے ہیں کہ یہ بھی جی گئے ہیں۔ رولی نہیں ملے گی بچے ایسی خوشی سے رہتے ہیں کہ کوئی نہ لگا۔ مرگ ہی میں موتا۔ نہ کہ یہ لکھا کہ سب صبر و استقامت کا کہ نہ لگا۔ وہی سے بچے تک بھی پریشان نہ ہوتے تھے۔

کویاں نہ کچھو اپنے جاؤں اور کچھو پتے بیٹے۔ یہاں نہ کچھ اپنی بیوی کو دیتی
 نہ جانو۔ میں جس جس سے ملے ملے قلب کو تھکتا سب ہی تھکتا میں آئیں۔ تو یہ
 مطلب صوری یعنی مدعیہ و ملکہ کا یہ ہے کہ سب مشیاق کی دست و پست نہایت
 بیاں کی جاوے۔ خواہ یہ سے کہ کسی سے کو اپنا کچھ نہ لے۔ اس وقت مدعیہ و ملکہ
 نے وہ اپنی اور کس غائبہ کی سے فرمایا ہے ایک دم سے یہ ہیں وہاں نہ لیا کہ میں
 سے تاکہ جو کچھ اس کو کچھ سمجھتے ہیں۔ ان کو توں نظر میں انکار کی تھی نہ اس
 کی خاطر سے یہ فرمایا کہ تو سے مگر توں شخص کا ہے۔ جو بے شک وہ ہیں جو کچھ محبت سے
 وہ بھی گر نہ کر کے دیکھتے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ واقعی دیا کہ نہیں ہے

تفصیل میں نہیں کی یہ سب کہ کہنے مان یا کہ کچھ ہے۔ میں یہ تو خود دیکھ کر کس کو
 کہتے ہیں۔ پنا گھر وہ اس کو کہتے ہیں کہ جس میں سے تم کو کوئی کام نہ ملے۔ متو تر کہتے
 جاؤ۔ وہاں کسی کے مکان میں ٹھہر جاؤ۔ یہ تو کہہ کر کچھ سے مانگ کر پھر ان کا
 اسے گمان کی طرح یہاں اس کو کہا جاتا ہے جو دوسرے تم سے نہ ملے سکے ایسی دوسرے
 کی امانت نہ ہو۔ جس تو یہ دیکھا کہ کچھ تو اور یہاں کے مال کو اپنا مال سمجھتے وہ وہاں
 کی تیر کو اپنی تیر دیکھتے وہ وہاں کی بیوی کہوں تو چاہ کر کو اپنا سمجھتے تو تو تو تو روک
 میں پر پنا سونے کی تھاپ کبھی صادق کی ہے یا نہیں۔ پس اگر وہ حق میں یہ پنا ہی ملکوت
 میں تو ملکوت سونے کی مدتیں میں میں ہو چاہیں اور اگر یہ دیکھ دیں کہ اس میں یہ
 مدتیں نہ پالی جاویں تو ان کو ایسے ہی کچھو گے؟

پنا گھر کون سا ہے۔ جس میں سے کوئی قوم نہ نکالے۔ جہاں ہی حالت یہ ہے کہ جب
 نہ کاری ملو اتا ہے تو رہ رہتی انداز کی کر کے ایک راستے میں پھینک دیتے جاتے ہو
 کیوں صاحبو ایسی تھا تبار گھر؟ در گھر میں یہ بھی پنا گھر سمجھتے تو کیا وجہ ہے کہ کسی کو
 پنا گھر سمجھو۔ ساری دنیا کے گھروں کو اپنا گھر سمجھو۔ اپنا گھر وہی ہے کہ جس پر قصہ قلوب کو
 وہاں سے اٹھ نہ سکے یہ معیار تو تھا۔ اس معیار سے اس معیار پر یہ گھر تھا۔ اسے یہ
 نہیں؟ ہم تو دیکھ رہے ہیں کہ نہیں ہے۔ جب مالک حقیقی چاہتے ہیں۔ ان پر کہ باہر نکال

دیتے ہیں۔ نگہ پر قیاس و تہا ہے۔ مذہبوں رستی سے نہ بچے۔ رستے میں نہ مال اپنا رہتا ہے۔
پس جو مدتیں اور معیار و تہا ہے اپنا سونے کی تھی۔ وہی یہاں مفقود ہے، پھر کیسے اپنا
کہتے ہو۔

یہ تو سونے کے ساتھ حالت ہوتی ہے۔ اس سے قبل کی حالت پر شاید کوئی
نہ کرے کہ سونے تک تو پہنچے۔ مگر کبھی تو چھوٹے بڑے کا حساب و انداز کی حالت میں
بھی کوئی شے بنی نہیں دیکھو گے کھانا ہی سے جب حق تعالیٰ چاہتے ہیں اس سے
خبردار کر دیتے ہیں پیٹ میں مروت کا و دست کا سونے کھانے قسم قسم کے پس
لک میں موجود ہیں اور کھا نہیں سکتے پھر یہ کیا پائے ہوئے ورنہ پر کیا قابو ہے جلا کھا
تو یک منقص شے ہے خود جو صفات آدمی کے ہیں راست اور آکر۔ یہ بھی جب نہ سہا
چاہتے ہیں۔ پس حق تعالیٰ ہے پس مال اور جاء و رعایا صفات آدمی کے ماری دت کوئی شے
ماری نہیں جب چاہیں جو شے چاہیں پھیں ہیں

انسان کی بے بسی

پانا پھر دیکھا جاتا ہے کہ کسی کی آنکھیں پھین لی جاتی ہیں کسی کی زبان موقوف ہو جاتی
ہے کسی کی عقل پر کثرت آجاتی ہے کل جو بڑے مائل تھے۔ آج ان کے واس میں فرق
آگیا۔ پاگل ہو گئے۔ کہاں گئی وہ عقل کہاں گئے وہ جو اس بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ جنوں
کے بعد ان کو گونا گوت میں بھی تیار نہیں رہتی ایک پاگل پانا نہ کھا یا کرتا تھا اور دلیل یہ
بیان کرتا تھا کہ کیا وجہ سے کہ لوگ اس کو ٹھہر سکتے ہیں۔ یہ میرے ہی اندر سے تو نکلا ہے پھر
میرے ہی اندر اگر چلا جائے تو اس میں کیا خرابی ہے میں نے عقل پرستوں سے کہا کرتا ہوں
کہ تمہاری عقل اس پاگل کی سعی عقل ہے اس لئے کہ شریعت و رسالت فطرت تو تمہارا
نزدیک کوئی شے نہیں عقل ہی قبلہ و کعبہ ہے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ عقل ہی پر مدار ہے تو
اس شخص کے اس استدلال کا جو ب دو۔ مگر دیکھو شریعت اور رسالت فطرۃ کو ضم نہ کیجو
محض عقل سے جو ب دو۔ بظاہر تو وہ عقل کی بات کہہ رہا ہے کہ میرے ہی اندر سے نکلا ہے

انسان کی مختلف حالتیں

ہم کچھ کہتے ہیں کہ "تمہیں جانتے کہ تم کون ہیں، ایک سرک نے خوب خوب دیکھا، ایک شخص اکثر ہو جاتا ہے، تنہا گئے نصیحت دے میں اس طرح نہیں چمکرتے تو ضلالت سے چلنا چاہیے کہنے لگا کہ نہیں جانتے تم کون ہیں۔ فرمایا جاتا ہوں

وَلَا تَطْعَمُهُ نَذْرَةٌ وَتَحْرُكُ حَبَّةُ مَذْرُومَةٍ

ذَلِكَ تَحْمِلُ الْعَذْرَةَ

اول تو تیرا یہ ہے کہ تو ایک باپ کا لطف تھا، درخدا تیرا یہ ہے کہ ایک مرد اور جو باپ کا اور لطف تھا، تیرا یہ ہے کہ تیری یہ پرستش تیرا یہ ہے اس کو تو تھا چہ تیرا

حق تعالیٰ کی محبت قدرت ہے۔ اسی میں قدرتوں کی باتیں دیکھیں جو رقی ہیں اور محدود، مردوں کے خلاف بدن تک کئی مصلحتیں ہیں مگر ان مصلحتوں میں کسی نگرہ میں منہوں سے نوائے سگے تو آتی کو مرنے مشکل، حاسہ کہیں ٹھیس کے قابل بھی ہے۔ بہت جہاں جاسے دیکھو اسے ایسے جاویں، چنانچہ کبھی کبھی میں کاموں دیکھ دیتے یہ بفر یعنی گندہ دہنی کا بعض لوگوں کو مرض ہو جاتا ہے ایسے شخص کے پاس کھانا ہوتا ہو جاتا تو حسب میں دیوسہ میں طاب ملتی کرتا تھا، غار میں ایک شخص کبھی کبھی میرے پاس آکر کھڑے ہو جاتا تو ناز پوزی کرنا، مصیبت دعائی تھی، فقہی، سخاوت، اکتے دیکھ دے میں فرماتے ہیں کہ اس شخص کو کھانے کی بیماری ہو، کو پانی کی عادت سے مارنے پڑے میں پڑھا رہا ہے، لہذا اسے گاہیں یہ تو مصلحت کی طوالت سے فرماتے

پس انسان کا یہ طرز کہ میں جانتے ہو، میں کوں ہوں بڑے بڑے کبار و جہل کی بات ہے پس بیماری صحت یہ عادت ہے تو کسی سے کوئی کنا تیرے رنج ہوگا حدیث شریف میں ہے۔

نہوں نے آدمی کو مار مار کر لایا تھا، ہمت و ہمت و ہمت

قابلیت اور تصدقت و مضمت

یہی آئی کہتا ہے کہ یہ مال سے یہ مال سے یہ کیا ہے سگر جو

ہوئے کیا وہ توئی کرنا، و جو نہا، و کر دیا اور جو صدقہ دیا وہ

اسکے بھیج دیا وہ بے شک ترست

۱۰۔ مال یہاں ہے مرنے والی پتی ہے نہ بچے لیے ہیں تو کس تو مرنا ہیں۔

پھر کس بچے کے لیے ہیں جس میں یونی بچے مال مناجہ ہو اسے جب مرنے پر پہنچا

گا ملک کر دیتے نہ ڈیں گے، مگر وہ ۱۰ اور عامر و مال ملک نہیں تو کرتا ہیں کہ

اصل بقیش میں جب عامر میں نو خندہ کہتے ہیں باوہیں گے اصل میں حبہ، عین میں

تو مار لیتے، مگر یہ نہیں سولی نہیں ہیں نہ بچے میں نہیں اس کا حق ہے مشو

و مندوب میں وہ قمار کا سب سے۔

وہ مکہ ربانی السموت و لا یصل

اسی ملک سے بڑے گمانوں اور زمین میں

مہر تیز امانت ہے

جب اس چیز میں یہ امانت ہے کہ کوئی اپنی نہیں سمجھتا ہے تو وہ

حکمرانیت و انج کوئی بھی دلہا بجمع میں لا عقل لہ کر اس دنیا کو وہ جمع کرے گا کہ

کو عقل نہ دے اس کے کہ بڑی چیزوں کو کوئی مائل جمع نہیں کیا، نہ تو کوئی جمع کرتا ہے اس

کو کس سے عقل ہے میں ورنہ پکار کر ہر نکال دیتے ہیں جیسے کسی کھیت میں پودوں سے

ذہبی پوسے تھے اس شخص سے اپنے سمجھ کر جمع کرنا شروع کر دیا تو ظاہر ہے کہ ملک کر اس

کو امانت کرے گا ورنہ نکال دے گا اس کو پابینے لھانہ اس تحقیق کرتا کہ ہر کس کے

ہیں۔ اگر اس کے ثابت ہوتے تو جمع کرتا میں جیسے یہ شخص ہوتا ہر فی شے کے جمع کرنے

کے بے وقوف ہے سچی طرح جو دنیا جمع کرے وہ اتنی ہے یہ حالت ہوئی دیا کی

اب یہ سمجھو کہ دنیا اس مال کا دار نہیں مال ہے چاہے تو مفت میں ہزار روگیا سے اس سے
کہ بعض مال اچھا ہے جیسے مال دار و بعض مال بُرے جیسے شوت چوٹی کا مال۔ پس اگر
دنیا نفس مال کا دار ہو تو اس کی دشمنیں کیسے قوتیں دنیا نامہ تعقی بغیر مہ کا ہے جنہی خدا کی
کے سو کسی سے تعقی بڑھتا کر بکھڑوں میں پڑ کر سعادت میں گھس کر مدتوں سے نائل ہوا
پس یہ تعقی بغیر مہ صعب کے سب سے بڑا ہے مخدوف مال کے کہ کسی کے سے چھا کسی کے سے بڑ
ایسے ہی ولاد بھی دنیا نہیں ہاں قلب کا اس کے ساتھ ساتھ تعقی جو نائل کر دے یہ دنیا سے
ایک دن ہمارے دلوں میں سے ہر سہلے دما کیا کرتی ہیں ست اند
میرے اندھ کا حق دنیا میں سنا ہے کہ یہ یعنی کوئی دوا تو ہمارے ہیں سے تاکہ گھر چہ
ہوئے سے دنیا میں سنا ہوتا تو میں بھی دوا کو نہ دیا چاہتا

حال کننا چاہتے تو اب چار دھبے پاؤں ہوئے۔ ایک دیر عرصہ کا ایک محل کا ایک عمارت کا ایک مکان اور اس کی نہ ورت اس لئے مولیٰ کہ لوگوں کو اس میں دھوکا نہ جاتا۔ بہت لوگ اس ریح کو کافی سمجھتے ہیں اور اس غیر رائج بعضی کیفیت غیر دیکھ کر کمال نہیں یہ تو اکثر کو چیتا جاتا ہے اب اگر اسی پر درجہ کا عائد کر دیا جائے جیسے یہ تقسیم شہر میں سے تو لوگوں کے نزدیک یہی مستی ہوگا۔ عمارت کے یہ کچھ مت پر ہیں جب تک کہ اس کا رخ ہو

ابلیس کی غلطی کا راز

صاحبو! حالات غیر راسخ و رینیت کو منتی سمجھنے کی سب سے بہت سے لوگ تباہ ہو گئے ہیں۔ بعض باغی و درمیں و نیزہ سب غلطی میں تباہ ہوئے ان لوگوں کو کچھ سرراہٹ اور کیفیت محسوس ہو گئی تھی بس انہوں نے اسی کو منتی سمجھ لیا۔ اس کے بعد میں مدہ نفس سے پسند کو مستغنی سمجھ لیا۔ نفس کی اصلاح کے واسطے نہ رہا۔ اس سے نادم ہو گئے آخر کار جب وہ سوئے کیونکہ ان کا نفس بنور زندہ تھا۔ یہ کیفیات و تجاہد کے ساتھ میں پیدا ہوئی تھیں درجہ مقام پر نہ پہنچی تھیں اور اس غلطی میں سب ہی لوگ تباہ ہو رہے ہیں مثلاً کسی میں خوفناکیت کا کچھ شریہ اسوئیں۔ دوچار دفعہ رونا یا یا بہت و مددیت کے آثار پیدا ہو گئے یا ذکر اور صحبت شیخ سے ایک قسم کا مشورہ حاصل ہو گیا یہ اس کو منتی سمجھ گئے اور تائبہ کے لئے مجاہد و سعی کو چھوڑ بیٹھے اس کا انجام یہ ہوا ہے کہ کچھ دنوں میں کورس کے کورس رہ جاتے ہیں کیونکہ وہ حال غیر رائج تھا اس کی بنا کے لئے سعی کی ضرورت تھی۔

اس کی ایسی مثال ہے۔ جیسے کسی نے درخت لگایا۔ اس کو پرورش کیا۔ تو فائزیت کا منتی یہ ہے کہ اس پر پھل آجائے اس نے کیا کیا کہ ایک دفعہ جو اس پر پھل پڑا تو اس نے اسی دن سے پانی دینا اور اس کی خدمت کرنا چھوڑ دیا۔ حالانکہ ایک باغیستان کافی نہیں کیونکہ بعضے درختوں پر بہت جلدی پھل آ جاتا ہے جیسے دھنیا قلمی۔ سرسبز سال ہی میں پھل دیتا ہے۔ حالانکہ اس کی لہا کچھ ہی نہیں ہوتی۔ جیسے آج کل بیٹھے کے باوجود

جاستے میں گودیکھنے میں پاواتی سے سوں یہ جو کہ جاتا ہے کہ اخیر زمانہ میں بالشتی لوگ
 سوں کے تید یہ وہی لوگ ہیں کیونکہ پہلے زمانہ کے آدمیوں کے سامنے یہ آئی کل کے
 بچے جو تھوڑی سی عمر میں باغ جو ساتے ہیں بالشتی سے زیادہ نہیں پہلے زمانے میں آدمی
 جلدی باغ نہ سوتا تھا ساتھ ساتھ برس کی عمر میں شاہی کی فکر ہوتی تھی چنانچہ سانے پانے
 کامی وہ اب تک رہن زد ہے مگر آج کل لوگ ساتھ برس میں گور کا حیرہ ہو جاتے
 ہیں تو جیسے آدمیوں میں بالشتی ہیں ایسے ہی دختر میں بھی بالشتی ہیں کہ ان میں سے
 انہرے ور ہیں لینے لگے درخت لگانے والا خوش ہو گیا کہ بس یہ فتنہ کو پہنچ گیا ہے
 اس نے پانی دینا موقوف کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی بیل اس کے پاس سے نہ گزریا اور ایک
 رات بارش تو آنت گر پڑا یا گرمی کے زمانہ میں خشکی نے آدیا وہ چہ روز میں خشک ہو
 کر یہ حسن رہ گیا عسل کی بات یہ تھی کہ ایک دفعہ پھل آجائے سے بے فکر نہ ہوتا بلکہ اس
 درخت کو رہ پانی دیتا رہتا یہاں تک کہ تنہ خوب صوف ہو جاوے اور اتنا ونی و جا
 کہ جانوروں کا منہ اس تک نہ پہنچ سکے اب بے شک یہ پانی دینے سے مستفی ہو جا
 گا اس وقت قدرتی بارش ہی اس کے لئے کافی ہے اسی طرح حال کیفیت پیدا کرنے
 سے سالک کو بے فکر نہ ہونا چاہیئے بلکہ برابر مجاہدہ میں مشغول رہنا چاہیئے یہاں
 تک کہ حال متاثر نہ جائے اس کے بعد اس صاحب مقام کو پہلہ و مجاہدات شاقہ کی
 ضرورت نہ رہے گی مولانا فرماتے ہیں کہ

خلوت و چلہ برو لازم نہ اند

(تنہائی و رخصت اس پر ضروری نہیں تھی)

انسان مختار و صاحب ارادہ ہے

مگر عمل کی پھر بھی ضرورت رہے گی اور نفس کی نگہداشت و باطن سے دکر میں
 مشغول رہنا اس پر ہمیشہ لازم ہے کیونکہ درخت تو فیر جتن سے وہ تکمیل کے بعد بلا
 قصد بھی فیضانِ حق سے لکھتا ہے اور انسان مختار و صاحب ارادہ ہے اس کو بہرہ

طلب وقتہ کے فیض نہیں مل سکتا۔ اس سے طلب کا ناقص رہنا اس پر تمام عمر کے لئے ضروری ہے۔

ایک چشمہ زون نافل زان شاہ نباشی
 شاید کہ نکاسے کند نگاہ نباشی
 محبوب عتیقی سے قبولی دیر جی غفلت میں رہ کر
 کہہ کریں اور توبے برقی میں ہو

در حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں صرف ایک بار اللہ سے ملے گا تو وہ اللہ سے ملے گا۔ اس وقت میں اگر توبہ ہوئے کہ انہوں نے حالات و کمالات کے طاری ہونے پر عمل چھوڑ دیا یہ دلیس نہ ہوئے ہوئے جیسے کہ پہلے تھے بعد پہلے سے جی بہتر ہو گئے طلب کے بعد ترک طلب اشد ہے کیونکہ یہ مراض سے بھرپور اور ابیس نے پینے کو حالات ہی سے کامل سمجھ گیا تھا پھر کمزوری نے مجاہدہ کو شستن چھوڑ دی بعض دلیس بھی اس دھوکا میں مبتلا ہیں کہ کوئی مستہملکین کہتے ہیں پس توبہ یا کیونکہ تکمیل کے بعد بھی کوشش و مسرت مافوق تیرہ ہی فرماتے ہیں۔

در رہ عشق و سہ مشیت

میار و گوشت ابر پیار و روش

طریق محبت میں شیطان الجھاوت ہمت سے پس ہوشیاری سے
 چل اور کالوں کو توفیق پر لگاتے رکھو۔

پیام روش سے روشنی سے اور توفیق کا حکم یہ ہے کہ بعد از حدیث یقین کہ موت تک مل سے استفادہ میں رہتے اور کھانا پر جس سے ذوق رہتا ہو اگر تیرہ مجاہدہ کے طور پر عمل نہ کرنا تب مہلات کے طور پر عمل نہ رہے۔ محاسب نے مضائقہ کیلئے ہاتھ بڑھا دیا جس وقت تم سے بھی ہاتھ ٹھکرا دیا اس کے بعد پھر جی کر کو ہاتھ بڑھا ہوا ہی رکھنا چاہیئے تاکہ طلب ہو رہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ کی مہلات یہ ہے کہ جب تک تیرہ ہاتھ نہ کھینچو اس وقت تک وہ بھی ہاتھ نہیں کھینچتے ورنہ مہلات میں اندھلی اندھیلہ و دسم کہ

تھی کیونکہ آپ منجہ تر صفات میں ہیں جب کوئی آپ سے مصافحہ کرتا تو جب خودی ہاتھ نہ کیچیتا آپ بھی ہاتھ نہ کھینچتے تھے۔ جب آپ کی یہ حالت تھی تو وہاں جی تین ہاتھ ہوگی۔ پھر کیا ہے؟

نماند بعضیاں کے درگرو

کہ وارو چنیں ستید پیشرو

گناہوں میں مقید کوئی آپ شخص نہیں ہے گا کہ وہ سرکار دو عالم

صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اپنا پیش رو رکھتا تو

جن کو آپ خیر و کریم بنی لگے ہو ان کو مست کچھ امیدیں ہیں۔ ورنہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ صفت حق تعالیٰ کی صفت کریم کا نقل تھا تو حق تعالیٰ اس مسئلہ میں اصل میں کہ جب تک تم طلب باقی رکھو گے وہ اپنی عطا اور توجہ کو کہ نہ کریں گے۔ مولانا احمد علی صاحب سہارن پوری کا مقور ہے کہ میں جو خدا میں ہے۔ وہی تو مشہد میں بھی ہو گا ورنہ یہاں تو وہ بڑے جرم و گریہ میں اور ان کی صفات میں تغیر ہے نہیں لہذا کہہ سکتا ہوں کہ یہ خطر ہے۔ ش۔ لہذا اب بھی حق رحمت ہوگی بلکہ اس سے زیادہ۔

امید ورجا کی حقیقت

مگر اس سے بے فکر ہو کر نہ بیٹھ جانا کیونکہ اس میں بھی ایک تو رجا کا درجہ ہے اور ایک طرد کا۔ امید ورجا وہی ہے جو عمل کے ساتھ جو در نہ غرور ہے۔ ابن قیم نے لکھا ہے کہ رجا جرم کو موتی نہیں کہتی اس لئے جس حدیث میں رجا اور حسن ظن باللہ کی تعلیم ہے وہ حقیقت ان میں عبادت و عمل کی تعلیم ہے کیونکہ رجا کسی سے پیدا ہوتی ہے ورنہ وہ تو غرور سے جس کی نسبت ارشاد ہے۔ و غر کہ مائدہ الغرور۔ غرض حق تعالیٰ بڑے کریم و کریم ہیں کہ ہاتھ بڑھا کر خود نہیں کھینچتے مگر اس کے ساتھ ان میں سختی بھی بہت ہے۔

ہی نہیں بندھے اس میں کیا تعطل ہے کہ انسان دنیا میں مس فرمیں گروست کیا
مسافر کہنا چھوڑا، سب اپنا پیوڑا تیار کر لیا، کپڑے نہیں پہنتے، کہا کام نہیں کرتا
بلکہ ہم تو اچھے ہیں کہ اس کوک دیکھو سفری میں رستے میں وہاں کے کسی کام میں بھی
نفل نہیں آتی، یونیٹس سب سود میں ساتھ رہتے ہیں، سونا، چانک، بیونی کے پاس جانا
سارے کام ہوتے رہتے ہیں، وہ فتنی بات توئی ہے کہ وہ کسی شہر یا مکان سے دل
نہیں لگتا، ہر دم ٹیڈیوں، ہوتا ہے

ضرورت کے موافق دنیا سے تعلق رکھو

اس سنی کی سوسائٹی علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے کہ ضرورت کے موافق دنیا سے
تعلق رکھو، مگر اس سے دل نہ لگاؤ، اس میں مذہب نہ ہو، پاؤں تعلقات و رشتہ و بلکہ
حتی الامکان اتنا رکھو اس میں نہ تعطل نہ ہو، پر عمل دشواری مگر اللہ بڑا
کریم ہے، غنیمتیں کا کہ وہ وطن کے وقت ہوتا، تو کل کا بیان کریں گے تو اسکو
ہوا ایسا بنادیں گے جو اس وقت کا دھب کے باپ سے بھی نہ ہوئے، حالانکہ شریعت
میں منع عمل کوئی بات نہیں ہے، پس یہ شریعت کی تعلیم نہیں ہے، مگر واقفوں کی من
گھڑت سے تم مار دے تو کل کے لئے یہ لازم نہیں کہ ایک چیز بھی پہنے پاس نہ رکھے
بلکہ مال جمع کرنے کے ساتھ بھی رہا، تو کل ہو سکتا ہے۔

جس کی صورت یہ ہے کہ مال کے ساتھ دس لاکھ لاکھ روپے سے زیادہ کے
درپے نہ ہو، پس یہ زیادہ ہے اور اگر پونے لاکھ لاکھ کے ضرورت سے زیادہ مال
حق تعالیٰ عطا فرمادیں تو یہ بھی زیادہ کے حد تک ہیں

اور توکل یہ ہے کہ اسباب کو ٹوٹ نہ جائے اور نہ ان پر غما کرے، حق تعالیٰ
پر نظر رکھے، ورنہ چیز کو انہی کی عطا سمجھے، اس کے لئے ترک اسباب و ترک طاعت
ضروری نہیں۔

ہاں یہ بات ہے کہ کسی کو اسباب کے اختیار کرنے سے الجھن ہوتی ہو،

ہیں یہ عزرا ٹیل درخت ہے جو ہرگز روح نکالنے آیا ہے تو وہ گھبر کر کہنے لگی۔ اسے موت بہتر نہیں چوں کہ موت تو وہ یہاں پر ٹپتی ہے۔ میں تو غیب ٹھہرا ہوں۔
 گفت اسے موت میں بہشت

میرزا غریب محسن

صاحبِ سرِ مہر یعنی موت کو یاد رکھتے تو مرس رہتے۔ اس کی علامات ظاہر ہوتیں مگر سارے دراصل کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی اور میرزا موت یا دآل تو یہ دوسرے مردہ پر بھی اتنا نہ دھرتے۔ کہو کہ اگر کوئی تمہارے جیوتِ حادثے تو میں تمہارے کیا بات ہے۔ مگر طبعاً حرمِ موت، مگر عہدِ تو یہ جوئی کی بات سے اس وقت سے بات کر خوشی ہونا یا بہشت ہونا کہ ایک دن ہم بھی مدعا سے جھوٹے واسے میں جیسا یہ جھوٹ گیا۔
 عارف اس کو فرماتے ہیں :-

حرمِ سرِ مہر ذکر میں مل دینا ہر دم
 راحت جاں طلب ہو رہے جاں مرد
 نذرِ درد کہ گزیرے میں غمِ روزے
 تادریکدہ سدا دہ حرمِ ہر دم

شوقِ تقاریر میں موت کی تمنا جاتر ہے

اہلِ نقدِ موت کے دل کی نہ کرتے ہیں اور یہاں ہر کو اس کے نام سے بھرا جا رہا ہے۔ تو موت کو ہم اتنا بھولے ہوئے ہیں کہ دوسرے کو مرقہ دیکھ بھی یہ خیال نہیں ہوتا کہ یہ منزلِ ہمارے سامنے بھی ہے۔ بلکہ میں سمجھتے ہیں کہ بس ہر اس کے واسطے تھی اور اگر کوئی یاد بھی کرتا ہے تو بطورِ وظیفہ کے۔ مگر کیا اگر کوئی نقدِ مٹھا کا نام لے کر وظیفہ ترعا کرے تو اس سے اس کا منہ میٹھا ہو جائے گا مگر گز نہیں۔ اس

عارفین زبان شناس نبوت میں

اس کا مطلب ما نہیں نے سمجھ سے کیونکہ وہی 'بان شناس نبوت' میں ان سے اس کا مطلب پوچھو۔ خود اپنی طرف سے غیب نہ کرو کیونکہ تم نبوت کی زبان نہیں سمجھتے۔

تو نہ یدری گھے سلیمان را
چہ شناسی زبان مرغان را
بب تو نے سینہ کو دیکھی تھی نہیں تو پھر آئینہ دلوں کی دیدیں
کس طرح سمجھے گا۔

اس کا مطلب حضرت فرید عطار بیان فرماتے ہیں :-
ہر کہ اور معرفت بخشہ نہ سے غیہ حق در دل او نیست جانے
نزد عارف نیست دنیا خط بندہ بر خود نیستش ہر گز نظر
عارف ز دنیا و عجبی فریفت زانچہ باشد غیہ قوی فارغ است
جس کو خدا سے بزرگ اپنی پہچاں نصیب کر دے تو اُس دل میں نہ رہے
کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ عارف کے نزدیک دنیا کا ہونا نہ مواہر ہے
بلکہ خود اپنے وجود ہی کے ہونے نہ ہونے پر نظر نہیں۔ عارف دنیا و
آخرت کے علم سے فارغ ہے اس لئے کہ وہ ان الہی کے عہد کو کچھ
ہے اس سے بے تعلق ہے

فرماتے ہیں کہ معرفت اس کا نام ہے کہ دنیا کی قدر دل میں نہ ہو اور اس سے دل کو خالی
رکھو۔ یہ نہیں فرمایا کہ ہاتھ کو بھی خالی رکھو یک جگہ فرماتے ہیں :-
اے پسر از آخرت غفل مباش
با مشایخ این جہاں خوش دہ مباش

در بلیات جہاں صبار باش!

گاہ نصرت شکر جبار باش!

صاحبزادے! فکرِ آخرت سے غفلت میں نہ رہو۔ اس جہاں کے سامانِ
نہایت سے دل بٹگی نہ کرو۔ دنیا کے سہ دگر دم پر راضی برضارہ اور ہمیشہ خدا
کی نعمتوں کا شکر کرتا رہو۔

بس یہ معنی ہیں کائناتِ سرسبز کے کہ دنیا کے ساتھ دل نہ لگاؤ اور جہاں تک ہو سکے حقائق
نہ بڑھائے یعنی زائد از ضرورت تعلقات کو کم کر دے۔ پسند نامہ عجیب کتاب ہے۔ اس میں
عمل کرنے کی باتیں ہیں۔ لوگوں کو شنوئی کا بہت شوق ہے کیونکہ اس میں عمل کی باتیں
کم ہیں۔ زیادہ تر مسائل اور احوال و کیفیات کی تحقیق ہے۔ جو فتنے کے کام کی باتیں ہیں۔
بہت سی کو تو سب سے زیادہ عمل کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس کے لئے اعتدال۔ باتما
کی ضرورت ہے اور وہ پسند نامہ ہے۔ اگر کوئی شخص اس کتاب کو اپنے عمل میں رکھے۔ تو
انشاء اللہ واصل ہو جائے گا۔ مگر عمل شرط ہے کہ امتحان وہی ہے۔

او امتحان بہ و ن تو یہ آپ کا مستحکم

قابل نہیں ہے قبلہ کسی شیخ و شاہ کا

اسی کو فرماتے ہیں۔

کارکن کار جہاد از گفتار

کاندیں رہ کار باید کار

دعوے چھوڑ عمل میں لگ۔ اس طریقِ الفت میں صرف عمل ہے۔

اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قدم باید اندر طریقت نہ دم

کہ اخیلے نزار دوسے بے قدم

طریقت میں عمل کرنا چاہیے نہ کہ دعوتی کہ دعوتی بغیر عمل کے بے

حقیقت ہے۔

شیخ فرید عطار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب پند نامہ مولانا رومی کو دی تھی۔ پندرہ سو سال پہلے مولانا رومی نے اس کتاب کو اپنی دستور عمل بنایا۔ پھر معلوم ہے کہ وہ کس درجہ کے بوسے اس طرح شیخ فرید عطار مولانا رومی کے اُستاد ہو گئے مولانا رومی نے بعض مقامات پر اُن کی ک بہت تعریف فرمائی۔ چنانچہ فرما سکتے ہیں کہ

ہفت شہر عشق را عطار گشت

ماہنوز اندر تھم یک کوچہ ایم

حضرت عطار عشق کے سات شہروں کو طے کر چکے اور ہم تو ابھی تک ایک ہی گلی کے موڑ پر ہیں۔

تو اتنے بڑے شخص کا قول یہ ہے کہ دنیا سے دس نہ لگانا ہی سعادت ہے باقی دنیا کا پاس ہونا سزا نہیں۔ اُن بے ضرورت سامان جمع نہ کرے۔ فرماتے ہیں کہ

چیت تقویٰ ترک شبہات و حرم

از لباس و از شراب و از طعام

تقویٰ کیا ہے؟ کھانے پینے پہننے میں شبہ اور حرام سے بچنے کا نام ہے۔

ہر چہ افزوں ست اگر باشد حلال

نزد اصحاب و رع باشد و بال

زائد از ضرورت ہر شے چاہے حلال ہو متقی بندوں کے لئے وبال ہے۔

زائد از ضرورت سامان کی ممانعت

بزرگوں نے تو حلال آمدنی کو بھی جب کہ ضرورت سے زیادہ ہو، وبال سمجھا ہے اور ہماری یہ حالت ہے کہ مشتبہ اور حرام مال سے بھی گھر بھرتے رہتے ہیں اور بے ضرورت سامان جمع کرتے ہیں۔ گھر میں بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن سے کبھی کام بھی نہیں

کی نظرت بہت کی نسبت ہو تو مرد سے اس میں معیار کے موافق عمل کرنا چاہیے مگر
اس سے نہ شخص کا کام نہیں لے سکتا بلکہ اس پر عمل کرے سے کسی مرد کی سے
کی ضد و ثبات یہاں سے تیری کی ضد و ثبات تو گئی مگر خوب فرمایا ہے

مگر ہوا ہے اس سفر داری ولا

اس میں رہ گئے واپس یہ

یا باپ، تنہا ہو

سب قسلاؤں میں محض مرد

سے اس کے بعد ہی غمت میں تھک کر پینے کی خواہش نہ ہو کسی شمع

کاں کا یہ کچھ اور ہی توجہ دے وقف کار ساقی کے بغیر

کام میں بہت پہل نہ سوجھا ہو نہ محبت میں توجہ کمال سے

یہ نہ کہ نہ

اور اس کے ساتھ ہی یہ توجہ دے کافی ہیں بلکہ اس کی صورت سے بہت کوس

کے پر دکر ہے

ہوں کہیدی پر ہیں تیرے

تیرے ہونے سے رہ کر کھنڈ

صبر کن، کار خفا سے بہت خفا

تا کہ گویہ نقص نہ رہا فراق

سب تو سرخ کمال اختیار کر رہا تو یہ طاقت ہی یا مدتی میں

سودن لاج نہ مدیہ سودن کے حکم پر چلنے کے نقصان نہ رہ کے فکر

کی حالت معلوم کرے میں مدتی میں گزرا کہ گھڑ کو تیرے خط رہا

وہی ہیں وہیں اس طرح کہہ دے

خس بہت خوش ہے پوچھو کہیں یہ کام کرنا پاتا ہو یہ صورتی سے یا غیر نہ وہی

اس سے پوچھ کر پوچھ کر کہہ دے کہ میں دن تو بھی محقق ہو جاؤ گے جس پر دمن

فعلی میں کوثر بن چھو۔ یہ مہاجرین سے وقت کے ساتھ ہی طور کو چھوئے ہوئے
 قادیان کے چیلوں کے طور کے۔ کوثر کے چیلے سے سات سال

مقتضو حال نہیں احوال ہیں

[illegible]

ضمانہ، راجستھان، ۱۹۷۱ء

[illegible]

میرزا محمد علی قزوینی

وہشت کا شہر ہے جس کی دیوار ہر طرف

یہ تقدیر مطلقاً درست ہے اور خود سارے مل میں کا طریقہ ہر قسم سے نوٹ کر
 کہ طریقہ مل میں تو بہت دور ہے۔ میں میں مل میں بہت ہیں۔ آئی جی ایک سین
 کو ٹیکسٹ ہے وہاں تک کہ سو سو ایک مل میں نہایت کم ہے کہیں نہ پیدائش
 کسی جگہ پیدائش سے کم سے کم ایک ایک جگہ پیدائش سے کم سے کم
 فرماتے ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

مجلس شورای اسلامی

بڑی چو سجدہ گروہنہ میں نہا ہوا
کہ مرزا خراب گروہی تو سجدہ ریائی
تو نہ تو سجدہ ریائی
و سجدہ ریائی

ظہورِ محمد کے بعد میں یہ قوتیں جو مجھے خرم کے در پر ایک کمر کا ہوا سی
 کیا گیا تھا وہ گہرے گہرے گہرے گہرے گہرے گہرے گہرے گہرے گہرے
 چھائی ہوئی ہیں یہاں تک کہ مجھے یہاں تک کہ مجھے یہاں تک کہ
 خیر میں تھینا ہوا ہاں سب کا ہوا ہے یہاں تک کہ میں یہاں تک کہ
 مار میں یہاں تک کہ یہاں تک کہ یہاں تک کہ یہاں تک کہ

وہ صدف میں مسموم ہونے کے سبب نہیں تو، اور حال بدوں کی تیج کی صحت کے حاصل نہیں ہوتا ہے

میں نے تو سب سے پہلے یہ

عسائیوں کی سرپرستی کے سوا کسی اور مسئلے سے - مسیحی
عسائے کے - میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

بدوں طریق ماں کے دوسرے نفس کا جبر۔ تماشے محض میں نفس نہیں رہتا کدہ تماشے
 کی سے رہتا ہے۔ "حالی ہو کر یہ نہایت دو درجہ اور کسی قدر فکر و بصیرت کا نہیں
 سے میں مومن کہتا ہوں کہ میں یہاں کو اختیار کروں شادمانہ حال پیدا ہو جائے گا
 پھر نہایت سے میں کے حقائق چھ ترقی کر کے میں حال مقام دوسرے کا و دونوں
 میں یہ دونوں دو صاحب مقام ہوں نہ توں میں ہوں متدین کی طرح ہوں و مال سکھ
 ترقی ہوں منہج کی نہایت یہ دونوں سے کہوں کہ وہ سے ملک و بادشاہ میں سب کچھ اگر
 سلطنت میں سے بادشاہ میں دونوں سے جنی میں تعلق نہیں ہوتا۔ اگر میں دیکھوں
 روپے جنی سے کہ میں ہوں توں میں سے ذرا بھی بگاڑ نہیں ہوتا۔ جب اس سے کہنا

کہ ٹھوچھو، سہی وقت سب کو چھوڑ کر ٹک تو جاہ کا کیونکہ وہ اس کو اپنا مال نہ نہیں
سمجھتے۔ اس پر تو ہم وقت یہ جان مالک سے ہے

فی حقیقت مالک ہر شے حد ست

اس امانت پندر روزہ مرد است

”حقیقت میں ہر چیز کا مالک تو خدا ہے جس سے ہمارے پاس یہ چیزیں
کچھ دنوں کے لئے ماننا ہیں۔“

جب آدمی کے لئے کوئی بھگتا ہے تو سکھائی رہا۔ مدت سے بڑی وہ تفصیل کا فرق تو
وقت ہیں دوسرے مقامات کی علامات بالکل تہہ در تہہ متاثر ہوئی ہیں مجھے اندیشہ ہے
کہیں الحق جتنی اس سے دور ہو گا۔ وہی جاہ و اپنے آپ کو کامل نہ سمجھ جائے کیونکہ
صاحب مقام میں تعلیم اور استقامت کی وجہ سے مدت کا علم نہیں ہوتا تو یہی ہے
بہدی حالت سے کہ تو اسے سیکھتی وہ بھی غلط ہے اس میں غلط فہم سے
کچھ اندیشہ نہیں ہوتا مگر واقع میں امتیاز ہوتا ہے اس امتیاز میں متندی اور متوسط اور
غنتی کی ایسی مثال ہے جیسے ایک شخص نے تو تاراب بھی پی لی۔ اس میں لئے ہوتی ہیں
ہے۔ یہ تو بہدی ہے اور ایک شخص سے بھی تاراب میا تاراب کی ہے اس لئے مدت
ہے یہ متوسط ہے اور ایک شخص برسوں سے پیسے لایا ہے اس کوئی قدر تو
نہ ہوتا ہے مگر زیادہ ہیں یہ غنتی سے گویا متوسط سے زیادہ تاراب پی گیا ہے
مگر مدت ہو جانے کی وجہ سے اس پر متوسط کی برکت نہیں ہوتا اور متوسط سے
ابھی تھوڑی ہی سی پی سے مگر اس سے وہ مدت کا تحمل میں کر سکتا آپلے سے ہمارے
ہے کبھی نہ الحق ہوتا ہے کبھی جیتا چلائے اس کو سب پہچان جاتے ہیں و یہی کو
خاص خاص ہی چھپتے ہیں کسی کو شیخ بہد حق روحوں فرماتے ہیں

”منصور چچ ہو کہ ایک قطہ فریاد و بی مہر نہ کہ ایسا فرود

بر نہ و آروغ نہ زندہ“

یعنی منصور کا حال۔ تھے متوسط سبک تھے اس سے ایک قطہ

نی سے جڑا نے لگے ور میں کامل ہیں کہ ریاس کے دریابی تائیں
اور ڈکار بھی نہ لیں۔

صوابت اس سے کہ کامل پر چوبہ تمکین واستقامت کے حالات کا یاد دل نہیں دیتا وہ
از جہارفتہ نہیں ہوتا اس سے وہ ۱۰۵۰ مسد فی یکساں معلوم ہوتا ہے و اس کی عداوت بھی
ابتداء کے مشابہ ہوتی ہیں جس سے جتنی کو پسنے کال کا دھوکا ہو سکتا ہے اس سے
مقامات کی تحفیں و اس کی عداوت کا بیان میں کرتا و۔ اور اسی سے کہ عداوت سے پہلے
پہلے حال ہی تک پہنچا نہیں یہ مقامات تک پہنچانے سے ہی تامل جاویں گے
ابھی تو تین سبق پڑھتے ہیں

تین ضروری اسباق

اول نمبر ———— بعد محل ———— بعد زمان ———— جب تری تین سبق
پورے ہو گئے تو یہ سبق کوئی ور پڑھا دے گا خود تری پڑھا دے گا کوئی ور سہ کا مد
پڑھا دے گا کوئی ور حاصل نہیں وہ علم حاصل کریں و اس میں مہارت عمل نہیں وہ
عمل کا شمار کریں و اس میں مہارت عمل دونوں میں مگر حاصل نہیں وہ اپنے اندر حال پیدا کرے
کی کوستہ

موجب میں یہ کام کی کن فی ندب حادث مرید کام کی رنی
یہ کام میں سے یہ عداوت میں گئے کہ غیر عداوتی کام میں کام کو نہماک نہ ہو گا یہ
وہ کسی سے رہ جہت کا نہیں کیونکہ مسد کو کوئی بڑا بند ہے اس سے توہ میں و اس سے
پیشی ہذاں کھنڈ نہیں کیا کرتا چنانچہ شیخ و اس سے کسی کوئی سے حلیف پہنچ جائے
تو رپٹ میں کھنڈ یا کرتا کیونکہ وہ اس کے لئے قیام کی ضرورت ہے اور کھنڈ
قیام کی فرصت میں مسد میں رپٹ وہی کھوٹے کا نوپے مسد ذہن سمجھے یہ میں نے
اس واسطے کہ دیا کہ شاید کوئی یہ کہے کہ میں تو سفر میں ہی ہوں اس کا جواب میں
نے دے دیا کہ اس وقت ترپٹے کا مسد ذہن سمجھتے ٹرپٹے کا مسد ذہن سمجھتے تو مرگرنے

سے ترک فرما دیں اور خدائے تعالیٰ کی طرف توجہ فرمائیں گی یہی مطلوب
ہے۔ اور کسی کی تائید میں نہ ملے یہی تائید و توثیق ہے۔ اب
دیکھیں کہ ترک توفیقِ عملِ حسیب نہ

وہی توفیقِ عملِ حسیب و موذی

محمد و علیؑ و ائمہ

اجمعین :

— — —

جانی سے شکل تو بنایا کرتے ہیں مگر دھن کی دھن کی بھین بھین میں سسبکڑے سے
نہاشتیں بھری ہیں۔

از ہوں چوں کور کاو پڑا
وہوں تو حصہ ہی منہ جل
از ہوں طعنہ لڑی ہر بابا یزید
وزر و نشت ننگ میدار و یزید

کہہ دیتے تو کافر کی قدر کی نہایت مڑیں۔ سہی کو کہتے ہیں۔ "از ہوں طعنہ لڑی
ہر بابا یزید" کہہ دینی وضع تو ایسی کہ، یزید بھی تہہ جانیں و تقاب کی یہ حالت کہ یزید کو بھی
اُس سے، سہی ہمیں سوت کے، یزید تو مست ہیں مگر یہ ت کے، یزید کم ہیں

مذہب یہ حالت صورت و لباس کی سے ساتھ ساتھ ہیں، مدد مدد کو کام
ست و لوگ اس جاہلیت میں، نوہ کواہ کواہ کرتے ہیں یہ تو عقل بات ہے، اور مدد کے، ہاں کس
کو محنتا ہے، دیکھو، مگر کوئی نہیں لغو و بے ہودہ باتیں کرنے لگے تو اُس کو کہتے ہیں کہ تو چھو،
ہو گیا یا کر یک شخص بہ وقت بیڑاؤں میں رہنے لگے تو انہیں میں شمار سے لگے کا جب
یہ بات سے تو کفر و بدعت کا فوں کے ختم کریں گے تو کفر ہی ان ہی سے ہو جائیں گے
پس اُس کے ساتھ وہ رج میں بھی جائیں گے، اللہم فی اسئلات خیرہ و عودہ
من النار۔ جامع و رند و زوج سے مومن کو کیا عاقبت

جیسے جنت خاص متقیوں کے لئے ہے، یسے ہی وہ خاص کس کے لئے ہے
کے لوگ تو یہ کہ وہ نہ کافر میں اور متقی اس لئے جنت کو، ہاں میں بھی، ہاں میں گے اور جنت
جنت میں بھی نہ جائیں گے مگر پندہ بیان کی وجہ سے متقیوں کے مسابہ میں، اس لئے بعد
پندہ جنت میں پہنچ جائیں گے تو جنت میں جانے کے قبل وہ است کہ یا تو خود متقی ہوں
مثلاً رہتقی کے ورنہ نہیں ہاں یک وہ، ہاں پاک صاف ہوں انہیں گے اس وقت
جنت میں جانے کے قبل ہوں گے جیسے پراغ کہ اُس پر مگر بہت سی کثرت جمع ہو جائے

اور پھر قبر کو یاد کرو۔

اور چہرہ کو یاد کرو۔

اور یوم حشر کے اہوں کو اور وہاں کے شدائد کو یاد کرو۔

اور سوچو کہ ہم کو خدا نے تعالیٰ قادر کے رب و کرم کیا جائے گا!

اور ہم سے باز پرس ہوگی!

ایک ایک حق انگن پڑے گا۔

اور چہرہ سخت عذاب کا سامنا ہوگا!!

اسی طرح روزانہ سوئے کے وقت سوچ لیا کرو دوستی میں انشاء اللہ تعالیٰ

کایا پلٹ ہو جائے گا اور جو اطمینان و انس اور دلچسپی دنیا کے ساتھ اب باقی ہے نہ رہے گی۔

اور اس وقت اگرچہ احکام فرمید بیان نہیں ہو سکے مگر اصول ہمد اللہ کافی بیان

ہو گئے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ توفیق عمل دے۔

لکھ دیں کہ موتی ہے جس درجہ کی ٹیپ دیا توئی، اسی درجہ کی ٹیپیں کم ہوں اگر کامل درجہ کی ٹیپ دیا ہے تو کامل درجہ کی دین سے بڑے ٹیپ دیا توئی جیسا کہ کفار میں متحقق ہے اور مسلمانوں میں جس درجہ کی ٹیپ دیا ہے اسی درجہ کی دین سے بڑے ٹیپ دیا تو یہ دلیل ہے ٹیپ دنیا کو ان سور میں حق کائیں ذکر کر رہا ہوں اور کفار میں تو یہ مرض ہے ہی، افسوس یہ ہے کہ ہمیں بھی یاد آتا ہے۔

اور اگر یہ سزا جس کی جادو کے س آیت لگو کیوں نیت کیا گیا یہ تو کفار کے بارہ میں سے چنانچہ ان لحدیث لایر حوں بقا ما اس میں صحیح ہے مسلمانوں کو اس سے کیا مدد، یہ شبہ بہت جوں کو جو مولا کیوں کہ نہ تو ان کا یہ سب کہ جو تین کفار کے بارہ میں ہیں مسلمانوں سے ان کو کچھ ملاقات ہمیں درستی سے لوگ بہ فکر بھی ہو گئے ہیں کہتا ہوں کہ یہ دیکھ چاہئے کہ جو وعیدیں کفار کے بارہ میں دریں میں ان وعیدوں کی نہ کیا ہے کیا کفار کی ذات ہے یا کفار کے اعمال ہیں، ظاہر ہے کہ بنیاد ان وعیدوں کی اعمال ہی میں جو کفار میں پائے جاتے ہیں اور رز اس کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو نہ تو کسی کی ذات سے محبت ہے نہ کسی کی ذات سے بعض بہت من حیث مذات خدا تعالیٰ نے کے نزدیک سب برابر ہیں۔

محبت و بغض کا مدار اعمال میں

ملکہ دارودہا بعض وجہات کا نہ فاعمال میں جس کے اپنے اعمال میں حق تو سننے کو اس سے محبت ہے اور جس کے اعمال بُرے ہوں اس سے نفرت ہے۔ مثل مشہور ہے کہ کام پیا اسے، چادر پیا، نہیں۔ اگر کسی کی ذات مبعوض ہو تو جیسا ہے کہ مابودہ اعمال کے حامی وہ شخص مقبول ہو گا۔ حدیث میں ہے کہ جب زندہ تو ہے کہ جیسا ہے تو اُس کے گناہ میں جبر کر دیا جی ہوں۔ وہ بھی معاف کر دیتے جاتے ہیں اس سبب کہ گناہ پر دوسیدہ ہیں۔ وہ ان کی دلت پر نہیں بلکہ اعمال پر ہیں اس سے گروہ ہو کہی عوام میں پائے جاتے تو وہ کسی مستحق وعید اور خندہ مبعوض ہو گا تو اس سے نہ کہہ سکتے کہ قتل یا کفر

سے ان حال میں یاد و مہذوبیت بجا رہے۔

حاصل یہ ہے کہ ہمارے خب و لطف کا حال پر ہے۔ بہتر مومن کا فکے محل معصیت میں تباہی سے ہے کہ ایک شخص نے شک کیا اور تریاق نہیں کھیا یا نہ ہے کہ یہ شخص نہ لگاؤ۔ ایک شخص نے شک کیا اور تریاق بھی کھیا۔ اثر شک کا اس صورت میں بھی ہوگا مگر عیض میں حال مومن اور کاذب کا ہے کہ مومن نے باوجود استعمال معصیت کے تریاق بھی کھا رکھا ہے۔ وہ ایک ہے؛ یہاں کہ اس نے اثر کو ضعیف کر دیا ہے بخلاف کفار کے کہ تریاق ایمانی انہوں نے نہیں کھیا، اس لیے پورا اثر ہوا باقی رہ کر کھانے والے دونوں برابر ہیں۔ اس لیے دونوں کو زہر کے مفاسد سنائے جائیں گے۔ ایک مثال اس کی یہ ہے کہ دنیا میں جرائم کرنے والے دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو بادشاہ کے باغی ہیں اور جرائم بھی کرتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں کہ جرائم تو کرتے ہیں مگر باغی نہیں۔ یہ دو سرائق چونکہ مطیع ہے اس پر جرائم کی سزا محدود رہے گی۔ بخلاف اُس گروہ کے جو باوجود جرائم کرنے کے باغی بھی ہے اس کی سزا محدود نہ ہو گی۔ اور پہلے فریق سے سزا میں وہ بڑھا ہوا ہو گا۔ وہ یہ کہ دائم عس کیا جاوے گا۔

ابدی سزا کا راز

یہی راز ہے کفار نے ہمیشہ جہنم میں رہنے کا کہنا۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور مومن کو ہمیشگی نہ ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ مومن جرائم تو کرتا ہے مگر اس کے ساتھ باغی نہیں در کاذب جرائم بھی کرتا ہے اور باغی بھی ہے۔

بعض لوگوں کا اعتراض ہے کہ خدا تعالیٰ کے برابر کفار کو ابدی سزا ہونا خلاف عقل ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ تم بھی وہی کرتے ہو جو خدا تعالیٰ نے تجویز کیا ہے مگر حکام کے اختیار میں جو محدود حدیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں غیر محدود ہمیشگی ہے۔ مگر دوام ابدی آپ کے قبضہ میں ہوتا تو آپ بھی ایسے مجرموں کے لیے دوام ابدی ہی تجویز کرتے۔ مگر کیا کریں مجرم کو بدلہ آپ کی سزا کمال ہے۔ اس لیے آپ مجرم ہیں۔ اپنے قلب کو

لوگوں کو دیکھ لو۔ اگر دو آدمی آپ کے قبضہ میں ہوتا تو کیا کرتے۔ ظاہر ہے کہ ایسی ہی
دوامی سزا تجویز کرتے۔ لوگوں کا بس نہیں جلتا اس لیے مجبور ہیں اور جتنا ان کا بس جلتا
ہے اس میں کسر نہیں چھوڑتے۔ جیسے بعض ملکوں کی خاصیت ہے کہ وہاں عذریں بڑی
ہوتی ہیں تو وہاں اگر باغی کو دائم جکس کیا گیا، تو وہ ہندوستان کے باغیوں سے زیادہ
جیل خانہ میں مجبوس رہے گا مگر اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا کہ ہندوستان کے باغی
تو بیس تیس برس ہی مجبوس رہتے ہیں مگر دوسرے ملکوں کے باغیوں کو سو پچاس
برس تک کیوں مجبوس رکھا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی اعتراض کرتا تو یہی جواب دیا جاتا ہے
کہ سزا تو دونوں کی ایک ہے یعنی جکس دائمی مگر اس کا کیا علاج کہ ایک ملک کے باغی قید
میں جلدی مارجاتے ہیں اور دوسرے ملک کے دیر میں مرتے ہیں۔ اس لیے زمانہ
بس میں تفاوت ہو گیا۔

اسی طرح عام سزا کی خاصیت ہے کہ وہاں عرس قبول ہوتی ہیں کسی
کو وہاں موت نہیں آتی۔ اور باغی کی سزا دیا میں بھی جس دہائی ہے تو آخرت میں بھی
کہ جس دائمی ہے تو ہمیں خدا تعالیٰ پر کیا اعتراض ہے؛ خدا تعالیٰ نے کوئی نیا کام
بہیں کیا۔ وہی کیا ہے جو تم کرتے ہو مومن میں چونکہ ایمان ہے اس لیے اس کے
شر سے عادی سزا ہو گئی کیونکہ وہ باغی ہیں۔ اور کافر چونکہ باغی ہے اور بغاوت
کی سزا عقوبت دائم ہے اس لیے اس کو ہمیشہ جہنم میں رہنا ہو گا۔

طالب علمانہ اشکال کا جواب

یہاں ایک اور طالب علمانہ شبہ ہو سکتا ہے، وہ یہ کہ یہ تو ظاہر ہے کہ نہایت
کفار کے بارہ میں ہے اور وعید جس اعلان پر دار ہے ان میں جتنے ذہنی بھی ہیں۔
اس سے یہ لازم آتا ہے کہ کفار مختلف باطنی ہوں۔ حالانکہ انھوں نے ایک کفار
مختلف باطنی نہیں اسی لیے انھوں نے تصریح کی ہے کہ اگر کافر قبل اسلام آنے کے
فائدہ پر شیعہ تو اس کی فائدہ ہوئی کیونکہ وہ مکلف ہی نہیں۔ اسی طرح بعد اسلام کے

مافصل کی قضا واجب نہیں۔ اس سے کفار کا مکلف باذرع ہونا لازم نہیں آتا۔ وہ اس طرح کہ کفار کو جو عذاب ہو گا وہ اصل میں جس کفر پر ہو گا۔ خلفت مسلمان کے کہ اس کو جو سزا ہوگی وہ ترک و باغ ہوگی۔ ہاں کافر کی سزا میں بوجہ ترک ذرع کے اضافہ ہو جائے گا وہ عقوبت نہ ہو جائے گی۔ یہ نہیں کہ نفس ترک ذرع پر سزا ہوگی۔

اس کی مثال ایسی ہے جیسے دو باغی ہوں جو حکومت کی اطاعت نہیں کرتے مگر ان میں ایک تو وہ ہے کہ بغاوت بھی کرتا ہے اور اس کے ساتھ ملک میں شورش بھی کرتا ہے۔ دوسرا باغی تو ہے مگر نافذنی س کی ذلت ہی تک ہے۔ شورش نہیں کرتا۔ تاہم یہ کہ بغاوت پر سزا دونوں کو ہوگی۔ مگر جو بغاوت کے ساتھ شورش بھی کرتا ہے اس کی سزا میں بد نسبت شورش نہ کہتے والے کے اضافہ ہوگا۔ اس صورت میں اصل سزا بغاوت پر ہے مگر بوجہ شورش کے اس میں اضافہ ہو گیا ہے۔

کافر تا تک ذرع کی مثال شورش کرنے والے باغی کی سی ہے کہ ذکر کرنا ہی نہیں باوجود کفر کے ذرع کو بھی جہا نہیں آتا۔ اس کو اصل سزا تو کفر پر ہوگی مگر ترک ذرع کی وجہ سے سزا میں زیادتی ہو جائے گی۔ اور اس کافر کی مثال جو بعض ذرع کو ادا کرتا ہے جو مشروط بار یا ماں نہیں میت عدل تو منع و عادت اس باغی کی سی ہے جو شورش نہیں کرتا۔ اس کو اصل سزا کفر پر ہوگی۔ ترک ذرع سے سزا اور زیادتی نہ ہوگی۔ اب شبہ کفار کے مکلف ہونے کا جاتا رہا۔ اور مسلمان کی مثال اس مجرم کی سی ہے جو باغی نہیں۔ اس کو صرف ترک ذرع پر سزا ہوگی۔ بغاوت کی سزا اس کو نہ ہوگی کیونکہ وہ باغی نہیں ہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کو ذرع کے مکلف نہیں مگر یہ بھی ترک ذرع پر عتاب ہوگا تو تقویت اس کے لئے سہی تو مسلمان کو کہ ذرع کے مکلف ہیں وہ آیت سے زیادہ سو رو عید بہت ہوں گے کیوں کہ جب غیر مکلف بالذرع کو بھی ان ذرع کے ترک سے سزا دینا ہے تو جو ان ذرع کا مکلف ہے اس کو ان کے ترک سے کیوں سزا ہوگا۔ خاصہ یہ ہوا کہ جو ان معاصی کو اختیار کرے گا وہ مستحق عید ہوگا۔ خواہ کوئی ہو پس اگر وہ اعلان جو کفار میں نہ لے جاتے ہیں ہم میں ہی ہیں تو ہم بھی مذکور مستحق عید

ہوں گے۔ گو وعید کفر کے متعلق نہ ہوں مگر وعید محاسن کے ضرور مستحق ہوں گے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو امور اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں اگرچہ سارے ہمارے اندر موجود نہ ہوں مگر بعض کا یا یا بانا متحقق ہے گو ہمارے برابر نہ پائے جاتے ہوں چنانچہ آیت کے جزو اول یعنی ان الذین لا یزجون لقللے تو مسلمان بے شک سنی ہیں کیونکہ حق سبھاؤ تعالیٰ کی لقاء کا تو ہر مسلمان کو اعتقاد ہے۔ یہ جزو تو بحدہ تعالیٰ مسلمانوں میں ہے نہیں مگر دوسرا جزو یعنی رَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا تو موجود ہے۔ گو کفار سے کم درجہ میں ہو مگر یہ ضرور اور اگر کسی کو شرب ہو کہ جس رضا بال دنیا پر وعید ہے شاید یہ مشروط بعدم رجاۃ اللقاۃ یعنی مشروط بالکفر ہو پھر مسلمان اس کا مورد نہ ہو چکا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ذوق لسان کے بالکل نطف ہے۔ ہر اہل لسان سن کر یہی سمجھے گا کہ ان اعمال کی بھی تفتیح مقصود ہے بلا شرط۔ ان بالکفر کے۔ آگے ارشاد ہے وَظَلَمُوا نَفْسَهُمْ رَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا کی تفسیر اور یہ غیب پر شفقت مرقحہ ہے آفیر کا کیونکہ رضائیات دنیا اسان کا امر طبعی ہے جو اختیار میں نہیں۔

الطینان بال دنیا مذموم ہے

اگر مطلق رضائیات دنیا سمعیت ہوتی تو کوئی فرد انسانی بھی اس سے نہ بچ سکتا۔ کیونکہ دنیا کی زندگی سے کون راضی نہیں۔ اس لیے ضرورت واقع ہوتی تفسیر کی۔ مگر تفسیر ساتھ کے ساتھ نہ ہوتی تو اس آیت سے لوگوں کی کمر لٹ جاتی۔ پس شفقت اس میں ہے کہ ساتھ کے ساتھ تفسیر کر دی جائے۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔ رَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَظَلَمُوا نَفْسَهُمْ اس قید کے بڑھانے سے معلوم ہو گیا کہ رضائیات دنیا سمعیت مذموم وہ ہے جس کے ساتھ الطینان بھی ہو ورنہ سمعیت نہیں کیونکہ یہ تو امر طبعی ہے چنانچہ ایک اور آیت میں اس کی تفسیر ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الدُّنْيَا فَاَمَّا الدُّنْيَا فَفَنَاءٌ
وَمَا نَحْنُ بِمُتَحَرِّينَ مِنْهَا وَنَحْنُ بِمُتَحَرِّينَ مِنْهَا
فَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَظَلَمُوا نَفْسَهُمْ

یعنی آپ کہہ دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے در تمہارے
قبیلے اور تمہارے وہ احوال جن کو تم نے حاصل کیا ہے اور وہ تجارت جس
کے سودا ہونے سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکاں جس کو تم پسند کرتے ہو تو اس کے
سے اور اس کے رسولؐ سے اور اس کے راستے میں جہاد سے زیادہ محبوب ہوں انہی

یہاں وعید اس پر ہے کہ یہ چیزیں اللہ رسولؐ سے زیادہ محبوب ہوں۔ اور اگر یہ چیزیں کسی
درجہ میں تو محبوب ہوں لیکن اللہ رسولؐ سے زیادہ محبوب نہ ہوں تو ان پر وعید نہیں
کیونکہ ان چیزوں کا محبوب ہونا امر طبعی ہے معلوم ہوا کہ ان چیزوں کو پسند کرنا اور ان
پر خوش ہونا اور مطلقاً رضا عمل وعید میں۔ البتہ حیات دنیا پر مطمئن ہونا محل وعید ہے
مگر اطمینان کی حالت ہو تو قابل علاج ہے ورنہ نہیں۔

اب یہ سمجھنا چاہئے کہ اطمینان کس و کھت ہیں کہ جس پر وعید و رہ ہے۔
اطمینان کے معنی میں سکون کے جو مقابل ہے حرکت کا مطلب یہ ہو گا کہ حیات دنیا پر
اتنا قرار ہو گیا ہے کہ اس سے قلب و ذہن کو آگے حرکت ہی نہیں ہوتی آگے خیال ہی
نہیں چلتا جیسے کوئی چیز مرکز پر ٹھہر جاتی ہے کہ آگے نہیں بڑھتی اس پر وعید ہے۔ سو آج
کل اکثر ہماری ہی حالت ہو رہی ہے کہ جو جس حالت پر ہے اسی پر ٹھہر رہا ہے۔ آگے
قدم ہی نہیں بڑھاتا ہم کو ساری فکر حیات دنیا ہی کی ہے۔ منہ کیسے فی الدنیا کی حالت
ہے کہ جب کبھی تذکرہ کرتے ہیں تو دنیا ہی کا۔ حتیٰ کہ ریل میں ہوتے ہیں تب بھی دنیا ہی
کا تذکرہ ہے یہی پوچھتے ہیں کہ تمہارے یہاں آج کا کیا حال ہے؟ بارش کیسی ہوئی؟ نرخ
کیا ہے؟ غرض ہر مجلس میں دنیا ہی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ریل کا موقع تو بے فکری اور
فرحت کا ہے مگر ان کو اس میں بھی دنیا ہی کی فکر ہے۔ اس سے آگے حرکت ہی نہیں
ہوتی۔ دنیا ہی پر سکون و قرار ہو گیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ آخرت کی فکر نہیں۔ آگے
ارشاد ہے۔ وَهَذَا عَنْ آيَاتِنَا غَفُوفٌ۔ یہ ہے کہ باوجودیکہ ہماری نشانوں کو
دیکھتے ہیں مگر پھر غافل ہیں ان تینوں جملوں کا یہ حاصل تھا جس سے اصل جرم یہ ثابت
ہوا کہ ہم کو حیات دنیا پر اطمینان ہو گیا ہے یعنی حرکت الی الاخرت نہیں ہوتی۔

حرکت الی الآخرة کی اقسام

بہ یہ سمجھئے کہ حرکت الی الآخرة جو کہ مقابل ہے سکون کا، تین قسم کی ہوتی ہے۔ ایک حرکت اعتقادی، دوسری عملی، تیسری مالی، یعنی آخرت کی دھن میں ہر وقت بہ چین رہنا اور اسی کی کاوش ہونا، کفار کو تو کسی قسم کی حرکت بھی نہیں کیونکہ ان کا اعتقاد ہی درست نہیں، مسلمانوں کو حرکت اعتقادی تو مامل ہے مگر حرکت عملی و مالی نہیں۔ یعنی نہ اعمال آخرت کا اہتمام ہے نہ اُس کی دھن ہے، اُس کی کاوش ہی نہیں۔ یہ مرضِ قریب قریب عام ہے اور عوام تو عوام خود ہم کچھ بڑھوں کی حالت یہ ہے کہ ہمارے قلوب آخرت کے لیے چین نہیں ہیں جیسے کسی پر کوئی مقدمہ دائر ہوتا ہے اور اس وقت طبیعت بے چین ہوتی ہے کہ کسی وقت بھی قلم کو قلم نہیں ہوتا۔ بہ وقت اُس کی دھن اور اُس کا فکر اور خیال ہوتا ہے۔ چنانچہ جس زمانہ میں طاعون پھیلایا تھا تو قلوب پر کیسی بے چینی طاری تھی کہ کسی وقت قراء ہی نہ تھا۔ اُس کا دھیان اور اُس کی سوچ تھی سو ہمارے یہ حالت نہیں بلکہ جو جس حالت پر ہے اسی پر ٹھہرا ہوا ہے۔ یہ نہیں کہ حالت موجودہ سے متعلق کام ہے۔

مثلاً نماز ہی کو ایجنے کہ پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں اسی پر قرار ہے۔ یہ نہیں کہ پانچ وقت کے علاوہ اور بھی کوئی نفل نماز پڑھیں۔ نہ یہ خیال ہے کہ جو نماز ہم پڑھ چکے ہیں وہ ٹھیک طور سے بھی پڑھتے ہیں کہ نہیں۔ یہ بھی ایک قسم کی حرکت ہے جس کو ہم نے چھوڑ رکھا ہے۔ بس ہم کو اپنی حالت پر اطمینان ہے اور سمجھتے ہیں کہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ حالانکہ حالت یہ ہونی چاہئے کہ باوجود سب کچھ کرنے کے پھر بھی ڈرتے رہیں چنانچہ ایک آیت میں ہے۔

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا اتَوْا قُلُوبُهُمْ وَجَدَتْ

وہ جو لوگ دیتے ہیں اور ان کے دل اس سے خوف زدہ ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنے سب کے یاس جانے والے ہیں۔

یعنی باوجود عمل نیک کرنے کے پھر بھی ان کے قلوب خوف زدہ ہیں۔ دیکھئے کوئی ماکہ بالا ہو، اور اس کا عملہ بڑی مستعدی سے کام کرتا ہو مگر یہ بھی لوگوں کو اس کے آنے کے وقت یہ ڈر سوار رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حاکم بالا ہم کو پاس نہ کرے جس وقت حاکم آتا ہے تو ان کے قلوب کو بے چین لاشعور رہتی ہے کہ دیکھئے انجام کیا ہو۔ اس طرح مسلمانوں کے قلب کی حالت ہونی چاہئے کہ باوجود کام کرنے کے پھر بھی ڈر سوار رہے کہ دیکھئے کیا خسر ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو کسی وقت چین نہ ہونا چاہئے۔ اگر یہ حالت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

دیکھئے! حضرات انبیاء علیہم السلام جو کہ حال پر غالب ہوتے ہیں ان کی حالت یہ تھی کہ ہر وقت سوچ میں رہتے تھے اور ہماری بے فکری کی تو یہ حالت ہے اور پھر ہم کو اپنے تقویٰ پر ناز ہے۔ ہم انبیاء علیہم السلام سے تو زیادہ نہیں۔ وہاں تو یہ حالت تھی کہ حق تعالیٰ کے خوف سے ان کی روح فنا ہوتی تھی اور ہر وقت سوچ میں رہتے تھے۔ ہر مسلمان کی یہی حالت ہونا چاہئے کہ کسی وقت بھی چین نہ ہو۔
قرار نہ ہو یہ کیفیت ہو

عاشقِ بیست بگو بندہ جانان بودن

دل بدستِ دگرے دادن و حیران بودن

یہی ہر وقت کی فکر ترقی ہے قرب کی۔ اور خدا تعالیٰ کے اس قرب کی تو کوئی انتہا ہی نہیں کہ جس پر سکون و قرار ہو سکے وہاں تو یہ حالت ہے کہ جس قدر بھی ترقی کرو وہ کم ہے۔ یہ کیفیت ہے

اے برادر بے نہایت درگاہے است

ہر جہرے بر دے میرے ہی بر دے مایست

ہم زمینداروں کو دیکھتے ہیں کہ ان کو دنیا کی ترقی سے چین نہیں۔ جس قدر زمین وغیرہ ان کے پاس ہے اس پر قناعت نہیں بلکہ یہی ہو سکتا ہے کہ اور زمین ہو اور گاؤں ہو۔ پھر افسوس یہ ہے کہ لوگ صرف نماز کی عمریں مار کر کیسے بے فکر ہو گئے

دس دیا جاتا ہے۔ یہ تو یہ اس کے جس کی سنا ہے اُسے کچھ نظر آتا ہی نہیں مگر خدا سے تو
جی بھنا نہ چاہیے کیونکہ ان کے حسن کی نہا ہی نہیں۔ وہاں تو یہ حالت ہے
نہ حسرت غایت و نہ سعد کی راسخ زبان
بمیر و تثنیہ مستحق و دریا بہچاں باقی

اور یہ کیفیت ہے

قمر بشیر سیما ہی ریز و کاغذ سوز و درد و کش

حسن میں قصہ عشق مست و در دفتنہ غنجد

ان کا حسن تو کیا فتنی ہوتا ان کی حکایات کا بھی نہیں فتنی نہیں۔ قل
لو کان البحر ممدًا لکلماتی لری لنعقد البحر قبل ان تسد کلماتی
لنی ولو جنب ممدًا مددًا

اُن کی خوشامیہ ہے

دماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

گل جیسے ہمارے تیرے دماں گل و رد

میر کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ حسن میں جو دوسرے یہ طلب
نہ ہو پہلی صورت تو یہ کہ کسی کی زبان نہ میں سنتی کیونکہ حسن کی سنا نہیں اس پر صورت
البتہ ہے کہ ہماری طرف سے طلب نہیں ہے۔ اور مسلمان کے یہ یہ بڑی غفلت اور
کمی کی بات ہے۔ اس واسطے ہم کو طلب پیدا کرنا چاہئے۔

صاحبزادہ حسن پیدا کرو۔ در مسکو و کریمینہ کے عامل ہونے کے کچھ طریقے
ہوتے ہیں۔ دھن پیدا ہونے کے بھی طریقے ہیں۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ اوقات کرواہل
سند کے صحبت اختیار کرو۔ ذکر کرو۔ ہر کو چاہیے کہ شب و روز سوچا کریں۔ فحوس
ہیں کچھ سوچ نہیں ہے۔ اگر عادت سوچ کی ہو ہواد سے تو سب رطلے طے ہو ہوادین
بسم میں خوش گل کرنے دے ہیں اُن کی یہ عادت ہے کہ وقت نکال کر کثرت سے وظائف
پڑھتے ہیں، خوش گل پڑھتے ہیں، ہر پچھتاواں کہ میساں کے لیے وقت نکال دے یا

سوئے کے واسطے بھی کوئی وقت رکھا ہے جس میں آخرت کی باتوں کو سوچا کریں کہ بعد موت کیا پیش آنے والا ہے۔ قرآن میں کیا ہوگا؟ میدان آخرت میں کیا کیفیت ہوگی؟ بعض طریقہ کیا حالت ہوگی؟ حق تعالیٰ کے دہرہ جانا ہوگا؟ صاف صاف عذاب کو سوچو، ثواب کو سوچو۔

قرآن شریف میں فکر کے مختلف طریقے بتائے گئے ہیں۔ کہیں جنت کا ذکر ہے کہیں دوزخ کا حال ہے۔ وجہ یہ ہے کہ طبع مختلف ہیں۔ کسی کو عذاب کے سوچنے سے نفع ہوتا ہے کسی کو جنت کی نعمتوں کا خیال کرنا سود مند ہے۔

ایک شخص کا قصہ ہے کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ موت کے سوچنے سے دل بڑھتا ہے میں نے کہا کہ عزت کے سوچنے سے دل گھبراتا ہے تو مبادات دسوچو کہ اس مبادات سے اچھی ایک دوسری مبادات ہے۔

صاحبزادہ دنیا دار آخرت کی مثال روپیہ اور اثر فی کی سی ہے مثلاً ایک شخص شرفی نے کہا کہ دو اشخاص مدت میں ملا۔ اس کے پاس چھ روپیہ تھا۔ وہ اس سے کہنے لگا کہ اگر تم کو دو تھکد روپیہ تم کو دے دوں اور اثر فی میں سے دوں اثر فی دے کر شرفی کا رنگ روپیہ کے سامنے اچھا معلوم نہ ہوتا تھا۔ روپیہ وزن میں بھی زیادہ تھا۔ اس لیے بدنامی چھا۔ اس حالت میں کسی نے اس سے کہا کہ میان دھوکا مت کھانا۔ روپیہ گرچہ نسبت اس کے چھکار و وزن میں زیادہ ہے مگر اثر فی ٹھارہ روپیہ کو بکتی ہے۔ اس نے سوچا کہ جب یہ صورت ہے تو میں روپیہ کو لے کر لیا کروں گا۔ ظاہر ہے ایسی حالت میں یہ شخص مبارک پر کبھی راضی نہ ہوگا۔ یہ نتیجہ ہوا سوچنے کا۔

سوچنے کو علم حقیقت لازم ہے جب آدمی سوچتا جاتا ہے تو حقیقت معلوم ہوتی جاتی ہے۔ بس جب کوئی دنیا دار آخرت کو سوچے گا تو علوم ہوگا کہ آخرت کے عقائد میں دنیا کوئی چیز نہیں۔ روپیہ و اثر فی کی بھی نسبت نہیں۔ یہ جو قرآن شریف میں ہے کہ

نبیوں نے نبوت کا طریقہ علیحدہ اختیار کیا تھا۔ مجمع میں ہوتے، دروازہ کھلا رکھتے
 اور بیٹھتے رہتے۔ جب کوئی آتا، اس کے بعد بہت خوش اخلاقی سے پیش آتے، غیر پرست
 و است کرتے، دروہی مانع کر کے جوش بہا دیتے۔ جو سامع نے بعد ایک دو بار اس
 ریت و عادت کا تذکرہ کیا، یہ دیکھا کہ ہر شخص اس کے پاس باتوں کا جو فرقہ تھا
 وہی ہے۔ وہ ان کو روکنا نہیں کہہ سکتے تو وہی نہ صرف تذکرہ دیتے اور کوئی ان کی تسکین
 نہیں کرتا کہ بڑے بد و ماع میں ہوتے ہی نہیں کیونکہ وہ نماز میں بیٹھتے تھے اور میں کوئی
 بات نہیں کہتا۔ دیکھیں حال کیا ہے کہ چنانچہ وہ وہی صاحبِ مہربانی کثرت سے ہیں۔
 یہ یہ یہ وہ کام نہیں کہتے تو وہی صاحبِ مہربانی ہیں نہ بیٹھتے تھے کہ اس کی وجہ سے
 معلوم ہوں۔ کچھ یہ طرزِ عادت سیدنا اہلِ علم و حکمت نے معلوم نہ ہوئی تھی مگر حقیقت میں عادت
 ایک نہرگ کی عادت تھی کہ اتنا تو بے حد دین و دہش دت، ایونکر کہ تو مجمع
 میں جوتا کہ جس سے نرا ہوتا تھا، میں اور وہ نہیں متا، کب نہ تو بعدِ شام کے گھر پر
 سو رہے۔ اس میں بھی نہ ہوتا تھا۔ ان کی شہرت نہیں ہوتی تھی۔ اور شام کے بعد ویسے
 بھی بلی ضرورت بات چیت کرنا عذرِ سنت ہے مگر اب تو بعض لوگ بزرگوں کو عشاء کے
 بعد بھی مق کر رہے ہیں اور ان کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور وہ احادیث کی وجہ سے کچھ کہتے ہیں
 حالانکہ ان کو اس سے سخت تکلیف ہوتی ہے مگر لوگ بیٹھنے پر مجبور کہتے ہیں آپ کو کیا حق
 ہے ان کو مجبور کرنے کا اور وہ کس کس کی رضی کے موافق کام کریں۔ میری رائے تو یہ ہے کہ
 ہوں تو رکھ دینا چاہیے مگر بعض نماز میں ہوں گے غم اس کی پروا نہ کرنا چاہیے۔

مخلوق کے مقابلہ میں خالق کی رضا ضروری ہے

بسیار مفق اس کا اہتمام کن چاہیے کہ خدا اور رسولؐ ناراض نہ ہوں یہ ہے ساری
 دنیا ہوتی ہے۔ خلقت کو کوئی ناراض نہیں کر سکتا۔ اللہ میاں میں اس حق میں کر ان کو رضی
 کھا یا دوسرے واللہ و رسولہ احق یا رضوہ۔ اگر ان کو ناراض نہ ہو گے تو وہ
 لوگوں کی گزندیں بڑھ کر راضی کر دیں گے۔ مگر نیت یہ نہ ہونی چاہیے کہ تمہارا تعالیٰ کو اس

تہیید و تعین مقصود و نہ ورت

یہ ایک بات ہے جس میں حق بھی نہ تھا نہ اس کے ایک کام میں
سستی کرنے پر ملاست ضروری ہے مگر اس وقت اس کام میں کیا گیا رہا جس میں
ہے بلکہ اس ملاست کی جو بار اور غلت میں نہ رہی ہے جس کا ذکر زمین مقصدت - روح
ہوتا ہے اس کا بیان کرنا مقصود ہے تاکہ اس سے مقصودت میں بھی کام ہو جائے
ہر عمل کی کوتاہی کو فراموش ہیں "اور تو میں نے کام میں سستی کرتے ہوئے نہایت دیر نہ رہی
ہو گئے ہو، وریہ سستی تو تو میں گئی ہے تو یہ نہایت کی روت و دریاں تو میں ہوا
یہ فرماتے ہیں کہ آخرت کے مقصد میں نہایت دیر کی سستی تو میں گئی ہے تو میں گئی ہے
نہیں اور دوزخ میں کے تم پھر دوزخ میں ہو۔ یعنی اس سے اس نہایت ہے۔ اس میں دیر
قرار کا سمجھتے ہو۔ اور اس سے اس میں کام لگاتے ہو۔ سو یہ تو بھی تو میں دوزخ
اس کی حیات پر رہی ہو گئے۔

یہ ہے مقصود میں غلت کا اور اس کو میں کرنا مقصود ہے۔ اس میں غلت
اس کے تحت سے معلوم ہو گیا ہو کہ نہ غلت میں غلت کر رہے ہیں۔ سو یہ
دنیا پر قیامت کر ہے۔ ورت و غلت کو بھول کے میں در دنیا و سبب سمجھنے کی یہ بات
ایسا تو کوئی نہیں ہے کہ اس کا یہ عقیدہ ہو کہ ورت کو میں غلت کر رہے ہیں۔

لہذا سبب لفرق عن الدنيا طھر - ۱۷۶

تو حق حاصل ہے اور یہ بھی جلد سے جلد۔ اتنی تو ترقی میں سے جلد سے جلد۔ تو ہی جہاں سے
 یہاں سے ہو گا تو جیسے کہ یہاں سے وہ تھا سے قصہ میں اس سے جلد سے جلد سے جلد سے
 وہ سوچنے لگے۔ یہاں سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے
 اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے
 جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے

اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے
 اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے
 اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے
 اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے

اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے
 اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے
 اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے
 اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے

اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے
 اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے
 اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے
 اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے

اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے
 اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے
 اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے
 اس سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے جلد سے

شوقِ بقا میں موت کی تمنا جانتا ہے جس نے اہل اللہ موت کی
تمنا کرتے ہیں نگاہِ ہم کو جس سے ہمارے حیرت و حیرت کا ہے ہر موت
کو اتنا ہوشیاری سے موت میں کہ وہ موت کو موت دیکھ کر بھی اٹھائیں
نہیں تاکہ یہ پھر ہمارے بھی جائے تاکہ ہم یوں سمجھتے ہیں کہ
سرسر موت اُسی کے واسطے ہیں۔

خطبہ ماثورہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُحَمَّدٌ وَنَسْتَعِيْزُهُ وَكَسْتَعْمُرُهُ وَلَوْ مِنْ رَدِّ
وَسَوْكَا عَذْبُهُ وَنَعُوْا بِاللّٰهِ مِنْ تَارُوْثِ نَفْسٍ وَرَمِثَاتِ
اَعْمَالٍ مِنْ يَهْدِهِ تَهْ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يَضِلْهُ فَلَا هَادِيَ
لَهٗ وَتَسْتَهْدُنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَتَسْتَهْدُوْنَ
اَنْ سَيِّدَهُ وَمَوْلَا مُحَمَّدٍ اَعْنَدَهُ وَهٗ يُسَوِّلُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاصْحَابِهٖ وَبَرَكَ وَسَلَّمْ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنْ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
مَا عِنْدَكَ كُفِّيْهِدْ وَمَا عِنْدَكَ اَشْبِقْ وَلِهٖ حَرِيْمٌ لِّدُنِّ
صَبِرُوا حَزَنُهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوا عَمَلُوْا



وہی ہے کہ تعلیم کا سہارا نہ ملے گا تو عجب کی بات نہیں۔

اور یہ سہولت تدکیر کے حقد میں ہے اور استنباط کا حصہ صرف مجتہدین کے ساتھ خاص ہے۔ اسی لئے بسر میں تذکرہ و رکن و مدرک قید ہے۔ اور عرض مضامین میں مستطوبہ کو قید ہے۔ انہی سہل اور تذکری مضامین میں سے یہ بھی ایک مضمون ہے جو اس اہمیت میں مذکور ہے اگر اس میں تدبیر کیا جائے تو اُنہی سے ہماری بہت بڑی غلطی منع ہوگی۔

علم تدبیر کا نتیجہ

تدبر کی قید میں نے اس لئے لٹکانی کہ شریعت کی تعلیم باوجود سہل سہو سے کے ہم کو غفلت اس لئے معلوم ہوتی ہے کہ ہم اُس میں تدبر سے کام نہیں لیتے اور عدم تدبر سے تو دنیاوی حسی باتیں بھی غفلت ہو جاتی ہیں۔ مجلسی مضاف میں کا تو ذکر ہی کیا۔ مضاف میں علیہ کا تعلق چونکہ بلا واسطہ عمل سے ہے وہاں تو بدون تدبر کے کام نہیں چل سکتا۔ مگر محسوسات میں بھی باوجودیکہ اُن کا تعلق حس سے ہے تدبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور بدون تدبر کے محض دفعہ تحت غفلت ہو جاتی ہے۔ اسی مضمون کو دیکھ لیجئے کہ باوجود واضح ہونے کے عدم تدبر کی وجہ سے غفلت ہو گیا۔

ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "جو تمہارے پاس ہے وہ ختم اند
فنا ہو جائے گا" ایک حمد تو یہ ہے۔ دوسرا حمد اسی کی تہمید و تکمیل کے لئے ہے کہ جو خدا
کے پاس ہے وہ پائدار و باقی رہنے والا ہے۔

ترجمہ سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کوئی پیچیدہ اور حقیقی مضمون ارشاد نہیں فرمایا بلکہ ایک واضح آسان و سرسری مضمون ہے۔ مگر عربی اصطلاح کے موافق وہ سرسری نہیں کیونکہ واقع میں بڑا، عالی مضمون ہے۔ مگر چونکہ ہم اس میں تدبیر نہیں کرتے اس لئے سرسری سمجھا جاتا ہے۔ غرض ایک معنی کے لحاظ سے تو یہ سرسری بھی ہے یعنی سہل ہونے کی وجہ سے۔ مگر آج کل سرسری بات، معمولی اور بے وقعت بات کو کہا جاتا ہے۔

سواہر معنی گرفتار کا کوئی مضمون بھی سرسری نہیں۔ ہر مضمون با وقعت اور اعلیٰ درجہ کا ہے۔ ہاں دوسرے معنی کے لحاظ سے اس کو سرسری کہا۔ صحیح ہے کہ وہ صحیح درجہ اور آسان مضمون ہے۔ مگر چونکہ ہم اس میں غور نہیں کرتے اس لئے ہم کو قرآن کی باتیں غیر واضح معلوم ہوتی ہیں۔ اور اس سے ہم کو جہتیت ہی ہے۔ اور باوجودیکہ مضمون اعلیٰ درجہ کا ہے اور نہایت با وقعت ہے مگر کل اس کی زیادہ وقعت نہیں کی جاتی۔

کثرت سماع و مشاہدہ کا اثر

جس کی ایک وجہ کثرت سماع و کثرت مشاہدہ بھی ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جس بات کو بار بار سنا جائے یا بار بار دیکھا جائے وہ طبعی امر ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کی زیادہ عظمت ہمیں ہوتی۔ پھر اس بات کو اگر ہتمام کے ساتھ کوئی بیان کرے، تو تعجب ہوتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی نیا مضمون ہے۔ اس لئے انسان اس میں کسی قدر معذور بھی ہے مگر خدا سے انسان کو عقل بھی دی ہے اور فطرت دی ہے اس لئے اگر دونوں کے مقتضائیں تراجم ہوتو اس وقت اس کو شریعت کی تعلیم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ شریعت کی تعلیم میں دونوں کی رعایت ہے۔ مثلاً کسی چیز کے فوت ہونے سے رنج پہنچے تو عقل اس وقت رنج کرنے سے منع کرتی ہے۔ کیونکہ وہ یہ کہتی ہے کہ رنج کرنے سے وہ شے واپس نہیں آسکتی۔ اس لئے رنج فضول ہے اور طبیعت رنج کا تقاضا کرتی ہے۔ مگر طبیعت کا یہ اثر اور تقاضا ایک حکم غیر واقعی پر مبنی ہے کہ یہ چیز ہم سے جدا کیوں ہوئی۔ اس لئے ہے کہ تباہ سے قبضہ میں تو خود اپنی ذات بھی نہیں۔ اگر تم کو اپنی ہی ذات پر قبضہ تھا تو کوئی شخص جی بیمار یا مفلس نہ ہوا کرتا۔ مگر انسان کی ذات میں جو تصرفات و تغیرات رات دن ہوتے رہتے ہیں وہ اس کو مبتلا تے ہیں کہ وہ خود مختار نہیں بلکہ دوسرے کے قبضہ میں ہے۔ تو جب یہ اپنی ذات میں بھی خود مختار نہیں تو دوسری چیزوں میں اس کو دخل و عقول کا کیا حق ہے۔ تو چونکہ یہ حکم عقل کے خلاف تھا اس لئے عقل نے اس کو رد کر دیا۔ شریعت کی خوبی دیکھئے کہ دونوں کی رعایت کی گئی کہ حزن بھی ہو مگر اس کو غالب نہ

قدوسان جو وطن اصل کے مناسب تھا لیں کہ خوفناک دنیا سے مصلحت ہے اس کا تو
معاذ اللہ ہیں مگر اس کا حد سے زیادہ یہ عمل تکلیف دہ ہے۔

ہماری حالت ایسی ہے جیسے ایک چار کی حکایت سے کہ کسی نے اس کے
ایک خوتنا را تو وہ کہتے ہیں کہ توہا۔ اس نے بچہ ما تو وہ بھی ہمارے بچے کے توہا
اور وہ بچہ ما تو وہ اور یہ بچہ بچہ ہی کہتا ہے کہ توہا اس طرح ہم بھی رات دن قضا
در کے وقت، دیکھتے رہتے ہیں کہ ایسی فی سے حال میں، تو یہ بچہ بچہ حال میں
ہیں کہ بچے تو موت آئے۔ بچے کے تو ہی معلوم آئے۔

اسے صاف اس وقت سے کہ وہ بچہ بچہ کا جب مت بدہ سے ہی ہماری غفلت
کا رہ نہ تھا اس کا یہ غفلت بچہ بچہ کی روئے دنیا کے متعلق ہے جو مت بدہ ہے

بقائے آخرت سے غفلت

بقائے آخرت ترید و دہشت میں مگر ہماری مسند بہت دور
مقتدا اگلوں میں غفلت کے ساتھ ہے۔ مانعہ دہی سے درجبات دایہ میں جی ہوئی
مواہ اس سے جنسیت ہو، پانے سے مگر مانی حالت یہ ہے کہ جب کوئی بچہ کہ تم
رونگے و خدا کے سامنے عادی کے قبہ میں سوال جواب ہوگا قیامت میں ناراض
سامنے ہوگا تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ بچہ دیکھ رہے ہیں۔ پسوس کی بات ہے
کہ جس چیز کا درجہ عالم میں دایہ میں جما ہوا ہونا چاہئے تھا وہ اس بچہ کی جیسے خواب ہو
اور اس کی علامت یہ ہے کہ ماضیوں سے جھٹے ہیں اور بعضے تو بے دھوک کہہ
دیتے ہیں

ب تو رام سے گہ۔ تی سے
عاقبت کی خبر خدا جانے

اور جو ان سے دیا ایسے میں وہ انھیں کی نصیحت کے جواب میں ہیں
لہذا دیتے ہیں کہ میاں اللہ غفور الرحیم ہے۔ آخرت کی فکر کس ملک کر۔ اللہ میاں

عورتوں کے دنیوی انہماک

ماغصہ عورتوں کے توجہ سے کھینچے گی یہ حالت ہے کہ گھر کا ایک کپڑا تیار ہو گا تو اس کے لیے ہی ایک لمبی مسعدہ جوتی سے کہ خالہ دیکھا گوشت اچھو بھی ہے یا نہیں۔ دیکھنا اس پر ہیں لگاؤں یا پکڑ لگاؤں کیا چھال گئے گا۔ اور جوان سے کہا جائے کہ دنیا بھر کو ایک کپڑے کے واسطے جمع کرے گی کیا مردیت ہے جو اسے کو چھال گئے ہیں تو یہ خوب دین کی کہ واہ قاعدہ یہی ہے کہ کھائے پنی پسند کا اور پینے دوسرے کی پسند کا مفہوم یہ بھی ہے کہ میٹ کا کیا ہے چاہے شیلے پیٹھوں سے بھر ہو مگر کپڑا جو عورت کا

صاحبزادہ یا ساری مستیاں دریا سارے قاعدے سے اس واسطے ہیں کہ یہ یاد نہیں ہے کہ ایک دن ہم یہاں نہ رہیں گے۔ اسی لئے مجھے تو عورتوں کا تقریبات میں ماننا بھی سہرا معلوم ہوتا ہے۔ خاص کر کڑے بہرہ دل کر جانا تو بہت ہے، دیکھا ہے کہ یہ اس کی کیا خدمت ہے کہ عورت کو بھی بڑھیا قسمت کیڑے پہنائے جاتے ہیں چاہے وہ س میں ٹم ہی دیں۔ پھر لڑکیوں کو پورے لباس اور تانے کہ سے یہ تک زبردستی زبردستی ہے۔ یہ وہ ناسمجھی ہے۔ تقریبات کے مسئلہ میں بعض دفعہ وہ رور کو نکال کر دے جاتے ہیں تو ان دہشت میں پھر اس کی تلاش میں تکلیف تک سوتی ہے اور جی ٹرے بھلے لگ جاتے ہیں کہ وہ عورتوں میں بنگالی کا بہت مادہ ہے کہ اس کا نام لے دیتی ہیں کہ یہ کام اس کا ہے۔ اس لیے ماہر پید نے والی بھی کو جو کہ سمجھ بھی ہو وہ بہت ناٹھی غلطی ہے۔ مگر عورتوں کو اس کا خط ہے وہ غضب یہ کہ بچیوں کو بھی اس کا سنو ہوتا ہے۔ گران کے مال کاں۔ یہ ہوا ہے خاص تو روتی ہیں اور غم کر کے مڑھتی ہیں چاہے تکلیف ہی ہو مگر خوش فہمی اس خلقت کو گور کرنی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بھی ہے مطلب کی عقل تو سنی ہے مگر اس کو حرج کرتی ہیں دنیا میں، دین میں حرج ہیں کہ ہیں۔

اس لیے ہم کہتے ہیں کہ دنیا بھی کو تانا ہے۔ درجاء تو بہت ہی ہوتا ہے کہ چونکہ جب عمل نہیں تو اس کہاں سے آئے۔ حال سے کہتے ہیں کہ کسی چیز کی طرف یہ خیال ہم

سے ہیں عجب بہ لڑی اک قاتل اس نے

چل دکھائے تو قید کا محسوس ہے

لے لگی یہ رگی گرد غریباں کی طرف

حس جگہ جانِ تسا سوطح اوس سے

مرقدیں دہنس دکھلا کر لگی کہنے مجھے

یہ سکندر ہے یہ در سے یہ کیلا دس سے

پوچھ توں سے کہ جاہ و شہرت دنیا سے آج

کچھ بھی اس کے ساتھ نہ رحمت دلوں سے

یہ دور رسد روہ تکتے جو بھی نامہ دنیا رحمت کرتے تھے آج میں تھی کھلی دوت

نہیں کہ اپنی قبر پر پیساب برے واسے دینا۔۔۔ سنی میں کا یہ اور قطعہ بھی ہے

کل باؤں یک کاسہ مرہ جو اکیا بدرد و نحوں شہر سے جودھا

والا مصحاح نے یہاں بوز اہرے میں بھی کہی ہے کاسہ مرہ جو اکیا

یہ شعر خاص ترقی قلب سے لینے فرمادینے میں کو مد نظر سے رکھتے رہو جو حق سے اور

وہ محفوظ بھی رہتی ہے دور ہمارے لئے اصلاح جو کلام اللہ وحدیت رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم ہے۔ پس یہ بات کو اتنا صریح بنا کر کہ ایک دن ہم کہیں، ہے اموت آنے

والی ہے۔ جب ہمیں آتا نفس کو تنگ کر دے سب نفس اعتدال پر آجائے گا میرا

یہ مطلب ہمیں کہ ہر درسی تعلقات کو ترک کر دو جو مطلب یہ ہے کہ اس سے جی نہ لگاؤ اس

فایہ اثر ہو گا کہ گو یہ چیزیں نفس سے چھو نہیں گی نہیں مگر اس کی جو س نہ رہے گی اور یہی ہرگز

حسن کا علاج ضروری ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام نے اسی کا علاج بہت اہتمام

سے کیا ہے۔ حدیث کے دیکھنے سے معلوم ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طول

اہل و عہد میں سے کس قدر رد کا ہے اور اس کے رکنی کس قدر نمایاں قیام میں۔

اب دعا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری غفلت و حرص کو دور فرمائیں اور آخرت کی

رغبت اور دنیا سے زبردستی رغبتی عطا فرمائیں ماورائے محرم کی معفرت فرمائیں

الباقی

لکراؤت کے متعلق یہ وہی تھانہ تھیں میں مولانا سعد احمد
صاحب کے متعلق یہ عورتوں کی قتل درجہ کے لئے کم حبس
سزا ہو سکتی تھی۔ یہ وہی تھیں وہیں ریاضی صفت لکے۔ وہی
حضرت سید نے کہاں پر بیٹھ کر دیکھا ہے۔ مولانا محمد سید صاحب
میں نے کہا۔ حضرت سید صاحب۔

خطبة بالوره

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله حمدًا ونستعينه ونستغفره ونؤمن
بِهِ ونثق بِه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا
ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له
ومن ضلله فلا هادي له ونشهد أن لا اله الا الله
وحده لا شريك له ونشهد أن سيدنا ومولانا
محمدًا عبده ورسوله وصلى الله تعالى عليه وعلى
آله وخلفه سيدنا محمد وآله واصحابه وبارك
وسلم.

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم - بسم الله
الرحمن الرحيم - ما عندكم ينقد وما عند الله باق
ويعزيب الدين صبرًا واجبرهم باحسن ما كانوا يعملون




آثار و کتب	۴۰	پیشگامان و مجاهدان و شهادت و شجاعت
------------	----	------------------------------------













1. *Journal of Management Studies*, 1997, 34, 1, 1-14.

1000

100

— *Journal of the American Medical Association*, 1997

[illegible]






12

1995

المؤلفون: د. محمد عبد الله بن عبد الوهاب، د. أحمد بن محمد بن عبد الوهاب

— — — — —

1. *Journal of the American Medical Association*, 2000; 283: 2686-2692.

— 25 —

— — — — —

100

25

1000

1. *Phragmites* 2. *Phragmites*

[illegible]

۱- در صورتی که در یک سال دو بار یا بیشتر از آنکه در یک سال یک بار

دنیای پر از آینه ها است که هر یک از آنها یک دنیا است
زیادتر از آنکه بشمار آید

نیپوده پیراکنده بوکاتا

حسرت پرستوں نے اپنے کلمے کا دستہ داری، بلکہ اس میں دیکھیں کہ
 کیا یہ بلکہ گروہ میں ہوا تو کچھ اور گھٹنا اس سے اس کو وادہ نہیں اس سے
 اس کی صوفی نے لکھا ہے۔ اس وقت دور سے جو حضرات ہیں۔ وہ کچھ ہیں ملک دنیا
 سے ہی انھوں نے لکھا ہے۔ وہ دنیا میں اس سے اس سے تو دور ہے۔ اس سے اس سے
 تہ نہ وہ اس سے دینی میں رہا انسان موت کے ساتھ ہے

سید محمد علی حسینی، مدرس و مؤلف

وہابیہ کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ

[illegible]

کیا یہ دواؤں کے ساتھ ہونے والے کچھ کاموں سے اس سے کہیں زیادہ سوجھ بوجھ میں
کیا ہے اس سے کہیں زیادہ؟ اس سے کہیں زیادہ؟ اس سے کہیں زیادہ؟

ہونا ہے میں کے بعد صدور ہوتے کہ میں تو نے کہہ دئے سو نئے حالات یہ ہیں
 ۔ کسی کہ یہ بھی نہیں میں معلوم ہو کہ نیک ۔ حیا ہے مگر خاص سورج سے لگے ۔

مسیحی نہیں جس کی تعلیم تھی تو وہ مری نام نہان گروہ کے نمونہ کے پاس میں گیا
انہوں نے مجھے قلم دو دیا اور کہا کہ تم نے وہ گروہ میں جی جی ہونا ہے تو مری سے ۱۰

وہ نہیں کہیں سوکھا، کھلے ہی سے قدر چھوٹا ہے۔ گروہ کی شکل دہی ہو اور یہ
س کو پیشہ جو کہ گروہ اس سے سو رخ میں شمع چمکے گی، وہ نہ ہے گی کوکھنا کھنا

اس کو دشتِ سو بہ گنگا نہ گاہ گاہ گریب سو بہ تاکے تو فنی عاب پرین آتی ہے بلکہ بعض
 واقعات تو سے ہوتے ہیں کہ جان ہی کھگنی ہے۔ پھر گریز تیر سے نکل بھی گئے تو یہ بھی
 ایک صحت خطا تک بات ہے کہ وہ کو یہ خطا تک سے معلوم نہیں۔ تاکہ ہم مادی ہو گئے ہیں۔
 فی نفسہ یہ امر کبھی بہت خطرناک ہے جس کے جوئے کھلی جاتی ہے وہ آپ کی عمر نہیں نہیں
 ممکن ہے کہ مدد میں جا کر ہضم نہ ہو پھر اس کے کھانے کی فکر ہو اور غاں سے نہ نکلے اور
 ستر پیدا ہو بہو سے یا سانپیں یا کتہوں میں کوئی تے رہ جائے۔ کئے دونوں وقت
 اپنے ہاتھوں مرے کا سامان کرے وہاں ہر مسد سے بچ جائے ہیں ورنہ ہم تو کسر نہیں کرتے
 انہی سے بچ کے ہونے ہوتے اگر نظر سے دیکھنا وہ تو ناخوش کی بات نہیں بلکہ
 زندہ رہنا حیرت کی بات ہے۔

دنیا اور دنیا دار کی مثال

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ایک مثال کے ضمن میں بیان فرمایا ہے۔
 فرماتے ہیں۔ ما ی ولاد یا انسانی مند، کب اصل شجرۃ
 میں سے مجھ کو دنیا سے کیا مدد ہے۔ میری مثال وہی ہے جسے کوئی سوار مانا
 پر چار ہا سو اور کسی درخت کے مادیہ میں سب سے کیسے ٹھہ جائے، اور سب کر پنی رہتے۔
 وہ اس جی لگا لگا کر اس کی مثال ایسی ہے کہ اس کے کہا کہ بڑھتی کو بد و اس کو دست
 کر نہیں گئے چپ بڑھتی آیا ورنہ اس کے دہنی میں مامہ رو یہ چپ کر ڈلا۔ دنیا میں کھینا
 ورنہ دنیا ہی سے جسے راستہ کے درخت پر رہنا اور بھجا، ایک بزرگ دنیا کی مثال میں دیکھتے ہیں
 دور و عقبی سمت دنیا چلنے سے بے بخت سے و دیر میں مرنے سے

یعنی یہ عقبتی میں رہا کہ مثال میں جیسی ہے۔ ایک دن جگہ ورنہ ایک دیران منزل
 میں پر آدمی ٹھہرا بھی نہیں مگر جو مثال حضور نے بیان فرمائی ہے اس میں تمام آثار
 کی رعایت ہے۔ اس سے کہ درخت کے نیچے پہنچنے سے کچھ راحت ملتی ہے بخلاف پہل
 کے۔ اسی طرح دنیا ہے کہ اگر کچھ راحت ملتی ہے اور نیز درخت ہے بھی ایسی شے کو مانا

چلتے پھرتے اس کی سرسیری و زنگ و تادی کو دیکھ کر پتا بہت سادہ اس کے دیکھنے میں صرف کر دیتا ہے۔ اسی طرح دنیا ترقاہ مارہ نظریات خلاف بل کے کہ اس میں بہ رعایتیں نہیں۔ عوض راستہ کا درست کہو یا میں کہو، دنیا ہی ٹکٹ کے قبل نہیں مدارہ مبنی درستی کا بقا راستہ اور بسا اعمدہ اللہ سے جسے کے پاس والی چیز کے لئے ثابت ہے۔ اس سے ماخذ اللہ میں جی لگنا چاہیے۔

آخرت کی نعمتیں

اور نعمت آخرت کو ماخذ اللہ سے تعبیر کرنے میں پسند کئے ہیں۔

اول تو یہ بتا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہوگی اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا بعد از دنیا کی موت کے کہ وہ ان کو کھڑا لگا رہتا ہے کہ خدا جیسے کس وقت جاتی رہے بعد از موت سے کہہ کہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے کہ وہ سرکاری حفاظت میں ہے۔ اس حیثیت سے جو بل غیب کے آخرت کی نعمت ہوں

دوسرے یہ کہتے ہیں کہ اب وہ نہیں اللہ کے پاس ہیں تو بغیر حق تعالیٰ کی خوشنودی کے وہ مل نہیں سکتیں اور فیر نیک عمل کے خوشنود مل نہیں ہوتی وہ بغیر عمل صالح کے نہیں مل سکتے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ تو اگر کوئی شایع نہ ہو کچھ باب چاہت ہو یا دشت کی خوب ملک کرے اور اس کو رضی کرے۔ وہ بکسرہ نہ خیر نچی کے نام لکھ دگا تو خوانہ مل با دیکھا اور نہ کوئی صورت اس کے ملنے کی نہیں۔

تیسرے یہ کہ ماخذ اللہ کا مصلحت دنیا کی نعمتیں ہیں مگر وہ بھی تعجبہ پند ہی کی ملک میں ایک ہو گا بجا اور عارینا جارا جی ت کے ساتھ نعمتیں ہیں اس سے یہ ماخذ کہ اور جو چیز اللہ سے پاس ہے اس میں جو کہ اس کا معاملہ ہے وہ اس میں اور ماخذ اللہ میں صرف آخرت کی نعمتیں ہیں۔

پس حاصل ہو کہ آخرت کی نعمتیں بل طلب کئے ہیں۔ نہ سے حاصل کرے کہ نہ کرو و حقیقی بات ہے جس شخص کو آخرت مطلوب ہوگی تو اس کا اثر یہ ہو گا کہ وہ اپنے

کے پی معنی ہیں اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہاں نہ حشرات نہ مکلف نہ بیکہ معنی ہیں
کہ جی ہیں لگا جیسے جیل ۔ نہ جی نہیں لگا کرنا اور پناہ گھر گھر چھوٹی سو وہاں جی
جی ٹکڑے وریجی نہ گئے کا تو بیکہ کل سے یہ ہوتا ہے جس قدر بیکہ کل سے ہوں گے
اسی قدر آخرت کا شوق اور ذہن سے اس کا چٹا ہو گا۔

ہمارے حضرت صاحبِ مرتبہ اللہ علیہ میں یہ کیفیت کھلی نظر آتی تھی حاکمِ ایک
حکایت یہ بتاتی ہے کہ حضرت میں ایک بزرگ آپا کہ حدیث بری ہوئی تھی کہ رشتہ اور
مرہبی ہے۔ دماغی صحت دماغی ہے۔ نصرت نے تجھ سے دیا کہ رکھو کب کم فہمیت
کہ ایک مسلمان جل جانے سے محفوظ رہا ہے ویراں سرمنوس کرتا ہے بڑے میں
اک روز تم بھی تیوٹ جاؤ گے میں سنہ پہنچے دیں میں کہا کہ یاد رہے ہمارے کو بھی
کر سنہ۔ ان حضرت سے خود اس کے مرنے کی خوشخبری نہ دی حدیث یہ ہے کہ جو
جب بیمار ہو کر بھی اس کا رمد لکھنے سے پہلے کا نہ دیر چاہئے گا۔

اس کی ساری بات یہ ہے کہ خدا دو محمد ہیں بیکہ تو ان میں سے رسولِ بقیت
ظلم کو تھے کہ نہ ہی سے بندہ رخصت ہیں رہتا ہے اور علاوہ اس کے دیگر جو کم کا نہ تکب ہے
اور دوم ایک جان سے کہ کسی ظلم کرنا ہے نہ رسولِ بقیت ہے۔ وریخت ہو شیا کا
سے ہا کا کہ نہ تھے۔ حاکم علی سے دو خیا کو معائنہ کے لئے مایہ۔ نیز سن کر اس
رسولِ بقیت سے جو چھوٹی چھوٹی جانیں گے وریخت ہا سے کسی طرح یہ معائنہ
کی باج و بخور و عطر درود و سحر و جادو کا کہ اتنا ہو کہ وہ وقت پہنچا کہ حاکم
کی خوشنود کا رمد رخصت ہے۔ اس کی سطوح سے خوف بھی ہو۔

اس خیر سے ایک حدیث بھی ہے جس کا اصل یہ ہے کہ نبیؐ سے تا جانتے ہو اس
عالم میں کہ نہ گن حلقی سے سا کھڑا ہو۔ وہ کہنے ہی کہ مطلب اس کا ہے کہ
نیکوں کو کیونکہ اس کا حاکم یہ ہے کہ جس قدر بیکہ گمان ہو جاتا ہے۔ یہ عمل
صدر ہے۔ طریقہ حسبِ ماسدہ ہے۔ یعنی ان چیزوں کی محبت کا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں
اس سے آخرت میں رہنا کہ کو پناہ بھی اور اپنے عزیزوں کا بھی زیادہ پسند ہو گا۔

میں مضمون ہے کہ ہم نے تیس کو تیری کوسس سے نہ کہہا ہے ورنہ ایک ۶۱
سے دوسروں میں دیکر دیا ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے علم پر گور کی وفات
ہوئی تو ان کے بیٹے جی حضرت عبید اللہ بن عباس کو رنج تھا کہ عربی باور میں نے
حضرت بن عباس کو دوسروں سے علی دی۔ وہ یہ ہے

احسن فک بلک صابرون ہانا صبر الہی صبر الہی

حیر من لیس اجرا بعدہ واللہ حیر من لیس

مطلب یہ ہے کہ آپ صبر کعبہ جہاں تک وہ صبر نہیں گئے اس لئے کہ میں
کے صبر کے بعد عینت کا صبر ہوتا ہے۔ بڑوں کو وہ ہے کہ جھوٹوں کے سامنے تذکرہ
بھی نہ کریں۔ سچ کل بڑوں کی یہ حالت ہے کہ وہ جھوٹوں سے پیش قدمی کرنے میں ہلکے
وہ عربی ہوتا ہے کہ کہ عینت کی وفات بڑوں پر تجویز ہوتے تو تم کو تو عینت سے
بہتر سے بھی تو اب مل گیا ہے اور اگر اس میں رنج ہے کہ عینت مجھ سے جدا ہو گئے
میں تو عینت کو تم سے بہتر یعنی اللہ تعالیٰ مل گئے ہیں جو تم سے اچھے ہیں خوش رو
کہ وہ بہت چمکی جلد سے گئے۔ حضرت بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس
سے بڑھ کر کسی نے تسلی نہیں دی۔ اس وقت کے گوروں کی حالت تھی صبر یہ ہے
کہ جس کا لہجہ ان کے ساتھ نفس سے نہ کی ہو حالت ہے۔

حضرت مولانا محمد رفیع صاحب کی پیشرو جی کو گئی تھیں بہت انوں سے خیریت
معلوم نہ ہوئی بلکہ بہت تھی۔ یہ دیکھ کر ایک بڑا درد آیا اور اس میں
یہ ہیں وہ صبر بننے والے ہیں۔ ایک خاصہ ہے اللہ جل۔ دوسرے خاصہ ہے اللہ جل۔
نہیں خانہ بجز اس میں ہزاروں نام لکھے ہیں۔ ان میں کتنے کتنے نام لکھے
کا نام ملا جو جس کے نام میں لکھا ہے۔ انج ورجز کے نام میں فی متحد صد
عند مہذب مستند۔ انہوں نے نزدیک چھٹے لکھنے میں ہے سمجھتے کہ حج کے
بعد متعین ہو کر در خدا لکھ کے یہاں یہ رہا کہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں جگہ ملی۔
پس تشریف ہو گئے۔ وہ طینان ہو گیا۔ پھر میں ان کی حیات معلوم ہوئی لیکن مقصود میرا

ہی ہو گیا کہ ایک مقرر کا قیام منزل پر لیکن جو ارشاد کرتے ہیں فی نسبت قریب ہے اس میں تو اسے قیام کا بھی یہاں نہیں۔ وہ ارشاد ہے کہ

”مذہب سے کیا علاوہ ہمیر کا تو اب کے سائے، اسی میں ہے جسے کوئی سورا
جدا ہوا ہو اور چلتے چلتے کسی درخت کے سایہ میں کھڑا ہوا ہے“

اور یہی درحقیقت تفسیر کی روشنی ہے تاکہ اس تفسیر سے ہر قسم کے شبہات زائل ہو جائیں۔
اور خداوند کا یہ بھی نہ رہے یعنی یہ سمجھنا کہ ہر شے کو مفہم میں صبح کو جانا ہے۔
جیسے کہ مسافر خیر کرتا ہے کہ صبح کو جانا ہے بلکہ یہ سمجھو کہ ہم چل رہے ہیں۔

انسان ہر وقت سفر میں ہے

ہم مردم ہر وقت میں ہیں۔ ہر وقت ہر وقت سفر کو قطع کر رہے ہیں۔ ہر گز کسی
طرح میں کوئی شبہ ہو کہ ہم تو کہیں بھی کسی کو ہر وقت چلتا ہوا نہیں دیکھتے مگر بعض اوقات تو
ہم حرکت تک بھی نہیں پاتے۔ چنانچہ قطع مسافت بلکہ حرکت کی حد سکون موقوف ہونا ہے
یہی موقع ہر قطع مسافت محقق ہونا محال تھیں ہے اس وجہ سے کہ اجتماع ضدین محال ہے
سکون و حرکت کا اجتماع ناممکن ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک قطع مسافت کے واسطے حرکت لازمی ہے لیکن
جناب آپ نے یہ کیسے سمجھا کہ حرکت نہیں۔ آپ کو معلوم بھی ہے کہ حرکت کی دو قسمیں ہیں ایک
حرکت مکانی اور ایک حرکت زمانی۔ تو یہاں پر حرکت مکانی اور انتقام اپنی تھوڑی سی
نہیں ہے۔ کہو کہ ظاہر اسم دیکھتے ہیں کہ آخرت میں پہنچنے کے واسطے اللہ پاک نے کوئی زمین
نہیں بنایا جس پر چڑھ کر ہم آخرت میں چلے جاویں۔ نہ کوئی میڑھی ہے جس کو رگڑا کر آسمان پر پہنچ
جاویں۔ نہ کوئی میل دو میل کی مسافت ہے جس کو پیادہ، سواری میں طے کر کے اللہ میاں
کے پاس پہنچ جاویں جیسے ہم ریل یا کتبہ میں بیٹھ کر ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچ جاتے ہیں۔
لیکن اس حرکت مکانی کے نہ ہونے سے یہ کیسے لازم آیا کہ حرکت زمانی بھی نہیں
بلکہ یہاں پر حرکت زمانی محقق ہے یعنی اگرچہ ہم ساکن محض ہیں لیکن زمانہ حرکت کر رہا ہے

گھر اس بڑے کو دیکھ کر بزرگ کی طاعت میں دشت کی ہونے لگی۔ جیسے
جیسے یہ مکان کے دروازے کے سامنے پہنچے۔ تو سخت حیران کیا، اسی یہ کیا ماجرا
ہے کہیں سوچا۔ ہر گھر تو نہیں کبھی نہ تھا۔ وہ تو ہماری گھر ہے کبھی
دل میں سوچے کہ کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ پھر کہنے نہیں یہ تو بیداری سے
بہرہ سہوا رہا۔ ہر حرکت کر رہے ہیں میں چل رہا ہوں۔ نوٹس میں شش و پنج میں
نہیں کرتے ہیں آپ کے نتیجے میں فرار کے لئے مکان سے موڈ ہوئے۔ جہاں کو دیکھ کر سدھ
کیا اور پوچھا کیا ہوا۔ بھتیجے میں کوئی سنگ نہ تھا۔ ذرا سے نئے اور وہ تو اہل
ہے سم پر اور باری نقل پر۔ ساری رات بوجھل میں تھک کر بکے پھرتے۔ دروں میں
بھگے میوں کی مٹنے کی گھر میں سے پلے آتے۔ وہیں کے وہیں ہوتا۔ آگے نہ
فرلانگ بھی نہیں پڑے۔

جیسے نیلی کا دل بندہ بند سی کر رہا تھا۔ جب کہ جب اور سننے میں کبھی
سنا کہ میں سے کہ ملاں وقت مہلوں کا قطع کرلوں، مگر وہ حقیقت وہیں جگہ سے ملے
تھا۔ وہیں وہ ہے جس کے زیریں چہرے میں حکومت ہو۔ اس کا نام ہے۔ اس کے کہیں
وقت مکہ گراں ہے۔

بیسے ہی بندھا تھا جسے کہ رکا گھوڑا تڑپ رہی تھی۔ درپے اسے گھر
نہیں منجھدہ۔ مگر نہ توں کے اس میں ایک شہرت یاد میں رہی تھا کہ جب بید کرنا تھا
تو جب تک ٹوٹ کر اس کو سونگھ نہ لیتا کبھی آگے نہ بڑھتا۔ وہ بے چارہ کبھی
اس کی شہرت سے عاجز آگیا تھا۔ مگر مجبور تھا کوئی حد نہ تھا۔ اس کا
مصیبت میں اس لیے چار کو یکساں کرنے کی ضرورت تھی۔ آئی مجھ سے تو پر سوار ہو کر
چلا۔ اس سے پہلے ہی شہرت کی اور جہاں ایک پیچھے ہو کر سونگھیں۔ وہ گئے چلے۔ یہ
اٹھان سے رستہ میں ایک اور شخص بھی سفر کر رہا تھا۔ اس نے گھوڑے کا یہ
ڈھنگ دیکھا اور سخت تعجب ہوا۔ پوچھا، میں یہ گھوڑا کس نرالی صف کا ہے۔
اب تو کہیں دیکھا ڈنٹ۔ اس نے کہا، میں اب یہ بتاؤں اس کم بخت گھوڑے نے

ہیں جو پہلی رات کو اٹھتے ہیں۔ نوٹ: کرتے ہیں۔ ریحری کے ساتھ دعا پڑھتے ہیں۔
توبہ استغفار کرتے ہیں۔ فیض: گناہ کے بعد روزے رکھنے کے عادی ہیں۔

عبادات پر غیبتوں کا اثر

مگر فوسس۔ میں صوفیوں میں جو عبادت و ریاضات پر پانی پھیرے
کے، سب وہ غیبتوں کو صبح اٹھتے ہی ان کے منہ سے پڑھتے ہیں۔ ان کے
تعلیمی آپ کافی ہوتی ہیں اور تمام عبادات و ریاضات حاصل و نامور و غلبہ
موجباتی ہیں جو کہ دنیا میں ہر ایک کے واسطے کافی ہیں۔ مگر باکریاں
مل جانا سے وہ جس بات میں جتنے دنوں قبلہ تھے پھر وہی لوگ تھے ہیں جن
اس مسئلہ کو ۲۰ برس پہلے سے سہراہ نہروں پر لٹا دیا۔ اسی طرح وہ ہر سال جو کہ
مجلس۔ یہاں ہر سال ہر ایک کے واسطے عبادت و ریاضات میں کمال ہے۔
مجلس صاف اس بلکہ نہیں جانتے کہ وہی شخص کتنا دماغ میں کاویات و روای
میں جامع مساویات و مساویات میں ہے جس کے واسطے وہی شخص۔ وہی شخص
رہنے میں دور در دور ہے۔ یہاں سے وہی شخص۔ یہاں سے وہی شخص
پر حالت میں باقی رہے کہ وہی شخص میں ہے۔ یہاں سے وہی شخص۔ یہاں سے وہی شخص
سب سمجھنے میں ہی ہے جو کہ حرکت زور کے بھی مسدود ہے۔ یہاں سے وہی شخص۔ یہاں سے وہی شخص
میں صرف ہی ہے کہ یہ سفر میں باقی رہے کہ وہی شخص۔ یہاں سے وہی شخص
نہیں پر حکام کی دیکھنا نہیں سوتا ہے۔

سفر۔ یہاں سے وہی شخص۔ یہاں سے وہی شخص۔ یہاں سے وہی شخص۔ یہاں سے وہی شخص
جس کو ہم بھی اپنے روز و شب کی اصطلاح میں سفر سے تعبیر کرتے ہو۔ چنانچہ جس وقت یہ
انتقال مکانی ہوتا ہے اس وقت سفر کا تصور ہوتا ہے۔ اور انسان مسافر سے تعبیر کیا جاتا
ہے۔ وہ یہاں سے وہی شخص۔ یہاں سے وہی شخص۔ یہاں سے وہی شخص۔ یہاں سے وہی شخص
ہر وقت میں فرہو یہ فضا راہ و مدار و تفسیر حکام کا نہیں اس سفر پر تفسیر ہوتی ہے۔

اس کو جو کچھ نفس و شیطان کے مغذ ہیں جنہیں جادو کہہ جاتا ہے وہ اس حد تک مضر ہے تو اس کے واسطے، قصہ کا حکم دیا گیا ہے۔ شیطان اس کے حق میں مافی ہونی سے ہند ہم پیر کو یہ بھانسنے لگا کہ چار پڑھیں۔ اللہ سے اور نیوٹے صلہ۔ بکدوں سے تو فتنہ ہی

جس طرح ایک چال کی حکایت ہے کہ وہ منہ قدر کرتے تھے تو وہ اصل صلی بن ابی ہاشم کا شخص سے ہوا کہ کیا کہتا ہے کہ بت میں قصہ کہنے میں جو منہ میں ہوں، اللہ میں نہ ہو صریح میں غنا ہے، کام فقہ پر غور کی، تو فضول سے جواب دیا کہ کارہ اصل اگر فقہ کے مخالف بت تو وہ حد تک کے تو مافی ہونی ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے حکام فرماتے ہیں اور یہاں ہی علامہ ترمذی مدظلہ کو سہرے سے کہتا ہے ہند ہند ہند کہتے ہیں تو کونسا ٹر کام کرتے ہیں

اسی طرح ایک اور صاحب نے گرن و کس میں جو اسکے کی بھی ضرورت نہ تھی تو وہ فقہ کر دیا کہ تھے۔ اس کے کہنے سے کہہ کہ آپ کا یہ طریق عمل عجیب و غریب سے جو نامور بات فقہاء کے خلاف ہے کسی نامور کے یہ عجیب پر تھی کسٹیل کی ماب میں اللہ نہیں راجح کہ کسی نے اس کو ملت مغفر فر نہیں کیا۔ جواب دیا کہ یہی کسی نامور کے مذہب سے کیا یہاں یہاں سے بڑا کلام اللہ میں موجود ہے۔

ادھر بنہی لڑھک

اس سے بڑھ کر وہ کوئی نہیں ہو سکتا کہ بت ہو کہ مذہب کی، اس میں ایک میل کی طرف پر ہی ہوا تو اسے ہند ہم جو جب اس بت کے فقہ کہتے ہیں۔ تو اس شخص سے جو بت یہ کہ کرم کا ثبوت نہیں مذہب فی لعل سے سے تو اس کے بھی نفی تو میں ہند ہم سے تو جسے کہیں۔ لہذا اگر آپ مکاں سے مسجد میں آکر نہ بڑھ کریں تب بھی فقہ کیا کریں۔ اس وجہ سے کہ، طلبا عویٰ موجود ہے۔ غی دور چلنے سے بھی آپ کے فہم و ذہن پر میرا۔ اس کا اظہار اسکا ہے۔ اس میں کسی مقدار کی نجسین تو ہے ہی ہیں۔ اس کا محاط کہ جو ہے۔

ایسے ہی ایک صاحب تھے چلتے چلتے منہ کی دفت بھی بند یا جم سے بگڑ گئی
بدن پر جمع ہیں شرک و ایک طرف خالی میدان، مغرب کی نذر ہو گئی۔ غصے سے بدن کی
... ہو کر نیم گرم درناؤ پر جمنا شروع کی۔ نماز کے بعد کسی سے پوچھا تو اس نے
مسجد میں موجود تھا کہ نے شیعہ کہیں کیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں میرے پاس تو پانی
میں مسجد میں آکر بیٹھوں گا کہوں۔ درقرآن ترمیم میں فرمایا گیا ہے :

فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَسَمَوْا صِدْقًا طَيْبًا

بتلاؤ کہ میرے پاس پانی کا وجود کہاں ہے۔ لہذا رخصت نہ کر لی میرے حق میں، تہ ہے
غرض ان حکایات کے بیان کے بعد سے سب سے کہ جو لوگوں کا مذہب بگڑ گیا ہے کہ ہنسنا
ہوتا ہے نفس کی سہولتیں تلاش کرتے ہیں کہ کسی طرح نفس پر بار نہ پڑے اور وہی ہے ایمان
چھوٹ جاتا ہے۔ بعد بوجہ اس مذہب کے کہیں آپ نہ سمجھ جائیں کہ جب ہم اس حدیث کے
موافق مسافر بن گئے تو آج سے بس فکر نہ شروع کر دیں۔ چودہ رکعت سے جان چھٹی اب
کے ایسی ترکیب کریں کہ کہ ان دو سے بھی جان چھوٹ جائے۔ خود وہ غرض جس کے اعلیٰ
سے منظور مذہبیت کا وقت کو ثابت کرتا ہے حاصل ہو جائے جو اس کا اثر تزیں ہو جائے جو
دنیا اور اس کے تعلقات سے نعت پیدا ہو جائے جو بس نفس کو کسی طرح سے آرام مل جائے
اس کے اسٹیشن کی صورتیں پیدا ہو جائیں۔

سود پر اصرار ————— زکوٰۃ سے گریز

چنانچہ ہم نے ایسی برگاہیں بھی سنی ہیں جو خوب دھڑکتے سے سود لیتے ہیں۔
جب ان سے کہا جاتا ہے کہ سود لیں تو حرام ہے تو کہیں لیتے ہو؟ تو نہایت سہ پاکی
سے جواب دیتے ہیں کہ ہندوستان دارالخبرہ ہے اور دارالخبرہ میں سود لینا بعض علماء
کے مذہب میں جائز و حلال ہے۔ ہم ان ہی کے مذہب پر عمل کرتے ہیں بتلاؤ اس میں کیا
جمع ہے۔ لیکن جب زکوٰۃ دینے کا وقت آتا ہے اور ان سے زکوٰۃ دینے کا سوال ہوتا
ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بھائی ہمارا تو سارا مال حرام ہے، سودی ہے اور غیر کا حق ہے

بک ذمہ سے بھی ٹھہر کر جو بزرگوں گن سب سے قطع بطرح معانی ہے
 حالانکہ اگر ٹھہر گیا ہوا ہے تو معلوم ہو کہ بدوین عمل کے یہ صحیح اعتقاد ہیں نہیں
 مع غریب پرست ہو انہما بھی نہیں کیونکہ عقیدہ بدوین کے سے عادت فساد الی عمل لازم
 ہے جس سے یہ مانگن سے کہ ایک شخص کے ل میں اعتقادات نہ عید ریح ہوں اور خدا میں
 وہ ان علیہ و انسانی کے طرح ہر تو اور انما اس قسم کے ہوں جن میں آپ کے ورت
 کے اصحاب و مہمیں کے سہا میں یوں بعید ہوا اور فساد دینداروں سے ٹھہر چڑھ کر ہو
 در اس آفت کی وجہ یہ ہے کہ سب سے زمرہ میں جو وہ کہ اہل حق کہلاتے ہیں ان
 کے اوپر یہ رحمت مدد کی ہے کہ وہ بھی ان علیہ و سہابی میں اعتقاد کو کافی سمجھنے ہیں
 وراثت کے عادت و اخلاق سے جو شہم پوشی کر رہے ہیں۔ جب یہ تعرض ترک کرتے ہیں وراثت
 سے کام لیتے ہیں تو وہ بھی زراعت و باستان سے ہیں اور جو ان کا نفس لہو کرنا ہے وہی نفس خبیث
 کو نے بپا حدیچہ سے ہیں۔ اہل باطل و زور پرستوں کا طرز معاشرت و کوئی درو
 کا عش خبیث کر سنے ہیں۔ بزرگان دین کے طرز باطن کو ٹھہر دیتے ہیں۔ اہل حق کی طبیعت
 کو دینی کوئی بدعت سے صیر کر لے ہیں۔ تو اہل حق کی یہ سخت عظمیٰ ہے بلکہ نفس کی یک
 بڑی زبردست حد ہے کہ اہل نے ان بزرگوں کو ایک غیر مستحق شہر کی نفس کے تعرض سے
 باز رکھا ہے۔

غرض جس طرح موافقت اعتقادات میں شرط ہے دیگر اعمال و افہام میں بھی ضروری و
 لازمی ہے۔ ورس سے معلوم ہو کہ اہل سنت و سنیعت میں اہل حق سمونے کا وہی لوگ عوی
 کر سنے میں جن کے عقائد کی طرح تمام اعمال و افہام طرز معاشرت آپ کے در آپ کے
 اصحاب کی طرز پر مورن کے احادیث کو نہ سوں خدا ہی ہوئے کے۔ اور ان کی معاشرت ایسی
 ہی مستحسن ہو جیسی آپ کی وراثت کے اصحاب کی تھی۔ نیز بزرگان دین کے شعائر کو جان سے
 زراعت عزیز سمجھیں۔ دلوں میں ان کی قدر ہو انکھوں میں وقت ہو شعائر اہل باطل سے
 نفرت ہو۔

بھی اُفت ہوتی اور اس کی شہین موت میں حدیث کہا۔
 نووہ رنگ کہے۔ اس کی حالت تھوڑی دور ہے۔ یہ اور ترقی
 کی گئی ہے بعض نوجوانوں کے ہیں جو ترقی سے اعلیٰ اور ترقی سے
 پست ہے۔ کہ تھوڑے سے وقت اور اس کی شہین روکے۔ اس کی شہین
 کو ۱۰۰ سے ۱۰۰۰ تک پگھلی جائے۔ اس کی شہین کو ۱۰۰ سے ۱۰۰۰
 سے ۱۰۰۰ تک اس کی شہین کو ۱۰۰ سے ۱۰۰۰ تک دیر سے ہے۔ اس کی شہین
 اس کی شہین کی شہین۔ اس کی شہین کی شہین۔ اس کی شہین
 فرما کرے جسے کہناں مرقہ دانی میں تھاں باں شہین ہوا وہ۔

حضرت سلطان محمد علی گاہ شہین کا شہین ہوا وہ اس کی شہین
 ہونے کا نام ۱۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ تک ہوا وہ اس کی شہین ہوا وہ
 مجھے تو یاد ہے اور اس کے لئے بھی ہے کہ اس کی شہین ہوا وہ
 ہوا وہ اس کی شہین ہوا وہ اس کی شہین ہوا وہ اس کی شہین

یہاں یہ سب دیکھا کہ اس کی شہین ہوا وہ اس کی شہین ہوا وہ
 کا قول ہے خ قول اور اس نے آواز سننے
 بعض شک بل علامہ حضرت فرید کوٹ نہیں سمجھنے بلکہ اس کو سمجھتے ہیں
 کیونکہ وحدۃ الوجود کے ہیں اشارہ در زیادہ ہے اس کے بلکہ وہ
 اصطلاحات سے دھندلے ہوئے کے ہوا وہ اس کی شہین ہوا وہ اس کی شہین
 ہے جس کا ہندو شہین سے ت

چشم بخت - جلوہ دیدار - متبلی سب ز درو دیوار
 گریہ صافوں کی غلطی سے حضرت تین ذرا بہت ہے عارف ہیں ہونا
 روئی ان کی بہت تعریف فرماتے ہیں پانچ بتا دے
 ہفت شہین راجہ گشت - ہونہ اندر نہ یک کچھ ایم
 وسیلہ و مرز بھی ہیں پانچ - کا پند نامہ میں پر ہمدرد ہے کسی میں تہ
 پرستوں کے خدا ارت دہے ہے

رسمہ میں تہذیب و تمدن کی ایک حد درجہ اہمیت ہے۔

یہ تہذیب و تمدن کی ایک حد درجہ اہمیت ہے۔

یہ تہذیب و تمدن کی ایک حد درجہ اہمیت ہے۔

یہ تہذیب و تمدن کی ایک حد درجہ اہمیت ہے۔

اور یہ تہذیب و تمدن کی ایک حد درجہ اہمیت ہے۔

عارف کہتے ہیں کہ

گزشتہ قوتوں کی تباہی و تخریب

اور ان کی تباہی و تخریب

یہ تہذیب و تمدن کی ایک حد درجہ اہمیت ہے۔

یہ تہذیب و تمدن کی ایک حد درجہ اہمیت ہے۔

یہ تہذیب و تمدن کی ایک حد درجہ اہمیت ہے۔

یہ تہذیب و تمدن کی ایک حد درجہ اہمیت ہے۔

یہ تہذیب و تمدن کی ایک حد درجہ اہمیت ہے۔

عظیم پیش گوئی کی تفصیل

یہ تہذیب و تمدن کی ایک حد درجہ اہمیت ہے۔

یہ تہذیب و تمدن کی ایک حد درجہ اہمیت ہے۔

یہ تہذیب و تمدن کی ایک حد درجہ اہمیت ہے۔

یہ تہذیب و تمدن کی ایک حد درجہ اہمیت ہے۔

یہ تہذیب و تمدن کی ایک حد درجہ اہمیت ہے۔

یہ تہذیب و تمدن کی ایک حد درجہ اہمیت ہے۔

میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے
 میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے
 میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے
 میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے
 میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے

مکتوبہ راجہ راجہ (۱) ۱۰۰

میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے
 میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے
 میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے
 میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے
 میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے

میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے
 میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے

میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے
 میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے
 میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے
 میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے
 میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے

وعدہ الی گریگوریاں

مذہب ان کے لئے

مذہب غیر ایسی ہی لڑائیوں کی مانند رہے ہیں، یہی مذہب مسیح کے
عقائد کے لئے جو مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے

جس میں مسیح کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

مذہب کے لئے مذہب کے لئے مذہب کے لئے

[illegible]

حبیب نیاولیان آخرت کا مرثیہ

[illegible]

لو حق علیٰ اس مقام پہنچا کر کے سکا رواۃ اخص کا سبب نہ دے ہیں کہ یہ باوجود
فیام دہائی و اظہار ہجر اس کے بیان میں رہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ نفس دنیا
کو جانتے ہیں یہی نہ کو دنیا کی طرف خاص درجہ کی توجہ ہے جس کی تفصیل آگے مدد ملے گا
اور ان کو آخرت سے غفلت ہے۔ حلاصہ سبب کا دو باتیں ہیں، ایک توجہ الی الدنیا
دوسرے غفلت عن الآخرة۔ اب اپنے ذہنوں کو تلوں کے دیکھنے کہ اس کو کوئی شخص
نہیں سمجھتا ہے۔ تلوں سے معلوم ہو گا کہ کوئی بھی اس کو مرض نہیں سمجھتا اور اگر کوئی مرض

صحیح بات تو معلوم نہیں سمجھتا ہے اور جس جس کو معلوم ہو وہ بھی سمجھتا ہے وہ مختلف خطا کرتا ہے
میں کا نفع ہے اگر کوئی آپ کا کلام پڑھنے لگتی تو میں بھی منہ نہ لگتا تھا۔ میں بھی مصروف
ہوں گا۔ یہاں سے اس سے پڑھنا ہوگا۔

کسی نے یہ مفاد سے بیکے ٹوٹھا
کہ دیکھ نہیں کوئی دُبا ہیں سہ
مگر وہ جس جس کو آست نہیں
مرضِ شیعہ نہ دیکھتے ہیں کیا سہ
کہ جس کی راجت سن کی ہو یہ سہ
کہے جو طبیب اس کو نہ دیکھیں

حسنت ہیں اگر سخت سے سخت مرض کا علاج انہما سے کیا جائے تو وہ آسان ہو جائے گا۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔ ہر مرض دو لاٹھوں سے اٹھتا ہے۔ دو لاٹھوں سے ہر مرض کے لئے دو نازک جگہ ہیں۔ اور ہر عام ہے۔ ہر مرض طمرہ بھی یا لٹھ کو کھینچ کر کسی مریض کو انہوں سمجھ کر شاہ دربار سے اور اس کا علاج کر دیا جائے یا انہما سے نہ کیا جائے تو وہی سخت ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ ملکہ نذر خیر پکڑنے کا جہ نہیں ہوتا۔ وہ نہ کرے جسے خیر فائدہ نہ ہو گا۔ یہی عام ہے جس میں کے ساتھ باری ہوتی ہے کہ جب سے سکھائی یا سمجھ جائے۔ نہ لٹھ نہ انہما ہر مرض سے کہ لٹھ ہی ہر جگہ اور کھر کاٹ و سبب ہے۔ کھر کے بیان نہ سے کا سبب بھی میں کہوں دل سے ہے۔

دیکھا ہے کہ اصل قریح سے شدہ ہوئی ہے جس پر اس کی سیل ہے۔ دیکھا ہے کہ وہ کسی کب خود بخود یا بد کفر کو ہی نعموں و دین کا جوائے گا، مگر نہیں، تو بدت ہو گیا کہ نہ نفس حب دنیا و نسب و آخرت کفر سے بھی ندر ہے و نہ خدا کا شکر ہے کہ ہم میں اس درجہ کی غصہ عن آخرت تو نہیں جس درجہ کی کفر میں ہے اور اس کفر سے نہ بھی ہے کہ وہ نہ آخرت کے فائل ہی نہیں محض دنیا کی کو ب سنتے ہیں اور ہم آخرت کے فائل ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ دنیا کے سوا کب دوسرا عالم بھی ہے۔ البتہ حالت یہ ہے کہ غلام میں اس کا اسخضر نہیں نہ اس کے لئے سائن کی قدر سے۔ تو کو غفلت کا سنے درجہ جائے ندر رہو مگر جس درجہ کی بھی ہے وہ

عقل سے محروم نہ ہو کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 جو عقل عمل و محبت کے واسطے ہیں اس کا جو عمل ہے اس سے
 عقل سے محروم نہ ہو کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے

اسی سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 اس سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 جو خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 عقل سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 عقل سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 عقل سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 عقل سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 عقل سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے

اس سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 عقل سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 عقل سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 عقل سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے

اور گفتگو اس سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 عقل سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 عقل سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 عقل سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 عقل سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 عقل سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے
 عقل سے کہ اس میں خدا کا جیسا عمل ہے اس سے عقل سے

طلبِ آخرت کا طریقہ

ایک اور نیت قابلِ عقاب ہے :

ان کو دیکھ کر مصحف دھندل گیا۔

مصحف پر سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پڑے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر وہ

بے رحمی سے کہنے لگا: "یہ سب کچھ دیکھ کر وہ

اور کہہ کر ان کی زبان سے یہ آواز نکلی کہ: "یہ سب کچھ دیکھ کر وہ

وہ نہ رہتا تھا جو اس نے دیکھا۔ اس نے کہا: "یہ سب کچھ دیکھ کر وہ

کا احساس نہ ہو سکا۔ وہ کہتا تھا: "یہ سب کچھ دیکھ کر وہ

کی وجہ سے اس کے کانوں سے یہ آواز نکلتی تھی: "یہ سب کچھ دیکھ کر وہ

کی طرف مڑ کر دیکھتا تھا کہ اس وقت یہ کون سا حصہ ہے۔ وہ

اس میں نہیں سمجھتا تھا کہ اس کا کسی وقت بھی کسی کو طرف

سے کسی وقت کسی چیز کی طرف ان کو بھی زیادہ توجہ دینی

پڑ جائے۔ وہ ایک بار یہ کہتا تھا: "یہ سب کچھ دیکھ کر وہ

کہہ پڑے۔ دونوں میں یہی تھا کہ حق سے ہر وقت فاصلہ

رہتا تھا۔ کسی شے کی طرف توجہ نہ دیتے تھے۔ وہ

وہ سمجھتا تھا کہ یہ توجہ نہ دینا سب سے زیادہ بڑا

گناہ ہے۔ ہونا ہی ہو گا۔ وہ کہتا تھا: "یہ سب کچھ دیکھ کر وہ

کرنا کی بات نہ ہوگی۔ ان کو بھی کچھ شے

پڑ جائے۔ توجہ نہ دینا اس کے لئے بڑا بڑا گناہ ہے۔ وہ

یہ سب کچھ دیکھ کر وہ کہتا تھا: "یہ سب کچھ دیکھ کر وہ

اس پر مجھے بہت دکھا۔ یہ سب کچھ دیکھ کر وہ

اس کے کوہ سے جب ٹھہر کر دیکھتا تھا

وہ کہتا تھا: "یہ سب کچھ دیکھ کر وہ

اس کے کچھ سے کہتا تھا: "یہ سب کچھ دیکھ کر وہ

یہ سب کچھ دیکھ کر وہ کہتا تھا: "یہ سب کچھ دیکھ کر وہ

یہ سب کچھ دیکھ کر وہ کہتا تھا: "یہ سب کچھ دیکھ کر وہ

یہ سب کچھ دیکھ کر وہ کہتا تھا: "یہ سب کچھ دیکھ کر وہ

یہ سب کچھ دیکھ کر وہ کہتا تھا: "یہ سب کچھ دیکھ کر وہ

عمر فریقہ کے تادم پر ایک بارانی گھر کے موسیٰ صاحب مدد سے جو کچھ
 سے ساختن تھے جس تہہ پر سے رخصت ہو چکا تھا۔ یہی جتنی جانتا ہے وہاں
 کہ ماں بچہ کو ملا ہے۔ ورنہ نہ کہتا ہے کہ گھر کے بھی نہ۔ ہنوز دیکھ گئی ہے
 لیٹو۔ اب بلڈ تھے اس سے بھی زیادہ کن اس طرح کا سہی کا ہوگا۔ اس میں تو کون بھی
 دشواری نہیں کچھ حرج بھی نہیں اس کو حسد رکھے۔ اس سے سعادت پر سعادت اور جنت
 سے جناب سہل ہو یا سہل کیونکہ اس سے سب کو حق سے کی محبت پیدا ہوگی۔ طلب
 محبت کو وہ چہرے کہ مکمل ہو گا۔ کالی ٹیپ کی پر جاب وہاں نہ کرنا ہے۔ ایک
 مرد کا طالب اس کے سے۔ اس کو ماں کر دے۔ اس سے جھگڑا کر دے۔ اس سے
 جاب وہاں سے رخصت ہو گا۔ ایسی حالت میں کہ وہ اس کا جانتا ہے تباہ بھی نہیں رہا
 جو سے جگہ سب کو صحیح سا۔ اب رکھ کر اس میں برکت و ترقی کا وعدہ دے رہی ہیں

واللہ سہل علوانی دہ مستدام

وہ سہل ہے وہ اپنے ملک کو دوسرے میں رکھے ہیں۔ یہی گھر اور جنت
 ہو سکے تو کام رکھیں۔ اس کا کہہ دو فقیر اگر یہ جگہ کہ جنت کا جیان و دھن رکھ جائے
 تکر فصول اعوام تو کی عدم میں بھی اس کی گئی ہے۔ یہاں میں غار و رہا ہوئے مگر وہاں
 اور دھن اور اللہ کی سے لیں۔ ان سے ہو گا۔ لیکن بہت محبت میں کھنڈ نہیں ہے
 ورنہ ان میں کے کام نہیں پاتا کیونکہ یہ وہاں اس کے بار و رہا پر استعانت حضرت
 میں رہی ہے۔ بروقت پیدہ اور نفس سے سازت رشتہ ہے۔ ورنہ سب کے سب
 کے ساتھ اس کو کام ہی خود دشوار ہوتا ہے۔ پھر اس دو امر کی قیدیں اور جتنی
 کے ساتھ سازت نفس ختم ہو جاتی ہے۔ ورنہ اس کی قید غائب قریب جتنی ہو
 جاتی ہے۔ کسی کو ایک عارف فرماتے ہیں۔

صنارہ غنڈہ مدد رہن قانی کہ در زود دیدم بہرہم پارسا

یہم پارسا سے مراد زہد خشک سے ورنہ غنڈہ سے مراد طریق عشق سے
 فرماتے ہیں کہ طریق زہد خشک بہت دیر دراز کا سند ہے۔ مجھے تو طریق عشق میں جتنے

عکس فروف (۱۱) ب ر س
 عکس فروف (۱۱) ب ر س
 عکس فروف (۱۱) ب ر س



عکس فروف (۱۱) ب ر س
 عکس فروف (۱۱) ب ر س

وخصوصاً کہ مدنی علم و کسب ہی علم و معرفت کو اور ایک ہی حدیث سے قدموں پر نہ بڑھتا
 کہ ایک ہی علم و معرفت سے ایک ہی علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے
 جو علم و معرفت سے ایک ہی علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے
 معرفت سے ایک ہی علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے

علم اتنا ہی : حدیث واحد و عقل اتنی : دلائل کھماں ستر

اسی علم و معرفت سے اس علم کو واد رکھتا ہے : حقا کہ یہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو یہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے : حقا کہ یہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے
 ان کے علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے : حقا کہ یہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے
 اس علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے : حقا کہ یہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے
 اس علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے : حقا کہ یہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے

بہت بڑا علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے : حقا کہ یہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے
 علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے : حقا کہ یہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے

صیغہ کے علم کی حقیقت

غرض یہی کہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے : حقا کہ یہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے
 ایک ہی علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے : حقا کہ یہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے
 ہمارے علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے : حقا کہ یہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے
 ان کے علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے : حقا کہ یہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے
 اس علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے : حقا کہ یہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے
 اس علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے : حقا کہ یہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے
 اس علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے : حقا کہ یہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے
 اس علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے : حقا کہ یہ علم و معرفت ہی سے حاصل ہوتا ہے

(۱) اگر کسی دُعا کو پڑھ کر اس کا دل صاف ہو جائے تو اس کی دعا قبول ہے۔

$\frac{d}{dt} \left(\frac{1}{2} m v^2 + \frac{1}{2} I \omega^2 \right) = \sum \vec{r}_i \cdot d\vec{F}_i$

مفتیوں کے کہنا سے عوام متاثر ہوئے، وہ ان کے لئے

2. $\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

دوست پرانے کے ہونے پر دونا کا درمید

آئینہ ٹیسی حریب و شکار شاد بے غم و غم بے غم و غم بے غم و غم

۱۔ اہل حق و عدل کی فکر میں جو ساری دنیا کی حالت سے غیب پر غصہ کیا ہے

یاد دہاڑے سے لڑکھڑکھاتا رہا، جس سے وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھتا رہا۔

ب۔ ہر بائبل کا غنیمت ہوتا ہے۔ لیکن اس کی قدر کرنا ہر بائبل کا

فصل اول در بیان کلیات و احوال

ہماری سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔

[illegible]

۱۰. مکرر کی

وہاں پہنچ کر وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کون سا مکان ہے جس میں وہ رہتا ہو۔

تہذیب و تمدن کے لیے جو کچھ کرنا ہوگا وہ سب کرنا ہوگا۔

یہ کتاب غرضاً ہر مسلمان کے لئے ہے جس نے اپنے حق پرست ہونے کا ارادہ کیا ہو۔

دیکھ کر کہو یہ تو ہے تبریز سے صدر محل میں رہا، وہاں کی منہ بولتا

میں نے کہا: یہ ذہن میں یہ کتاب لکھیں تو اس سے میں ایک کھسک رہا ہوں

نہ لگا وہ قصص یا مذاکرہ۔ سو تو حرم منے و نہ اصل سے کہا مگر

ہے ہوس کی کھور کے ہاں سٹرو و ناخوت وغورز کرو حرم میں جان

جسٹس موسیٰ دشت گرد جسٹس سرد
دست گرد کے سرور کا سرد

اتباع سے علی وجہ

نہ کہ یہ ہے۔ یہ کہ وہ سب سے پہلے اور سب سے پہلے۔

... ..

جس نے ان سے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے
وہ کہ میں نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے

ہم نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے
اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے
اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے

اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے
اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے
اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے

اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے
اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے
اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے

اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے
اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے
اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے

اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے
اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے
اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہے

میں سدم کے وقت سے لے کر ہر بار میں ایک ہی ہے۔ لہذا غریب بھی ملے ہو اور ایک جو پہلے لے چکا ہو کہ آخرت کے لئے ہر مرد و عورت کی تربیت کرنے کے بعد ہی سے کہ کو آخرت کی خدمت کا مستعد ہو جائے گا اور میرے ہیں دیگر کیا ہے نہ کہ کا دوسرا اور بعد و بعد میں یہاں تک کہ غلط ہے۔

اور ایک نمبر سے جو بک کی طرف سے تربیت میں حضرت امیر محمد موسیٰ علیہ السلام کا نام دیکر کے اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ کہ ان کی آخرت کا مہرہ سب ادا ہو جائے جس سے جگہ جگہ دسائیں بھی اس کے ثمرات حاصل ہونے ہیں۔ حال حضرت امیر محمد و حضرت موسیٰ علیہ السلام کے، حالت دنیا کا معدوم ہیں کہ اس لئے آخرت کو ایسا ترجیح دی گئی جو خداوند تعالیٰ نے ان کو دیا ہے کسی طالب دردن و عزت و راحت و طمأنینہ کے ان کے نہیں مقبول مقبول ہونے اور وہ اس وقت ہونے۔ دشمنوں کے سامنے لہجے سے بھی یہ ہو سکتے اور ان حضرات کے سامنے لہجے سے باوجود بظہیر کہ یہ لے جاتا ہے یہ ہو سکتے ہیں۔ یہ خبر تبت و بقا آخرت کا ہونا دنیا میں بھی اللہ کے سزاوارک و غلط ہونا ہے۔

حاصل یہ ہوا کہ دنیا کی رحمت و عافیت بھی اسی سے حاصل ہوتی ہے کہ آخرت کو نہایت ترجیح دیا گئے چنانچہ محمد مہر زمانہ میں جو لوگ آخرت کے طالب ہوئے ہیں اور یہ بھی ہیں ان کو اہل دنیا سے زیادہ است و عزت حاصل ہے، اور یہی بل لیکہ کا مقصود ہے۔ یہ وہ بھی ہیں آخرت کو زیادہ حاصل ہے۔ اب اس مضمون پر کوئی شک نہیں رہا۔ خدا صمد یہ ہوا کہ دنیا کا آخرت پر ترجیح دے۔ اس کے بعد غلبہ دنیا کی بھی ممانعت نہیں اس جو کام کرو اس میں یہ دیکھو کہ آخرت کو ہر بار نہیں ہوتی۔

اب دعا کیجئے کہ خدیجان ہم کو فہم سلیم عطا فرمائیں اور عمل کی توفیق ہو۔
و الحمد لله رب العالمین و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ

اجمعین !

سید محمد تقی

وزار الخود

[illegible]

○ ○ ○ دُنیا کو حضور نے کامر ہے کو یقین سے مگر پچھلے سے
 مجھے دُنیا کو دل سے دُکار رکھتا ہے اور اس کے وجہ سوائے اسے
 کے کچھ نہیں کہ لوگوں سے یہ سمجھ دیا ہے کہ مرنے کے بعد نہایت ایک
 شے تارکے تڑھے میں معیہ ہو جاتا ہے اور نہ پڑا رہا ہے اس
 سنائی کے تڑھے لوگوں کو دُخ ہے ہونے ہے عا نگہ بہ نہایت
 مرنے والے ہوں گے اور اس فطرت میں وہ اطمینان ہے کہ
 بخدا کسی اور دُخ میں اس کے برابر کھٹے نہیں !!

خطبہ ماثورہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله نحمدہ ونستجیدہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونؤکل علیہ و
نغفر لہ واللہ من شہروہم انفسہم من سببنا من اعمالنا من یہدہ اللہ فلا
مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشهد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ ونشهد ان سیدنا و مولانا محمدًا عبیدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
آلہ وسلم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
وَأَمَّا الَّذِينَ سَعِدُوا فَمَنْ فِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ وَ
الْأَرْضُ إِلَّا مَا تَرَى مِنْ يَدَيْكَ عَظَاءٌ غَيْرٌ مُّصَدَّقِينَ

ہیں پھیل بھی ہوتے ہیں۔ سایہ میں ہوتا ہے۔ درخت اور پھول بھی ہوتے ہیں۔ فرحت بخش ہو بھی ہوتی ہے۔ پانی بھی افراط کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ایک اور مقدمہ ملا لو کہ وہ باغ فدائی باغ ہے۔ تو اس سے معلوم ہو گا کہ وہ معمولی باغ نہیں ہے۔ دنیا میں بھی جو سلطانیں و امراء کے باغ ہیں ان میں تمام سامان راحت مہیا ہوتا ہے اور عجیب و غریب چیزیں ہوتی ہیں۔ کسی بادشاہ کے باغ میں محلات و غیرہ کے علاوہ عجیب و غریب خانا بھی ہوتا ہے کسی کے باغ میں سیرگاہیں بنی نظر ہوتی ہیں۔ تو اب سمجھ لو کہ خدا کا باغ کیسا ہو گا خصوصاً جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف رغبت بھی دلائی ہے۔ تو یقیناً معمولی باغ نہیں بلکہ اس میں عجیب و غریب سامان ہوں گے۔ حاصل یہ ہو گا کہ خدا کو ایسا مست کھجھو کہ وہ مرنے کے بعد گئے گزے ہو گئے بلکہ وہ قسم کی راحت میں ہونگے۔ یہ خیال صرف کفار و منافقین کا تھا کہ مرنے کے بعد گئے گزے ہو گئے۔ پہلے مسلمانوں کا نہ یہ خیال تھا نہ حال تھا اور بالکل کے مسلمانوں کا گویہ خیال تو نہیں بن گیا مگر ان کے مابین سے ضرور ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرنیوالوں کو گیارہ گزرا ہوا سمجھتے ہیں کیونکہ اگر ایسا نہ سمجھتے تو اس کا کچھ اثر تو ظاہر ہوتا۔ جنت کی طرف رغبت تو ہوتی اور آخرت سے تو خوش تو نہ ہوتا۔ منافقین کی حالت اور اعتقاد تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لَا خَافَتُنَا إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا هَٰذِي لَوْ كَانُوا عِندَنَا مَا تَدَاوَمُوا قَتْلَنَا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَلِكُمْ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ

کہ ان کو اپنے بھائیوں اور عزیزوں کے مرنے سے حسرت ہوتی ہے کہ مرنے اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو قتل نہ ہوتے۔ جہاد میں چلے گئے اس لئے مر گئے۔ کفار اور منافقین کی یہ حالت اس لئے تھی کہ وہ دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتے تھے۔ ان کو آخرت کی خبر ہی نہ تھی۔ اس لئے وہ مسلمانوں کو جہاد میں قتل ہونے سے بالکل گیارہ گزرا ہوا سمجھتے تھے۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کثیر الجہت میں رہ کر یہ سمجھتا ہے کہ آسمان و زمین جو کچھ ہے سب اسی پتھر کے اندر ہے۔ چونکہ کرے کہ در سگے نہال است زمین و آسمان سے یہاں است نیز ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بلی کی کا قلعہ مشنوی میں لگا ہوا ہے کہ اس کے یہاں فاقہ

چیزیں ہیں برائے نام دونوں میں کچھ مشابہت ہے۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے راجہ محمد آبا نے والٹر کے کہ دعوت میں ایک آدمی تیار کر لیا تھا جو دو سو روپے میں تیار ہوا تھا۔ اس کی صورت اور نام تو انار کا تھا مگر حقیقت میں وہ اور چیز تھی۔ نورِ قرآن میں ارشاد ہے :-

قَابِیْرٌ مِّنْ قِصَّةٍ قَدْ تَدْرٰہَا نَفْسٌ مِّمَّا

کہ جنت میں چاندی کے شیشے ہوں گے یعنی جن میں آئینہ کی اور صفائی ہوگی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جنت کی چیزیں دنیا کی چیزوں سے صرف نام میں مشابہ ہیں ورنہ وہاں کی چاندی آئینہ کی طرح شفاف ہوگی جس میں سے نگاہ آدیاں جوہائے گی۔ دنیا کی چاندی میں یہ بات کہ وہاں تواب تم اس تمنا میں ہو کہ مرنے میں یہاں ہوتے ہیں اور مردے اس تمنہ میں ہیں کہ تم وہاں ہوتے۔ خدا جانے یہاں کیا رکھا ہے جس پر لوگ فریفتہ ہیں۔

نورِ نقرہ جلیست تا مفسول شوی چہرست صورت تا چلیں محبوب شوی

دنیا و آخرت کی نعمتوں کی شرکت

وہاں کی نعمتوں کو حدیث سے معلوم کرو۔ حدیث میں آتا ہے کہ خود خدا کے سر پر ایسی نفیس اور حسیاں ہیں کہ اگر ان کا ایک پتہ دنیا میں لکھ جائے تو آسمان کے چاند و سورج ماند پڑ جائیں۔ وہاں کی ٹھوکیں ایسی حسین ہیں کہ ستر خردوں کے نیچے ان کا بدن جھکتا ہے جنت کی مٹی جو ابرار اور ملک کی ہے جو حق کو فر کے پانی کی تعریف ید ہے :-

مِنْ مَّشْرَبٍ مِّنْ مَّشْرُبٍ لَا یُظْلَمُ بَعْدُ مَا اَبَدًا

جس نے اس سے ایک دفعہ پانی پی لیا اگل کر کبھی پیائے نہ لگے گی اور کھٹکے یہ کہ بدو پیاس کے بھی اس کی طرف رغبت ہوگی اور اس کا کھٹکے حاصل ہوگا۔ دنیا کے پانی میں پیاس کے وقت تو مزا آتا ہے بدن پیاس کے مزا نہیں آتا جنت کے پانی کی شان یہ ہے کہ ایک دفعہ پی کر عمر بھر کے لئے پیاس کی کھٹکے دفع ہو جائے گی اور بدن پیاس کے اس کا مزا حاصل ہوگا۔ بتلاؤ۔ دنیا میں ایسا پانی کہاں ہے جس سے پیاس ہی نہ لگے اور بدن پیاس کے اس سے مزا آئے۔ اسی پر تمام نعمتوں کو قیاس کر لو کہ نہ لگے جنت کو دنیا کی لذتوں سے محض نام کی شرکت و مشابہت ہے۔

اب یہ حسرت کرنا کہ جیسے مردہ عزیز دنیا میں ہوتے اور یہاں کی نعمتوں سے متلذذ ہوتے
مرا سر محاف نہیں نوا اور کیا ہے۔ بسے ان نعمتوں کو ان کے سامنے رکھو تو شاید ان کو حقے آنے لگے۔

میں نے اسی نعمتوں سے گنگوہ میں ایک درویش کی اصلاح کی تھی وہ حضرت حاجی صاحب سے
مُربد تھے مگر عمل کے اور بدعات عموں وغیرہ کے عادی تھے۔ وہ گنگوہ میں آئے اور حضرت شیخ
عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پھول چڑھا کر میرے پاس آئے اور پھر گلے میں بھی پھولوں کا
ہار ڈالا اور میرے پوچھنے پر کہا کہ میں ایک باغ میں گیا تھا وہاں سے یہ پھول لایا تھا۔ کچھ تو شیخ
کے مزار پر چڑھانے کچھ تمہارے واسطے لایا ہوں کیونکہ تم بھی شیخ کی طرح میرے محبوب ہو میں
نہاں سے کہتا کہ آپ نے شیخ کے مزار پر جو پھول چڑھائے بُری غلطی کی کیونکہ وہاں سے غالی
نہیں۔ یا تو شیخ کی روح کو ادراک ہے یا نہیں۔ اگر ادراک نہیں تو پھول چڑھانے سے کیا نفع
اور اگر ادراک ہے تو بتاؤ جو شخص جنت کی شہائم و روائج و عطریات کو سونگھ کر ہاوس کو ان
پھولوں کی خوشبو سے کیا راحت پہنچ سکتی ہے بلکہ اس کو تو لاشیٰ اذیاد ہوئی ہوگی یہ بات
میں کر وہ متنبہ ہوئے اور اپنی غلطی کا اعتراف کر کے آئندہ کے لئے اس سے توبہ کی۔

بس آپ اس قاعدہ کو سمجھ لیجیے کہ جنت کی نعمتوں کے سامنے یہاں کی نعمتیں کچھ بھی
نہیں ہیں۔ پھر آپ کو ہوسکی چیزیں کھاتے ہوئے یہ حسرت نہ ہوگی کہ ہمارے ہمارا ظاہر عزیز بھی
آج ہوتا وہ بھی کھاتا اور اب محروم ہے۔ صاحب وہاں کی نعمتوں سے تو دنیا کی نعمتوں
کو کوئی نسبت ہی نہیں۔

چنانچہ ایک فرق بھی ہے کہ یہاں کے تمام لذائذ تنہائی ویر میں بدبودار یا حقانہ بن
جاتی ہیں جس کی بدبو سے دماغ پریشان ہو جاتا ہے جنت کی نعمتوں میں فضلہ بالکل نہیں۔
جیسا چاہو کھا لو ایک ڈکڑا خوشبودار آجائے گی اور سارا کھانا ہضم ہو جائے گا۔ یا
خوشبودار پسینہ آجائے گا اور سارا پانی ہضم ہو جائے گا۔ نہ وہاں پیشاب کی تکلیف ہے
ہے نہ پاخانہ کی نہ ہیضہ کا اندیشہ ہے نہ بدھضمی کا۔ وہاں کی راحتیں تکلیف کا نام نہیں
اسی لئے بعض علمائے کھلم کہ آدم علیہ السلام کو جس درخت سے منع کیا تھا وہ
دنیا کا درخت تھا جو جنت میں بطور امتحان آدم کے لگا دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم